اصحاب رسول کی عزت وناموس کے تحفظ کا علمبردار
سلسلہ وار
نظام خلافت راشدہ
خیرپور سندھ
★ شمارہ نمبر 7 ★ مئی ★ بمطابق جمادی الاول 1431ھ ★

صحابہ دشمنوں کا تعاقب کرتے رہیں گے
قائد اہل سنت والجماعت پاکستان
مولانا محمد احمد لدھیانوی

مولانا محمد احمد لدھیانوی امن پسند ہیں
وزیر اعلیٰ کا گورنر پنجاب کو خط

ہمیں دہشت گرد کہنے والے خود دہشت گرد ہیں
قائد اہلسنت کراچی
مولانا اورنگزیب فاروقی
کا تفصیلی انٹرویو

صحابیت ہی امت مسلمہ کا سب سے بڑا شرف ہے
شیعہ دانشور ڈاکٹر علامہ خالد محمود کا جواب

سنی نما شیعہ مصنفین کی نقاب کشائی
بریلوی عالم دین
محمد علی نقشبندی کے قلم سے

جید عالم دین، مفکر
ادیب اور خطیب
مولانا عبد الغفور ندیم کی المناک شہادت
قبر سے نکلنے والی خوشبو نے پورا ماحول معطر کر دیا

مشن کی خاطر ہر طرح کی قربانی کیلئے تیار ہیں
عبدالغفور ندیم شہید کے بیٹوں سے بات چیت

جب قوم کے محافظ قاتل بن جائیں
عبداللہ چانڈیو کا بہیمانہ قتل

CamScanner

دشمنانِ اصحاب کا تعاقب کرتے رہیں گے

بارش کا پہلا قطرہ

مولانا محمد احمد لدھیانوی

جامعہ اشرفیہ لاہور میں، جمعرات 15 اپریل 2010ء کو پاکستان بھر کے اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا نمائندہ اجلاس دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنوں کے درمیان انشاء اللہ العزیز اتحاد و یکجہتی اور پیار، محبت کی فضاء قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اس اجلاس سے علماء دیوبند کی تمام دینی جماعتوں کے قائدین کے درمیان پائی جانے والی غلط فہمیاں بڑی حد تک دور ہوئی ہیں اور ہر شخصیت نے بڑی فراخدلی کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف محبت کے ہاتھ بڑھائے ہیں۔ رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نظر بد سے محفوظ فرمائیں اور آئندہ بھی اسی طرح مل بیٹھ کر اپنے پروگرام اور لائحہ عمل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

جب ہمیں معلوم ہوا کہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا نمائندہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے تو کچھ کارکنوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ شاید ہمیں نظر انداز کر دیا جائے لیکن چند دن بعد ہی یہ خدشہ بے بنیاد ثابت ہوا اور ہمیں اس اجلاس کا دعوت نامہ موصول ہو گیا۔ دعوت نامہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ تاریخ گواہ ہے جب بھی موقع آیا، اکابر نے اجتماعی طور پر ہمارے موقف اور مشن کی تائید فرمائی اس لیے کہ یہ موقف اور مشن ہمارا اور ہمارے شہید قائدین کا نہیں بلکہ اکابر اور اسلاف کا ہی موقف اور مشن ہے۔

امیر عزیمت مولانا حق نواز شہیدؒ نے باقاعدہ طور پر 6 ستمبر 1985ء کو جماعت کی بنیاد رکھ کر جس مشن کا آغاز کیا جید اکابر علماء کرام نے 88-1987ء میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی اور شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہما اللہ کی قیادت میں متفقہ فتویٰ کے ذریعے تائید فرمائی پھر مولانا ایثار القاسمی، مولانا اعظم طارق، علامہ علی شیر حیدری کے ساتھ بھی اکابر نے وقتاً فوقتاً شفقت، محبت اور سرپرستی کا معاملہ فرمایا۔

سپاہ صحابہ سپریم کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ کی دعوت پر 9 ستمبر 1991ء کو نہ صرف دیوبندی بلکہ بریلوی اور اہلحدیث علماء نے بھی حضرت مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی صدارت میں جامعہ قاسمیہ فیصل آباد میں اس مشن اور موقف کی تائید کی۔ حکومتی سطح پر بلائے گئے متعدد اجلاسوں میں مورخ اسلام علامہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، حضرت مولانا ضیاء القاسمی، مولانا اعظم طارق اور علامہ علی شیر حیدری رحمہما اللہ نے جس انداز میں اکابر اور اسلاف کا مشن اور موقف بیان کیا، نہ صرف دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث علماء نے اس کی تحسین کی بلکہ حکمرانوں نے بھی اس مشن اور موقف کی حقانیت تسلیم کی۔

> درجنوں علماء کرام کی موجودگی میں ہم نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے مشن کو دہراتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ یہ مشن اکابر کا دیا ہوا راستہ ہے۔ قیامت کی صبح تک اس موقف سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

انفرادی طور پر جب بھی ہم کسی بزرگ کے ہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہماری جدوجہد اور قربانیوں پر نہ صرف ہمیں شاباش دی بلکہ عظمت اصحاب رسول وامہات المومنین کے تحفظ کی جدوجہد جاری رکھنے کی ہدایت بھی فرمائی۔

ہمارے شہید ہو جانے والے تمام قائدین نے ہمیشہ اپنے اکابر اور اسلاف کی سرپرستی اور دعاؤں کو اپنا قابل فخر اثاثہ سمجھا، اپنے آپ کو ہمیشہ بزرگوں کا رضا کار جانا۔ تاہم کچھ عرصے سے ہمارے کارکن یہ محسوس کر رہے تھے کہ شاید ہمیں اس میدان میں تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔

ہمیں جنازے اٹھاتے، حکومتی تشدد اور ریاستی جبر کا شکار ہوتے دو عشرے ہونے کو آئے ہیں شاید ہمارے اکابر بالخصوص ہمارے وہ بزرگ جو سیاسی میدان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہم سے دور ہو گئے ہیں لیکن ہم اپنے کارکنوں اور ساتھیوں کو سمجھاتے رہے کہ ہمارے اکابر اور بزرگ، مسند علم وفتویٰ پر فروکش ہوں یا سیاست کے میدان میں، ہمارے موقف اور مشن کو غلط نہیں سمجھتے۔ ہمارے شہید قائد علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ نے اپنی شہادت سے 4 دن قبل 14 اگست 2009ء کو خیرپور میں ایک بہت بڑے عظیم الشان اجتماع میں جو تقریر فرمائی وہ اکابر پر ہمارے اعتماد کی بھرپور عکاسی کرتی ہے بہرحال کارکنوں کے تاثر کو مدنظر رکھ کر ہم نے اکابر کی خدمت میں پیش ہونے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس سلسلے میں حضرت الاستاذ حضرت مفتی محمودؒ کے جانشین قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن کی خدمت میں متعدد مرتبہ حاضر ہوا اور اپنا دردِ دل سنایا، اسی طرح مولانا سمیع الحق، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی، جامعۃ الرشید کراچی کے حضرت مفتی عبدالرحیم، جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، جامعہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا زاہد الراشدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان مدظلہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ انہوں نے حوصلہ افزائی اور دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں، یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہے۔ اہل حق کے ساتھ ایسے ہوتا آیا ہے، ان شاء اللہ آپ اس امتحان میں سرخرو ہوں گے۔

ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ ہم نے جس جدوجہد کا آغاز اکابر علماء کے مشوروں اور سرپرستی میں کیا تھا۔ کبھی ان حضرات کی موجودگی میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس جدوجہد کی مفصل کارکردگی پر نظر ڈالی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ہم نے اس سارے عرصہ میں کیا کھویا اور کیا پایا ہے۔ ہم خود اپنی صفوں پر ضرور نظر ڈالتے رہے اور اپنی کمزوریوں کو ختم کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ اپنی محنت کو مزید تیز کرتے رہے۔

میری بیس سالہ جماعتی زندگی میں پہلی مرتبہ ایک نامور جید عالم دین، جن کا دل امت مسلمہ کی پریشانیوں پر کڑھتا رہتا ہے اور وہ ہر وقت اس کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں کہ کسی طرح تمام اہل حق متحد ہو جائیں، مجھے اپنے ہاں بلایا اور قریباً پانچ گھنٹے میرے ساتھ گفتگو کی۔ ہمارے مسائل سنے اور اپنے خدشات کا اظہار فرمایا اور بہت سے معاملات میں اپنی گراں قدر آراء سے نوازا۔ مجھے اس بات پر انتہائی خوشی ہے اور میں ان کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے۔

ہم نے ہمیشہ اپنے اساتذہ اور اکابر علمائے کرام کی باتوں کو اہمیت دی ہے اور انکے فرمودات کی روشنی میں اپنی جماعتی زندگی پر ضرور نظر ثانی کی ہے۔ آپس کے اختلافات کو مٹانے اور اپنے کارکنوں کو اپنے اکابر کی زیر نگرانی اور انکے احکامات کی روشنی میں جماعتی زندگی گزارنے کی تلقین کی ہے۔ ہم نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ اگر ہمارا طریقہ کار غلط ہے تو ہمارے بزرگ ایک طریقہ کار طے کر کے ہمیں دے دیں، ہم اس کی پابندی نہ کریں یا اس کی خلاف ورزی ہو تو پھر ہمارا محاسبہ کیا جائے۔ یہی پیشکش 2000ء میں حضرت مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا اعظم طارق رحمہما اللہ نے جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں بھی کی تھی۔

15 اپریل کو ہونے والے اجلاس میں بھی میں نے کم و بیش انہی باتوں کو دہرایا اور وہاں پر موجود اکابر علماء کرام کی خدمت میں بھی عرض کیا کہ ہم آپ کے ہیں اور آپ کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں۔ آپ حضرات ہمیں جیسے چلانا چاہیں ہم اس کیلئے حاضر ہیں۔ اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے میری یہ گفتگو سن کر مجھے تھپکی دی اور وہاں موجود مشائخ عظام اور جید علماء واکابر نے میری ان باتوں کی تائید کی اور مجھے مبارکباد کے پیغام دیے۔ اکابر علماء کرام نے اجتماعی طور پر ایک بار پھر ہماری تائید فرمائی اور تحفظ ناموس صحابہؓ کیلئے ہماری جماعتی خدمات کو سراہا۔

یہ اجلاس بارش کا پہلا قطرہ ہے۔ ہمیں امید ہے ان شاء اللہ اکابر کی محبتوں اور شفقتوں کی بارش بہت جلد ہمارے سروں پہ برسے گی۔ آئندہ اس طرح کے اجلاسوں کو جہاں مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے وہیں دوست نما دشمنوں اور باطل کی سازشوں سے بھی خبردار رہنا ہوگا۔ ہماری ہمدردیاں اور ہماری محبتیں ہمیشہ اکابر کے ساتھ رہیں گی اور ان کی ہمدردیوں اور محبتوں کے ہمیشہ طلبگار رہیں گے کیونکہ ہم نے جس کام کا آغاز اکابر اور اساتذہ کے دروس سن کر اور ان کے حکم سے کیا تھا ہم اسے اپنے اساتذہ اور اکابر کی زیر نگرانی تکمیل تک بھی پہنچانا چاہتے ہیں۔

CamScanner

ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار نظامِ

خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

بانی

قائد شہید اہلسنت علامہ حافظ علی شیر حیدری شہید

مدیر جامعہ حیدریہ

مئی 2010 — شمارہ نمبر 7

بیاد

حضرت العلامہ مولانا امیرِ عزیمت حق نواز جھنگوی شہید

حضرت العلامہ مولانا مورخِ اسلام ضیاء الرحمن فاروقی شہید

حضرت العلامہ مولانا شہید ناموسِ صحابہ محمد اعظم طارق شہید

فہرست

جب قوم کے محافظ قاتل بن جائیں	5
وزیراعلی میاں محمد شہباز شریف کا خط	6
درس قرآن ۔۔۔۔۔ سورۃ البقرہ	7
انٹرویو مولانا اورنگ زیب فاروقی	9
مولانا عبدالغفور ندیم شہید	17
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	23
ایران پاکستان کے تعلقات	27
کارکن کا مثالی کردار	29
متنازعہ عدالتیں	31
آخر اصلی قرآن کہاں ہے	33
صحابیت سب سے بڑا شرف ہے	37
سنی نما شیعہ مصنفین	41
گجرات الیکشن	45
میری کہانی ۔۔۔ میری زبانی	46

چیف ایڈیٹر

انجینئر طاہر محمود

Tahirengr@hotmail.com

ایڈیٹر

محمد یونس قاسمی

معاون ایڈیٹر

حافظ محمد ابوبکر

فی شمارہ 30 روپے سالانہ -/400 روپے

رابطہ کے لئے حافظ محمد ابوبکر جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

0300-7916396

0322-6344296

فرمان الٰہی عزوجل

جولوگ خدااور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے وہ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان (پتھر کی لکیر کی طرح) تحریر کردیا ہے اور فیض بخشی سے انکی مدد کی ہے اور اللہ ان کو ایسی بہشت میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہی گروہ خدا کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔ (القرآن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان رسول ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا چند پیغمبروں کے سوا باقی سب جہان والوں پر میرے صحابہ کو فضیلت حاصل ہے۔ اور ان میں سے میرے چار دوستوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرما کر خصوصی مصاحب بنایا اور میرے ہر صحابی میں بھلائی موجود ہے۔

فکرِ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

"لوگ کہتے ہیں کہ کافر کافر کہہ کر تبلیغ کرنے کا کیا انداز ہے؟ یہ انداز میرا نہیں یہ انداز میرے کسی استاد، پیر اور مرشد کا نہیں، یہ انداز کسی مولوی کا نہیں، یہ انداز کسی تعصب اور ضد پر مبنی نہیں، یہ وہ انداز ہے جو رب نے رسول ﷺ کو سکھایا کہ سامنے کافر کھڑے ہیں، تبلیغ کرو تو کس طرح کرو فرمایا:

قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ "فرما دیجئے اے کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کی میں عبادت نہیں کروں گا۔"

مولویو، پیرو، مرشدو، میں تمہارا رضا کار ہوں لیکن خدارا ظلم نہ کرو، یاایھا الکافرون کہہ کر رسول کریم ﷺ نے تبلیغ کی ہے، لا اعبد ما تعبدون...... ہم وہی کچھ کہہ کر...... او شیعو، او کافرو، تمہارا یہ عقیدہ گندہ ہے، یہ گندہ ہے، یہ گندہ ہے، تم اپنی جگہ پر ہم اپنی جگہ پر لکم دینکم ولی دین تم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اچھی خطابت کرتے ہو؟ تم پیغمبر ﷺ سے بڑے داعی ہو؟ مانتا ہوں، ایمان ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بالحكمة

مانتا ہوں لیکن جہاں اُدع سبیل ربک بالحکمۃ ہے اسی رسول ﷺ کی شریعت میں ہے کہ رسول ﷺ نے بیت اللہ سے مشرکین کے خدا نکال کر ان کی ناک میں نکیل ڈال کر اعلان کیا ہے:

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كانا زهوقا

یہ بھول کیوں جاتے ہو؟ دین سمجھنے کے لئے تمام دلائل جمع کرنا پڑیں گے، ادع الی سبیل ربک پر ایمان ہے یہ حق ہے لیکن یہ بھی تو نظر آتا ہے کہ پیغمبر ﷺ کسی خدا کی ناک کاٹ رہا ہے، کسی کے کان کاٹ رہا ہے کسی کی ٹانگیں کاٹ رہا ہے اور سب کچھ کرنے کے بعد اعلان کرتا ہے:

اف الكم ولما تعبدون من دون الله

جن خداؤں کے ناک کاٹے تھے، ان کے جذبات مجروح ہوئے تھے یا نہیں؟ ادع الی سبیل ربک حق ہے لیکن جب کفر ضد پر اتر آئے پھر اس کے جواب میں یلغار ہے جب کفر ضد پر اتر آئے تو پھر اس کے جواب میں بدلہ ہے جب کفر ضد پر اتر آئے تو پھر احد ہے جب کفر ضد پر اتر آئے تو پھر اس کے خلاف اعلان ہے:

اخداجو اليهود و نصارىٰ من جزيرة العرب .....

(خطاب اوکاڑہ)

فاروقی شہید نے فرمایا

اسلام کا غلبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ہوا ہے آپ دیکھیں گے کہ حضور ﷺ کے دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین ہی سے کام لیا اور حضور ﷺ کے بعد بھی خلفائے راشدین کے دور میں قیصر و کسریٰ کا خاتمہ ہوا یہ غلبہ اسلام خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وجہ سے عمل میں آیا ہے سپاہ صحابہ کا مقصد ناموس صحابہ کا تحفظ، غلبہ اسلام اور پاکستان کو سُنّی ریاست قرار دلوانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف لٹریچر کا مکمل طور پر خاتمہ ہے اور ماتمی جلوسوں کو انکی عبادت گاہوں تک محدود کرانا ہے یہ ہمارے وہ اصل مقاصد ہیں جن کے لئے سپاہ صحابہ کام کر رہی ہے اور ہمارے مطالبات میں پاکستان کو سُنّی ریاست قرار دلوانا بھی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ نظام خلافت راشدین کی لڑی میں ہم پروئے جائیں اور ایک پبلک لاء کے طور پر اہل سنت کے جذبات کی عکاسی ہو جس طرح کسی بھی ملک کے اندر جس فقہ کے لوگوں کی اکثریت ہے اس کا نظام حکومت اسی کے مطابق ہے اس لئے پاکستان کا پبلک لاء سُنّی فقہ کے مطابق ہونا چاہئے اور نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کی جدوجہد ہو اس نظام کو نافذ کیا جائے، ماتمی جلوسوں کو عبادت گاہوں تک محدود کردیا جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف لٹریچر کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جائے۔ یہی اغراض و مقاصد اور یہی ہمارے مطالبات ہیں اور انہیں کی بنیاد پر سپاہ صحابہ قائم ہوئی ہے۔

(1995ء میں ماہنامہ خلافت راشدہ کو دیئے گئے انٹرویو سے اقتباس)

فرمودات اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

دشمن ہمیں شہادت کے راستہ پر ڈال کر خوش نہ ہو سکا شہادت کا راستہ ہم نے اول روز سے چُنا ہے، اس راہ پر چلتے ہوئے ہم سر بلند کر کے چلتے ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں کہ جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد قاسمی آئے، قاسمی کے بعد فاروقی آئے، فاروقی کے بعد یہ غلام پھر حاضر ہے اس کا جنازہ اٹھے گا تو بخدا شہید کے خون کے ایک ایک قطرہ سے ہزاروں وارث پیدا ہونگے۔

(سانحہ سیشن کورٹ لاہور کے تیسرے روز تعزیتی ریفرنس سے خطاب)

جب قوم کے محافظ قاتل بن جائیں

عبداللہ چانڈیو کا بھیانہ قتل

18 مارچ 2010 پاکستان میں انسانیت کی تذلیل کے حوالے سے ایک بدترین دن ہے جب ڈیرہ غازی خاں کے علاقے چوٹی زریں میں نسیم نامی ایک مقامی شیعہ نے اصحاب رسول ﷺ کے خلاف غلیظ ترین بکواسات کیں جامعہ ابی بکر صدیق جام پور کے صدر مدرس ابو معاذ قاضی نعیم اللہ غفاری کی ایک رپورٹ کے مطابق یہ شخص اس سے قبل بھی گالیاں بکتا تھا۔ اسی روز حافظ عبداللہ چانڈیو نے اس شخص کو سمجھایا کہ اصحاب رسول ﷺ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم ان کے خلاف ایسی بکواسات کرتے ہو۔ چونکہ اس علاقہ کا ڈی ایس پی اور مقامی تھانہ چوٹی کا ایس ایچ او دونوں شیعہ تھے اس لئے اصحاب رسول ﷺ کے گستاخ کو ان مقامی پولیس افسران کی آشیرباد کی وجہ سے کوئی اثر نہ ہوتا تھا

18 مارچ کو دوپہر کے وقت نسیم نامی شیعہ نے بھرے بازار میں اصحاب رسول ﷺ خصوصاً سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو ننگی گالیاں دیں تو اصحاب رسول کا غلام حافظ محمد عبداللہ چانڈیو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے موقع پر وار کر کے اصحاب رسول ﷺ کے گستاخ کو جہنم واصل کر دیا اور خود ایک بہادر انسان کی طرح آلہ قتل سمیت تھانہ چوٹی میں پہنچ گیا اور مقامی ایس ایچ او نور محمد کو پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد خود کو قانون کے حوالے کرنے کے لئے پیش کر دیا۔ مقامی ایس ایچ او نے ڈی ایس پی سے رابطہ کر کے حالات سے آگاہ کیا تو ڈی ایس پی اقبال حسین چانڈیو فوری طور پر تھانہ میں پہنچ گیا اور اس نے حافظ عبداللہ شہید کو ننگی گالیاں دیتے ہوئے پستول نکال کر خود بھی فائر کیا اور ایس ایچ او کو حکم دیا کہ وہ بھی اس کو گولی مار دے ایس ایچ او نے ڈی ایس پی کے حکم پر اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرنے والے حافظ عبداللہ کو گولیاں مار کر تھانہ کی چاردیواری میں ڈھیر کر دیا اسی دوران ڈی ایس پی نے مقتول شیعہ نسیم کے ورثاء کو فون کر کے تھانہ میں بلا لیا اور حافظ عبداللہ چانڈیو کی میت ان کے حوالے کرتے ہوئے کہا اسے چوک میں لے جا کر آگ لگا دو تا کہ عبرت کا نشان بن جائے۔ گستاخ رسول شیعہ کے ورثاء حافظ چانڈیو شہید کی میت کو ٹانگوں سے رسی کی مدد سے موٹر کے ساتھ باندھ کر تقریباً ایک کلومیٹر تک گھسیٹتے ہوئے چوٹی زیریں کے مین چوک میں لے آئے جہاں پر درجنوں لوگ جمع ہو گئے جہاں پر انہوں نے لاش کے منہ پر جوتے مارے اور پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی اور کئی گھنٹے تک لاش کے گرد بھنگڑے ڈالتے رہے۔۔۔۔۔۔ یہ واقعہ پاکستان کے سابق صدر فاروق لغاری کے آبائی شہر چوٹی زیریں میں پیش آیا۔ پولیس کے محافظ جب خود ہی قانون شکنی شروع کر دیں۔ اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرنے والے شخص کو عدالت میں لے جائے بغیر خود گولیاں مار کر شہید کر دیں اور پھر اس کی لاش کو موٹر سائیکل کے پیچھے باندھ کر گھسیٹتے ہوئے تماشا بنا کر اس کو چوک میں آگ لگا دیں تو پھر پاکستان کے وزیر داخلہ آئی جی پولیس انسانی حقوق کی تنظیمیں کہاں سو گئی ہیں۔

چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار محمد چوہدری سے درخواست ہے کہ انسانیت کی تذلیل کے اس اہم واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے انکوائری کمشن مقرر فرمائیں تا کہ اصل واقعات منظر عام پر آسکیں۔ اور ذمہ دار پولیس افسران کو قرار واقعی سزا دی جا سکے۔

وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے خط کا جواب

وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی طرف سے بھیجے گئے خط کا جواب دیدیا ہے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے نام خط میں میاں محمد شہباز شریف نے کہا ہے کہ:

''مجھے آپ کی طرف سے جاری کردہ DO لیٹر نمبر PSG-1/2010 کے دلائل سے عاری مندرجات دیکھ کر کوئی حیرانی نہیں ہوئی ہے کیونکہ آپ کے اس خط کے مندرجات آپ کی پارٹی کے مقاصد کو نظرانداز کئے بغیر صرف آپ کی حکمت عملی میں تبدیلی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس خط کے ساتھ منسلک کئے گئے اخباری تراشے آپ کے دعووں کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر آپ کے پاس ان اخباری تراشوں کو توجہ سے دیکھنے کی فرصت ہوتی، جیسا کہ اعلیٰ آئینی عہدے پر فائز ہونے کی بناء پر آپ سے توقع ہونی چاہیے، تو آپ سیاسی محرکات کے تحت شائع کرائی گئی ان بے بنیاد خبروں پر اصرار نہ کرتے جن کی تردید ضمنی الیکشن کی شام کو ہی کی جاچکی تھی۔ بدقسمتی سے آپ نے سیاسی تعصب کے زیر اثر ایک مرتبہ پھر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کے ساتھ اپنی عداوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ نے اپنے عہدے کے حلف کو پامال کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ صوبائی کابینہ کے ایک معزز رکن کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ میری پوری انتظامیہ کو بدنام کرتے ہوئے بھی کسی احتیاط سے کام نہیں لیا۔ محض اپنے تخیل پر بھروسہ کرنے کے طرز عمل کو خیر خواہی بہر حال نہیں کہا جا سکتا۔

آپ کے اس خط میں جس طرح یکسر توہین آمیز انداز میں ڈس انفارمیشن سے کام لیا گیا ہے، اسے دیکھ کر حقیقت میں مجھے مایوسی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے تو آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کی توجہ اس آئینی شق کی طرف مبذول کراؤں جس کے تحت یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ صوبائی کابینہ کے ارکان اپنے فرائض کی ادائیگی کے معاملے میں صوبائی اسمبلی اور خود اپنے ضمیر کی آواز کے سامنے جواب دہ ہیں۔ وہ لاہور میں موجود وفاق کے نمائندے کی کسی ذہنی ترنگ پر چلنے کے پابند نہیں ہیں۔ میں گورنر صاحب سے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی آئینی ذمہ داریوں کی پاسداری کریں اور سیاسی سرگرمیوں میں موث ہونے سے باز آجائیں کیونکہ آپ جس اعلیٰ منصب پر فائز ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ سیاسی حوالے سے مکمل طور پر غیر جانب داری اپنائیں اور صرف وزیراعلیٰ کی ایڈوائس کے مطابق کام کریں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے PLD/1993/SC/473 صفحہ 892 میں یہ بات بہت واضح انداز میں بیان کی گئی ہے۔ اس فیصلے کے مطابق سیاسی جانبداری گورنر کے منصب سے قطعی طور پر مناسبت نہیں رکھتی۔ گورنر صاحب سیاسی پارٹیوں کے قانون مجریہ 1962 کا بھی مطالعہ فرمالیں جس میں گورنر پر یہ قدغن عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے قابل پنشن عہدے پر فائز رہتے ہوئے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ آپ کے خط میں موجود تعصب سے قطع نظر میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کی درستگی کے لئے اس معاملے میں اپنا موقف بھی واضح کردوں۔

بقیہ صفحہ نمبر 16 پر

درس قرآن

صحابہؓ کرامؓ سورۃ البقرہؓ کے تناظر میں

عبدالمنان معاویہ الریاض سعودی عرب

قسط دوم

صحابہ کرام مفلحون ہیں:

سورہ البقرہ میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آیت نمبر5)

مفہوم آیت: یہی لوگ ہیں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔

کون لوگ ہدایت پر ہیں اور فلاح والے ہیں۔اُن کی صفات پوری بیان فرمائی۔

ترجمہ: ''جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (آیت 3)

غیب سے کیا مراد ہے؟

یہاں غیب سے مراد علم غیب نہیں جیسا کہ احمد رضا خاں حضرت رسالت مآب ﷺ کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو علم غیب حاصل تھا، پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ علم غیب عطائی تھا حالانکہ جو چیز عطائی ہو وہ نسبت عطا کرنے والے کی طرف رکھتی ہے نہ کہ جسے دی جا رہی ہو اس کی طرف۔ پھر یہ عقیدہ قرآن کریم کی آیات محکمات کے بھی صریح خلاف ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام، آئمہ فقہاء و محدثین و مفسرین سے بھی ثابت نہیں۔

ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین۔ہاں اخبار غیب ایک علیحدہ موضوع ہے۔وہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں میں سے جسے جتنا چاہتا ہے عطا فرما دیتے ہیں اور اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ علم عطا فرمایا۔

مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ خالد محمود رقم طراز ہیں:

''عالم غیب صرف خدا کی ذات ہے وہ اپنے غیب کا اظہار قطعی درجے میں اپنے رسولوں پر ہی کرتے ہیں وہ اظہار غیب سے سرفراز ہوتے ہیں، یہ علم غیب نہیں اظہار غیب ہوتا ہے۔عالم الغیب صرف خدا کی ذات ہے۔'' (آثار الحدیث جلد1 صفحہ 227)

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''وجدان صریح بتلاتا ہے کہ بندہ کتنی روحانی ترقی کیوں نہ کر جائے بندہ ہی رہتا ہے اور رب اپنے بندوں کے کتنا قریب کیوں نہ ہو جائے وہ رب ہی رہے گا بندہ واجب الوجود کی صفات یا وجوب کی صفات لازمہ سے کبھی متصف نہیں ہوتا علم غیب وہ جانتا ہے جو از خود ہو (کسی دوسرے کے بتلانے سے نہ ہو) ورنہ انبیاء و اولیاء یقیناً ایسی بہت سی باتیں جانتے ہیں جو دوسرے عام لوگوں کی رسائی میں نہ ہوں۔''

(تفہیمات الہیہ جلد1 صفحہ 245 بحوالہ ایضاً صفحہ 228)

اسی طرح عقائد کی مشہور کتاب ''عقائد نسفی'' کی شرح النبراس میں درج ہے۔

ترجمہ: ''اور تحقیق یہ ہے کہ غیب وہ ہے جو ہمارے حواس اور علم بدیہی اور نظری سے غائب ہو بے شک قرآن نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے اس علم غیب کی نفی کی ہے پس جو دعویٰ کرے کہ وہ علم غیب رکھتا ہے تو وہ کافر ہے اور جو ایسے شخص کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔''

(النبراس علی شرح العقائد صفحہ 574 بحوالہ ایضاً صفحہ 230)

یعنی علم غیب خاصہ خداوندی ہے اس میں کوئی اسکا شریک نہیں ہاں بعض اخبار غیب وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کو دے دے تو وہ انبیاء عالم الغیب نہیں کہلائیں گے، علماء دیوبند رحمہم اللہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جملہ مخلوقات میں سب سے زیادہ علم سب سے زیادہ کمالات، صفات اپنے پیارے محبوب حضرت خاتم النبیین والمعصومین ﷺ کو دیئے۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بانی دارالعلوم دیوبند (متوفی 1297ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ علمت علم الاولین والآخرین بشرط فہم اسی جانب مشیر ہے شرح اس معمہ کی یہ ہے کہ اس ارشاد سے ہر خاص و عام کو یہ بات واضح ہے کہ علوم الاولین اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن یہ سب علوم رسول اللہ ﷺ میں مجتمع ہیں سو جیسے علم سمع اور ہے علم بصر اور...... پر بایں ہمہ قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ میں یہ سب علوم مجتمع ہیں ایسے ہی رسول اللہ ﷺ اور باقی انبیاء کو سمجھئے۔

(تحذیر الناس بحوالہ ایضاً صفحہ 23-232)

اگر کوئی صاحب نسبت بزرگ حضرت حجۃ الاسلام علامہ نانوتوی رحمہ اللہ کی درج بالا عبارت پڑھ لے تو بھڑک اٹھے گا کہ کس طرح حضرت رسالت مآب ﷺ سے عقیدت و نسبت کا اظہار کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کے علم مبارک کو اولین و آخرین سب سے زیادہ بتلایا گیا ہے۔حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے ایک قصیدہ بہ حضور رسالت مآب ﷺ کا ایک شعر یہ ہے:

سب کمالات ایک تجھ (ﷺ) میں ہیں
تیرے کمالات کسی میں نہیں مگر دو چار

یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و رسول کے کمالات حضرت رسالت مآب ﷺ میں جمع ہیں لیکن آپ ﷺ کے کمالات میں سے سوائے دو، چار کمالات دوسرے انبیاء میں ہیں۔تو بات عرض کر رہا تھا کہ علم غیب اور اخبار غیب میں فرق ہوتا ہے، حضرت امام احمد رضا خاں کے پیروکار لفظ غیب، لفظ نور وغیرہ دیکھ لیں تو بس باچھیں کھل جاتی ہیں۔موقع محل نہیں دیکھتے ایسے ہی سبائی اگر لفظ امام دیکھ لیں تو مارے خوشی کے رات کو نیند نہیں آتی کہ بس قرآن کریم سے امامت ثابت ہو گئی۔اللہ رب العزت مشرکین و منافقین سے امت محمدیہ ﷺ کو بچائے آمین۔

اللّٰھم انی اعوذبک من الشرک والبدعات

اب سوال یہ ہے کہ پھر غیب سے کیا مراد ہے؟ تو غیب سے مراد وہ امور غیبیہ ہیں جو ہمارے خواص خمسہ کے ادراک سے بھی باہر ہوں مثلاً ملائکہ، جنات، جنت و دوزخ، عذاب قبر، قبر کی زندگی، شہداء کو رب تعالیٰ کے ہاں سے رزق کا ملنا، حیات انبیاء، حیات شہداء وغیرہا۔ان امور پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور ان کی من گھڑت تاویلوں سے بچنا بھی از حد ضروری ہے۔جیسا کہ سرسید احمد خان اور غلام احمد پرویز صاحب چراغ علی وغیرہ نے کیں۔

CS CamScanner

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تو قرآن سے ثابت ہے، لیکن مانے گا وہی جو قرآن کو مانتا ہوگا۔

انفاق فی سبیل اللہ:

انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، صحابہ کرام میں جو صاحب مال تھے وہ دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے دو واقعات ملاحظہ فرمایئے:

1۔ حضرت سیدنا ومولانا خلیفۃ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سابق الاسلام ہیں، ہجرت میں معیت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف آپ کو حاصل ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں حصہ لیا، آپ رضی اللہ عنہ وہ ذات ہیں جنہوں نے دین اسلام کی خاطر جان، مال سب کچھ قربان کردیا حتیٰ کہ جب کوئی غلام مسلمان ہوتا تو مشرکین مکہ اسے اذیت دیتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مال خرچ کرتے اور اُس غلام کو آزاد کرا لیتے، ایک بار آپ کے والد محترم جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر تم بڑائی چاہتے ہو تو امراء پر مال خرچ کرو، ان غلاموں پر مال خرچ کرنے سے تمہیں بڑائی نہیں ملے گی، والد محترم کے احترام میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خاموش رہے لیکن اللہ رب العزت نے سیدنا وامامنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دلی کیفیت یوں بیان کی:

اَلَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی

(سورۃ اللیل آیت نمبر 18-19، پارہ نمبر 30)

جو پاکی حاصل کرنے کے واسطے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے کسی کا اُس پر احسان نہیں جس کے بدلے وہ ایسا کر رہا ہو یار لوگوں نے تو صرف پنجتن کی پاکی کی رٹ لگائی ہوئی ہے، قرآن کریم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مال خرچ کرنے کی نیت یہ بتا رہا ہے وہ پاکی حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتے تھے اور وہ بدرجہ اتم حاصل ہوئی۔ جملہ مفسرین کے نزدیک یہ آیات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

سورۃ اللیل کی آیت نمبر 5 بھی ملاحظہ فرمایئے:

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی (آیت نمبر 5 پارہ نمبر 30)

جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور ڈرا اپنے رب سے

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اجمع المفسرون منا علی ان المراء منه ابوبکر رضی اللہ عنہ

(تفسیر کبیر بحوالہ خلفائے راشدین جلد 1 صفحہ 147)

''ہمارے مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

منکرین صحابہ کی گواہی:

اہل تشیع کا مایہ ناز مفسر ابوعلی طبرسی لکھتا ہے:

عن ابن الزبیر قال ان الآیة نزت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا امثل بلال و عامر......الخ

(مجمع البیان جلد 10 بحوالہ ایضاً 147)

''ابن زبیر سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ ان غلاموں کو جو اسلام لاتے تھے خرید کر آزاد کیا کرتے تھے مثلاً بلال رضی اللہ عنہ وابو عامر رضی اللہ عنہ''

ابوعلی طبرسی نے کڑوی گولی نجانے کیسے نگلی ہوگی اور واضح لکھ دیا کہ اس آیت سے مراد سیدنا وامامنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ ہے۔ تو خلیفہ بلا فصل جانشین رسالت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امام اول سیدنا ومرشدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انفاق فی سبیل اللہ تو قرآن کریم سے ثابت ہوا لیکن مانے گا وہی جو قرآن کو مانے گا جو قرآن کو نہیں مانتا وہ کیوں مانے گا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا اور وہ بھی ایک یہودی کی ملکیت تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر:

''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یحضر بیئر رومة فله الجنة فخفر ماعثمان وقال بن جهز جیش العسرة فله الجنة فجهزه عثمان''

(صحیح البخاری جلد 1 صفحہ 523)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بئر رومہ تیار کرائے سو جنت اس کی، پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے تیار کرایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی کہا جو لشکر عُسرہ کی تیاری کرائے جنت اس کی وہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیار کرایا۔

(بحوالہ خلفائے راشدین جلد 1 صفحہ 556 از مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انفاق فی سبیل اللہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ سے ثابت ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام میں جو صاحب مال لوگ تھے وہ اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ رضی اللہ عنہم ورضو عنہ

یقین آخرت:

آخرت کا یقین اور پختہ یقین ان حضرات کو ہی حاصل تھا جنہوں نے احوال آخرت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن رکھا تھا۔ تبھی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دنیا میں ہی مل گئی تھی وہ قبر کو دیکھ کر روتے اور بہت روتے اور فرماتے، یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ راتوں کو روتے حتیٰ کہ داڑھی مبارک تر ہوجاتی اور فرماتے تھے دنیا مجھے دھوکہ نہ دے یہ کیا ہے آخرت پر یقین نہیں تو اور کیا ہے۔

صحابہ کرام کے فلاح یافتہ ہونے پر قرآن کریم کی شہادت ملاحظہ فرمائیں۔

سورہ المؤمنون میں ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (آیت نمبر 1 پارہ 18)

''یقیناً فلاح پائی مومنین نے۔

آگے ایمان والوں کی صفات بیان کی جارہی ہیں

ترجمہ: جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں (آیت نمبر 2)

جو فضول گوئی سے پرہیز کرتے ہیں۔ (آیت نمبر 3)

جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ (آیت نمبر 4)

سورہ لقمان میں ہے:

اَلَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ (آیت نمبر 4 پارہ 21)

اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنۡ رَّبِّھِمۡ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (آیت نمبر 5 پارہ نمبر 21)

''جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

''یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

بقیہ صفحہ نمبر 40 پر

ہمیں دہشت گرد کہنے والے خود بڑے دہشت گرد ہیں

قائد کراچی مولانا اورنگ زیب فاروقی صدر اہلسنت والجماعت (کراچی ڈویژن)

انٹرویو نگار: مولانا نعمان فاروق ضیاء 0300-7639496

چھوٹا قد، دبلا جسم، مختصر سراپا کے مالک مولانا اورنگ زیب فاروقی کا تعلق کیانی برادری سے ہے، بچپن میں ہی والدہ کا انتقال ہوگیا تھا، زندگی کے ابتدائی ایام بجی کوٹ کے سنگلاخ پہاڑوں میں گزارے، باقی حصہ روشنیوں کے شہر کراچی کی زینت بنا، یونٹ کی صدارت سے لیکر کراچی ڈویژن کے صدر بننے کا سفر کس طرح طے کیا؟ اس کی تفصیل آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کرسکیں گے۔ مولانا اورنگ زیب فاروقی علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے ادارے جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت و فاروقی شہید کانفرنس میں شرکت کے لئے صاحبزادہ ریحان محمود ضیاء کی دعوت پر تشریف لائے تھے جس میں آخری خطاب قائد محترم مولانا محمد احمد لدھیانوی نے فرمایا تھا۔ اگلے روز جمعہ انہوں نے کراچی مرکز کے اندر پڑھانا تھا اس لئے مولانا اورنگ زیب فاروقی کو رات دس بجے ہی دعوت خطاب دی گئی، صبح 3 بجے انکی لاہور سے کراچی فلائٹ تھی، سمندری سے لاہور تک کار کے سفر میں ان سے جو باتیں ہوئیں انٹرویو کی شکل میں قارئین کی نذر کی جارہی ہیں۔

نعمان فاروق ضیاء: سب سے پہلے آپ اپنے خاندان سے متعلق آگاہ فرمائیں؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: خاندان کا تعلق کیانی برادری سے ہے جو ہری پور، خانپور میں آباد تھے، ہمارے خاندان کے ایک بزرگ حویلیاں کے علاقے بجی کوٹ بلکوٹ میں چلے گئے جہاں انہوں نے مستقل قیام کا ارادہ کیا اور سارا خاندان وہیں منتقل ہوگیا ہمارے پورے خاندان کے اندر کوئی حافظ یا عالم نہیں تھا اور والد محترم کو اپنی اولاد کو حافظ اور عالم بنانے کا بڑا شوق تھا، پورے خاندان میں بڑے بھائی مولانا عمر جاوید سب سے پہلے حافظ بنے۔

نعمان فاروق ضیاء: اپنے بچپن اور ابتدائی تعلیم سے متعلق بیان فرمائیں؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: میری بچپن کی کہانی بڑی عجیب اور دردناک قسم کی ہے کیونکہ میں صرف ایک سال کا ہی تھا جب میری والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا، والدہ کے بغیر ایک بچے کا بچپن کیسا گزر سکتا ہے؟ میرا بھی ویسا ہی گزرا اس کے باوجود میرے والد محترم نے اپنی طرف سے بہت زیادہ کوشش فرمائی کہ ہمیں والدہ کی کمی محسوس نہیں ہونے دیں۔ انہوں نے ہماری دیکھ بھال میں کوئی کسر نہیں چھوڑی انہوں نے ہمیں ماں کا پیار، باپ کی شفقت، بچپن کی دونوں ضرورتوں سے بہرہ ور کرنے کی پوری کوشش فرمائی اس دوران ہماری پھوپھی صاحبہ جو کراچی میں آباد تھیں ہمیں کراچی لے آئیں ان کے شوہر مولانا عبدالرزاق ہزاروی نے ہماری ابتدائی تعلیم میں اہم کردار ادا کیا، انہوں نے ہمیں اسلام کی ابتدائی معلومات سے آگاہ کیا ہمیں دعائیں سکھائیں، رہنے سہنے اور زندگی گزارنے کے اسلامی طریقوں سے آگاہ کیا، میری حالت یہ تھی کہ وہ مجھے جو کہتے میں پڑھتا جاتا تھا، جیسے طوطے کو جو سکھا دیا جائے وہی پڑھتا جاتا ہے اسی طرح میں بھی پڑھتا رہتا، والد صاحب معین آباد میں علیحدہ مکان لیکر رہنے لگے، وہاں ہم دن بھر اکیلے مکان میں رہتے تھے۔ ہم گھر سے باہر نکلنے سے بھی گھبراتے تھے، اسی دوران، ہم واپس گاؤں چلے گئے اپنے چچا اور چچی کے پاس رہنے لگے...... چند سال بعد والد محترم نے دوسری شادی کرلی اور وہ ہمیں گاؤں سے لینے گئے تو چچا چچی اور دیگر رشتہ دار ہمیں کراچی بھیجنے پر تیار نہ تھے، والد محترم بہت زیادہ منت سماجت کرکے ہمیں پھر کراچی لے آئے، ہماری دوسری والدہ محترمہ نے ہمارے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا، انہوں نے ہمیں کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ ہمیں سکول میں داخل کرادیا گیا جہاں سے میں نے پرائمری اور مڈل تک تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن بھی مکمل کرلیا میٹرک کرنے کے بعد مجھے جامعہ عثمانیہ میں ابتدائی کتابیں پڑھنے کا موقع ملا مولانا حبیب اللہ عثمانی مدرسہ کے مہتمم اور انتہائی نفیس انسان ہیں، انہوں نے ہماری بڑی سرپرستی کی، ہمارے والد محترم مدرسہ کے پاس ہی فروٹ کی ریڑھی لگاتے تھے، فارغ اوقات میں والد صاحب کے پاس ریڑھی پر چلے جاتا تھا، اس طرح ہمیں کوئی کمی محسوس نہ ہوئی...... ہمارا بچپن اسی طرح گزرا تھا لوگ کہتے ہیں میرا مقام میری والدہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جبکہ میں اکثر کہتا ہوں کہ میرا یہ مقام میرے والد محترم کی دعاؤں اور محنت کا نتیجہ ہے انہیں ہماری تربیت کیلئے دوگنی محنت کرنا پڑی تھی...... وہ ہمیں بڑی جدوجہد کے بعد گاؤں سے کراچی لائے تھے، اگر ہم کراچی نہ آتے اور گاؤں میں ہی رہتے تو شاید میں اب اس مقام پر نہ پہنچا ہوتا، میرے بڑے بھائی مولانا عمر جاوید جامعہ عثمانیہ کے اندر ہی تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں...... قاعدہ اور ناظرہ قرآن کے میرے استاد قاری فیروز بنگش تھے، انہوں نے سب سے پہلے مجھے تقریر یاد کرائی اس وقت ایک چھوٹا سا کتابچہ تھا، اللہ میاں کی باتیں اس میں انبیاء علیہم السلام کے قصے لکھے تھے اس کتاب سے میں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ یاد کرلیا، ہر جگہ وہی تقریر کرتا تھا حتیٰ کہ لوگ کہنے لگے کہ ہر وقت یہی تقریر کرتے ہو کہ اس کا سر توڑ دیا، پاؤں توڑ دیئے تو اور بات بھی کیا کرو پھر میں اسی کتاب سے معراج کا واقعہ یاد کرکے بیان کرنے لگا...... قاری فیروز بنگش کے دوست مولانا حبیب الرحمٰن آئے تو انہوں نے مجھے تقریر سنانے کیلئے کہا میں نے ڈرتے ہوئے تقریر شروع کی تھوڑا سا اٹک گیا تو انہوں نے زوردار تھپڑ رسید کیا اس کے بعد سے آج تک کسی جگہ بھی تقریر میں جھجک محسوس نہیں ہوئی۔

حفظ کیلئے مجھے قاری حکیم اللہ کے پاس داخل کروایا گیا وہ خود تو حافظ نہیں تھے لیکن ان سے پڑھنے والے لڑکوں کو بہت اچھا قرآن یاد ہوتا تھا، آج وہ بیمار ہیں خداوند کریم انہیں صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ حفظ کے بعد مجھے تجوید کیلئے قاری خالد حفیظ کیانی کے پاس داخل کروادیا گیا، قاری حفیظ کیانی قرأت اور تجوید کے بہت بڑے استاد ہیں، ان کے پاس میں نے دو سال گزارے جس کے بعد بنوری ٹاؤن کی ملیر کے اندر ایک شاخ میں درجہ کتب میں داخلہ لے لیا وہاں میرے

میرے استاد نے تھوڑی سی جھجک پر زوردار تھپڑ رسید کیا اس کے بعد سے آج تک کبھی تقریر میں جھجک محسوس نہیں ہوئی۔

استاذوں میں مفتی محمد جو آج کل ایک جھوٹے مقدمہ کے اندر جیل میں ہیں اور مولانا عبدالغفار جو اسلام آباد میں ہیں ان سے ابتدائی تین سال کی کتابیں پڑھیں پھر جامعہ فاروقیہ میں داخلہ لے لیا، وہاں سے مجھے اسلام آباد میں پڑھنے کا شوق ہوا تو مولانا محمد عبداللہ شہید کے مدرسہ جامعہ فریدیہ میں داخلہ مل گیا جہاں مولانا عبدالعزیز سے ایک سال مشکوٰۃ شریف پڑھی جیسا کہ مشہور ہے کہ کراچی میں پڑھنے والے طالب علم کا کسی دوسری جگہ پڑھنا محال ہے اسی طرح ایک سال بعد ہی اسلام آباد سے دوبارہ کراچی آ گیا جامعہ فاروقیہ ڈرگ روڈ میں مولانا سلیم اللہ خاں کے زیر سایہ دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔

اسی اثناء میں کالج میں فرسٹ ائیر میں داخلہ لے لیا اس وقت کراچی کے حالات بہت خراب تھے ایک شیعہ آئی جی پولیس کی وجہ سے سپاہ صحابہ کراچی کی پوری قیادت کو جھوٹے مقدمات میں جیل میں بند کر دیا گیا تھا، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، انجینئرؒ الیاس، قاری شفیق الرحمٰن کی گرفتاری کی وجہ سے کالج آنا جانا بڑا مسئلہ تھا، یہاں ایک گلگت کا افلاطون نامی لڑکا تھا جس نے علماء کرام کو شہید کرنے کیلئے پروگرام بنایا ہوا تھا اس نے کافی قتل وغارت بھی کی تھی، ساتھیوں کے پُر زور اِصرار پر میں نے کالج کا تعلیمی سلسلہ یہیں چھوڑ دیا اور ایک جگہ خطابت شروع کی میں نے ادیب عربی، اردو ادیب اور فاضل اردو کے امتحانات پاس کئے ہیں۔

ایک شیعہ آئی جی پولیس کی وجہ سے سپاہ صحابہ کراچی کی پوری قیادت کو جھوٹے مقدمات بنا کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ ان حالات کی وجہ سے کالج میں اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔

نعمان فاروقی ضیاء: سپاہ صحابہ میں شمولیت کب اور کیسے ہوئی؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: شروع میں درجہ حفظ کے دوران ہی مولانا حق نواز کی کیسٹیں سن کر مجھے سپاہ صحابہ کے ساتھ ابتدائی تعارف ہو گیا تھا، میں درس نظامی کی ابتدائی کتابوں کا طالب علم تھا کہ ایک دفعہ ہمارے علاقہ معین آباد کی ایک چھوٹی سی مسجد مکہ میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کا بیان ہوا، اس وقت ننھے مقرر کے طور پر مجھے بھی تقریر کرنے کا موقع ملا تھا اس وقت براہ راست مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی تقریر سننے کا موقع ملا، جس سے میں نے سپاہ صحابہ میں شمولیت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا، مولانا اعظم طارق شہید بھی موٹر سائیکل پر وہاں آئے، طاہر جھنگوی بھی ان کے ساتھ تھے اس کے ساتھ ساتھ جمعیت طلباء اسلام میں بھی بڑا فعال کردار ادا کرتا تھا، اس وقت قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کی بہت قدر کرتا تھا، ان کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتا تھا اپنے گھر اور مدرسے کے اندر مولانا فضل الرحمٰن کے حامیوں میں میرا شمار ہوتا تھا، میں دونوں سلسلوں میں ساتھ ساتھ چلتا رہا، آگے چل کر ان لوگوں میں سپاہ صحابہ، اس کے مشن اور نظریہ کیخلاف بہت زیادہ تعصب محسوس کیا وہ کہتے تھے کہ یہ کوئی جماعت نہیں ہے بلکہ مدرسوں کے طالب علم اور جذباتی لوگ اس میں شامل ہیں۔ تب میں نے انہیں خیر باد کہہ کر صرف ایک راستے کا انتخاب کیا اور اپنے یونٹ کے صدر کے طور پر سپاہ صحابہ کے کام کا آغاز کیا۔ جب میں اپنے علاقے میں یونٹ بنا کر صدر بنا تو اس یونٹ کا افتتاح قاری سعید الرحمٰن شہید نے فرمایا، قاری سعید الرحمٰن شہید بہت محنتی، مخلص اور مشن کے ساتھ والہانہ لگاؤ رکھنے والے بہت پُرخلوص انسان تھے، جب قاری سعید الرحمٰن شہید ہوئے اس وقت اپنے یونٹ کا صدر بھی اور مدرسہ کا طالب بھی تھا اور میرا سادسہ کا سال کا تھا۔ ان کی مشاورت کے بعد ایک سال اسلام آباد رہا پھر دوبارہ کراچی آ کر نئے سرے سے کام کا آغاز کیا، میں نے لانڈھی سیکٹر میں کام شروع کیا جس طرح پنجاب میں تحصیل ہوتی ہے اسی طرح یہاں کراچی میں تحصیل کو سیکٹر کہا جاتا ہے میں نے لانڈھی سیکٹر میں پیدل کام شروع کیا...... اس میں یونٹوں کو فعال کیا بہت سے پرانے ساتھیوں نے کہا کہ یہاں پر لوگ کام نہیں کرتے لیکن میں نے اللہ کے بھروسے پر کام کا آغاز کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج بڑے مضبوط اور فعال سیکٹروں میں لانڈھی سیکٹر شمار کیا جاتا ہے، لانڈھی سیکٹر سے ہر سال قربانی کے موقع پر تقریباً آٹھ نو لاکھ روپے کی قربانی کی کھالیں اور دیگر فنڈز جمع کئے جاتے ہیں جس سال ہم نے لانڈھی سیکٹر میں کام کا آغاز کیا تھا اسی سال مولانا عبدالغفور ندیم شہید اور انجینئرؒ الیاس اور زبیر سعید رہا ہو کر آئے تھے، انجینئرؒ الیاس زبیر بہت فعال تنظیمی ورکر کے طور پر کام کرتے تھے اور غالباً اس وقت ضلعی ذمہ داری کی حیثیت سے ہمارے پاس آئے تھے، کراچی کی کوئی سڑک، گلی یا بازار ایسا نہیں تھا جسے وہ نہ جانتے ہوں اس وقت کراچی کو پانچ ضلعوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جو کہ پہلے چار ضلع ہوا کرتے تھے جب پانچواں ضلع بنا تو مجھے ضلعی ذمہ دار کی حیثیت سے نامزد کر دیا گیا میں ضلع ملیر کے پہلے صدر کے طور پر منتخب ہوا اس طرح پہلے یونٹ پھر سیکٹر اور اس کے بعد ضلع کے صدر کے طور پر مجھے ذمہ داریاں نبھانے کا موقع ملا کچھ عرصہ بعد مجھے کراچی ڈویژن کے نائب صدر کے طور پر ذمہ داری نبھانے کا موقع مل چکا ہے اس طرح سپاہ صحابہ کے ساتھ ہماری شمولیت شروع سے آج تک قائم رہی۔

نعمان فاروقی ضیاء: سپاہ صحابہ کے قائدین کے ساتھ آپ کا تعلق کیسا رہا؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: چونکہ میرا شمار سپاہ صحابہ کے ابتدائی کارکنوں میں ہوتا ہے اس لئے سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے لیکر حضرت حیدری شہیدؒ تک تمام قائدین سے میرا بہت زیادہ پیار و محبت کا تعلق رہا مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی جب جیل میں تھے تو خط وکتابت کے ذریعے رابطہ رہتا تھا، ہر خط کا جواب مولانا اعظم طارق ہی جیل سے لکھا کرتے تھے جب جواب آتا تو ہمارے لئے وہ بڑی خوشی کا دن ہوتا تھا، اس طرح جب مولانا اعظم طارق شہید دھماکے میں زخمی حالت میں رہا ہوئے ان کے ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا یہ سلسلہ بڑھتا بڑھتا بہت زیادہ قربت میں بدل گیا حتیٰ کہ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ مجھے اپنا بیٹا کہنے

ابتدائی دنوں میں مولاناؒ فضل الرحمٰن کے بڑے حامیوں میں شمار ہوتا تھا لیکن ان کے سپاہ صحابہ کے ساتھ تعصب اور بغض کی وجہ سے انہیں خیر باد کہ کر صرف سپاہ صحابہ کے کام میں مشغول ہو گیا۔

CamScanner

لگے میں نے پہلی مرتبہ ایم این اے کا الیکشن لڑا تو انہوں نے میری بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی، مجھے فنڈ دیا اس کے بعد جب پنجاب گیا انہوں نے بڑے بڑے جلسوں کے اندر میرا تعارف کرایا مجھے یاد ہے کہ گوجرانوالہ میں بہت بڑا جلسہ تھا مولانا رہائی کے بعد پہلی مرتبہ گوجرانوالہ آئے تھے، مولانا اعظم طارق شہید نے منتظمین سے کہا کہ وہ اورنگ زیب فاروقی کو تقریر کرنے کا موقع دیں، انہوں نے اس بات کو نظر انداز کردیا وقت زیادہ ہو چکا تھا جب مولانا اعظم طارق خود تقریر کیلئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ اس لڑکے کو تقریر کا موقع دیا تو سٹیج سیکرٹری نے کہا کہ حضرت وقت بہت ہو چکا ہے سامعین آپ کی تقریر سننے کیلئے بے قرار ہیں تو مولانا طارق نے فرمایا کہ میں اس وقت تک تقریر شروع نہیں کروں گا جب تک اس نوجوان کو تقریر کا موقع نہیں دیا جائیگا ،پھر انہوں نے فرمایا اسے ایک بار تقریر کا موقع تو دو، اگر مزہ نہ آئے تو پیسے واپس! آپ خود کہیں گے کہ اسے اور موقع دو ......تب انہوں نے مجھے تقریر کی دعوت دی، میں خود پریشان تھا میں نے دس پندرہ منٹ کے بعد تقریر ختم کردی تو پیچھے سے آوازیں آنے لگیں کہ اس لڑکے کو اور وقت دیا جائے تب مولانا اعظم طارق نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا کہ ایک بار سننے

اسے زندہ نہیں چھوڑا گیا، سیدنا عمر فاروق ؓ سے لیکر آج تک شیعیت کا ٹارگٹ ہر وہ شخصیت رہی ہے، جس نے اسلام کی ترقی اور ترویج کیلئے جرأت کے ساتھ کام کیا۔ اسلام کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں برصغیر میں مرزا مظہر جان جاناں ؒ کو بھی اسی پاداش میں شہید کیا گیا، آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں دہشت گردی اور غنڈہ گردی کی ابتدا انہی لوگوں نے کی ،354 ہجری میں سب سے پہلا تعزیہ کا جلوس نکالا گیا ہے اس جلوس نے اپنے راستے میں آنے والی اہل سنت کی دکانوں کو لوٹا اور پھر آگ لگائی ہے جب بھی کسی نے اصحاب رسول کی عزت و ناموس کے تحفظ کیلئے آواز بلند کی ہے اسے دہشت گردی اور غنڈہ گردی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

اسی طرح مولانا حق نواز جھنگوی شہید نے اس ملک کے اندر ایران کے شیعہ پیشوا خمینی کے نظریات کا راستہ روکنے کیلئے آواز بلند کی چونکہ ایران کے شیعہ پیشوا ایران کا انقلاب پاکستان میں برآمد کرنا چاہتے تھے انہوں نے مولانا حق نواز جھنگوی کو اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھتے ہوئے دہشت گردی کا نشانہ بنایا جس کی نشاندہی مولانا حق نواز جھنگوی شہید نے اپنی شہادت سے چند دن قبل جمعہ کے خطبہ کے دوران کردی تھی ،انہوں نے کہا کہ مجھے خفیہ ادارے کے ایک اہلکار کے ذریعے

ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹی ہے بلکہ تمام تر دکھوں، مصائب اور شہادتوں کے باوجود ہم نے اپنے قدم آگے ہی بڑھائے ہیں قتل و غارت اور جیلیں ہمیں اپنے مشن اور نظریات سے باز نہیں رکھ سکی ہیں۔

نعمان فاروق ضیاء: کراچی کے اندر اہل سنت والجماعت کے قائدین کے قاتل کون ہیں؟ ان کی گرفتاری کیلئے پیش رفت کہاں تک ہوسکی ہے؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: کراچی میں مولانا سعید الرحمن شہید سے لیکر مولانا عبدالغفور ندیم تک جتنے بھی قائدین اور کارکن شہید ہوئے ان سب کے قتل میں ایک گروہ ملوث ہے سب کارروائیوں کا طریقہ واردات بھی ایک ہے اس میں امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے کارکن شامل ہیں اور سپاہ محمد کے روپوش کارکن ہیں جو قتل و غارت گری کے بعد ایران چلے جاتے ہیں، پھر جب انہیں حالات سازگار نظر آتے ہیں تو وہ دوبارہ سرگرم ہو جاتے ہیں اس طرح انہیں بعض ہائی لیول کے انتظامیہ کے شیعہ افسران اور سیاسی قائدین کی سپورٹ حاصل رہی ہے۔ جس میں سابق آئی جی پولیس افضل شگری سپاہ محمد کے دہشت گردوں کا بہت بڑا سپورٹر رہا ہے اسی طرح پیپلز پارٹی کے کچھ وزراء بھی دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتے

ہمارے قاتلوں کو اعلیٰ افسران اور سیاسی قائدین کی پشت پناہی حاصل ہے جن میں سابق آئی جی پولیس افضل شگری سرفہرست ہے

کے بعد آپ خود کہو گے کہ اسے تقریر کرنے دو۔ اس طرح انہوں نے اپنی شفقت و محبت کا اظہار فرمایا، یہ سلسلہ چلتا رہا جو انکی شہادت کے بعد ختم ہوا۔

نعمان فاروق ضیاء: سپاہ صحابہ کے قائدین کی پے در پے شہادتوں کی وجوہات کیا ہیں، اس کے بارے میں آپ کا رد عمل کیا ہے؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: سپاہ صحابہ کے قائدین کی شہادتیں کوئی نیا سلسلہ نہیں ہے، مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے جو راستہ اختیار کیا ہے یقیناً یہ راستہ شہادتوں دکھوں او رمصائب، بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کا راستہ ہے، مولانا حق نواز جھنگوی شہید نے خود بتایا تھا کہ اس جماعت میں آکر ان مصائب کو برداشت کرنا پڑے گا اس طرح مولانا حق نواز جھنگوی شہید سے لیکر مولانا عبدالغفور ندیم شہید تک جتنے لوگ شہید ہوئے ہیں ان کی شہادتوں کی سب سے بڑی وجہ ان کی حق گوئی و بے باکی ہے کیونکہ شیعیت اتنا بڑا اور منظم اسلام دشمن گروہ ہے کہ چودہ سو سال کی تاریخ میں جس شخصیت نے بھی اس گروہ کے چہرے سے نقاب اتارنے کی کوشش کی

اطلاع ملی ہے کہ بیس اور 25 فروری کے دوران تمہیں شہید کردیا جائیگا اور اس واقعہ میں ایرانی کمانڈوز ملوث ہونگے اور پھر 22 فروری کو مولانا حق نواز جھنگوی کو اپنے گھر کے دروازے پر ہی شہید کردیا گیا اس کے بعد مولانا ایثار القاسمی شہید نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی جگہ پر الیکشن میں حصہ لیا اور کامیاب ہوئے انہوں نے قومی اسمبلی میں اپنی پہلی تقریر کے اندر ایران کی شیعہ حکومت کی مداخلت کی مذمت کی ،انہوں نے واضح کہا کہ پاکستان میں خانہ فرہنگ کے نام پر دہشت گردی کے مراکز قائم کئے جارہے ہیں۔ جس پر چند روز بعد ہی انہیں شہید کر دیا گیا۔ ہمارے تمام قائدین کی شہادت میں ایران کی شیعہ حکومت کا ہاتھ ہے، ایران کی شیعہ حکومت اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سپاہ صحابہ کے قائدین کو نشانہ بناتی ہے، جس کے واضح ثبوت موجود ہیں، نہ جانے کن مصلحتوں کی بنا پر ہمارے حکمران دہشت گردی اور غنڈہ گردی کی ان وارداتوں کو روکنے کیلئے تیار نہیں ہیں؟...... یہ حقیقت ہے کہ ہمارے قائدین اور کارکنوں کی اتنی بڑی تعداد میں قتل وغارت کے باوجود ہماری جماعت اپنے موقف اور مشن سے

ہیں جس کی وجہ سے ہمارے قائدین اور کارکنوں کی شہادتوں کا سلسلہ جاری ہے...... اس کے علاوہ لسانی جماعتوں کے بعض لوگ بھی ان دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتے رہتے ہیں شیعہ نے کراچی شہر کا امن تباہ کرنے کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے اس کے برعکس کراچی میں ہر موقع پر سپاہ صحابہ نے امن و امان کے قیام کیلئے قربانی دی...... کئی سال قبل چودہ اگست کو استحکام پاکستان کے عنوان پر سپاہ صحابہ کی طرف سے ریلی نکالی گئی جس پر اندھا دھند فائرنگ کے نتیجے میں ہمارے درجنوں کارکن شہید ہوئے لیکن ہم نے پُرامن احتجاج کے دوران کسی قسم کی کوئی املاک کو نقصان نہیں پہنچایا...... لیکن گزشتہ محرم میں جب شیعہ کے جلوس پر دھماکہ ہوا تو ان لوگوں نے سینکڑوں دکانوں کو نذر آتش کرکے اربوں روپے کا سامان لوٹ لیا اور دکانوں کو آگ لگا دی، ہمارے قائدین اور کارکنوں کے قتل سے سپاہ صحابہ نہ پہلے مٹی اور نہ اب اللہ کے فضل سے اس کو کوئی نقصان ہوگا۔

سابق سیکرٹری داخلہ کمال شاہ نے جعلی من گھڑت اور خود ساختہ رپورٹیں تیار کرواکر سپاہ صحابہ کی پابندی میں اہم کردار ادا کیا۔

نعمان فاروق ضیاء: سپاہ صحابہ پر پابندی کی وجوہات کیا ہیں؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: سابق صدر پرویز مشرف کے دیگر غیر قانونی اور غیر آئینی احکامات میں سے ایک سپاہ صحابہ پر پابندی بھی ہے۔ سپاہ صحابہ کے ساتھ دوسری کئی جماعتوں پر بھی پابندی لگائی گئی تھی لیکن دراصل یہ پابندی صرف سپاہ صحابہ کو کچلنے کیلئے ہی لگائی گئی تھی اس میں سب سے زیادہ ہاتھ بیوروکریسی میں موجود شیعہ لابی کا ہے، پرویز مشرف کے دور میں سیکرٹری داخلہ کمال شاہ کٹر شیعہ تھا اس نے جعلی من گھڑت

شیعت اتنا بڑا منظم اسلام دشمن گروہ ہے کہ چودہ سو سالہ تاریخ میں جس شخصیت نے اس گروہ کے چہرے سے نقاب اتارنے کی کوشش کی اسے زندہ نہیں چھوڑا گیا۔

اور خود ساختہ رپورٹوں کی بنا پر سپاہ صحابہ پر پابندی لگانے میں اہم کردار ادا کیا تھا، ہم نے سپاہ صحابہ پر پابندی کے احکامات کو اعلیٰ عدالتوں میں چیلنج کیا ہوا ہے ہمیں امید ہے کہ اعلیٰ عدالتوں سے ضرور ریلیف ملے گا جس سے سپاہ صحابہ پر غیر آئینی اور غیر قانونی پابندی ختم ہو جائے گی۔

حکمرانوں کو انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سوچنا چاہئے کہ ہم تو خود دہشت گردی کا شکار ہیں ہماری جماعت کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی سے لیکر علامہ علی شیر حیدری شہید تک پانچ قائدین اور سینکڑوں کارکن دہشت گردی کا شکار ہو چکے ہیں ہزاروں لوگ بے گناہ جیلوں میں بند ہیں ہم دہشت گرد کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اگر ہم دہشت گردی پر یقین رکھتے تو ہمارا کوئی مخالف زندہ نہ بچتا ہم دلیل سے بات کرتے ہیں، ہمارا سب سے بڑا ہتھیار دلائل ہیں، ہمارے قائدین ببانگ دہل کہتے رہے ہیں کہ اگر ہمارے موقف اور مشن پر کسی کو اعتراض ہے تو ہمیں اعلیٰ عدالتوں میں طلب کیا جائے اگر ہم دلائل کی روشنی میں شیعہ کو کافر ثابت نہ کر سکیں تو ہمیں گولی سے اڑا دیا جائے ہمارا خون معاف ہوگا۔ کیا دہشت گرد بھی ایسی گفتگو کرتے ہیں؟ ہمارے فریق مخالف نے دلائل کا جواب دلائل سے دینے کی بجائے گولی اور بم دھماکوں کا راستہ اختیار کیا اور ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کیا کہ ہم دہشت گرد ہیں، ہمارے قائدین نے بار بار وضاحت کی ہے کہ ہم تو خود دہشت گردی کا شکار ہوئے ہم دہشت گرد کیسے ہو سکتے ہیں؟ سپاہ صحابہ پاکستان کی بہت بڑی اور پُر امن مذہبی جماعت ہے، ہم نے ملک کے اندر ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے مولانا حق نواز جھنگوی شہید سے لیکر علامہ علی شیر حیدری شہید تک ہمارے جتنے قائدین شہید ہوئے کسی موقع پر بھی ہم نے املاک کو آگ نہیں لگائی بلکہ ہمیشہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے ہماری جماعت کے پُر امن ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ مولانا محمد اعظم طارق شہید نے جھنگ کے اندر امن وامان کی کئی مثالیں قائم کی ہیں وہ کئی مرتبہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبر بنے لیکن کسی مخالف کو کبھی انتقامی کاروائی کا نشانہ نہیں بنایا، جھنگ میں شیعہ کی بہت بڑی تعداد موجود ہے تمام اختیارات کے باوجود کبھی کسی کو تنگ نہیں کیا گیا۔ مولانا محمد اعظم طارق شہید جب کراچی سے جھنگ آئے تھے اس وقت پورا جھنگ آگ اور خون کے دریا میں بہہ رہا تھا، ہر طرف لاشیں بکھری پڑی تھیں پولیس کی بکتر بند گاڑیوں پر حملے ہو رہے تھے، ان حالات میں مولانا اعظم طارق شہید نے جھنگ میں امن وامان کی ایسی مثالیں قائم کی ہیں جس کا تصور بھی موجودہ دور میں نہیں کیا جا سکتا اتفاق سے انہی دنوں جھنگ کے اندر سیلاب آیا ہوا تھا، مولانا اعظم طارق شہید جھنگ سے ضروری سامان کے ٹرک اور کھانا لیکر پانی کے اندر پیدل سفر کر کے دور دراز کے علاقوں میں دیہاتیوں کو کھانا کھلانے کیلئے خود پہنچے، جھنگ وہ علاقہ تھا جہاں کا زمیندار عوام کو بھیڑ بکریاں سمجھتا تھا، اس علاقے میں سپاہ صحابہ نے بڑے بڑے جاگیرداروں کو شکست سے دوچار کر کے غریب عوام کو جینے کا شعور عطا کیا ہے۔ مولانا محمد اعظم طارق کو بھی انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا، جھنگ کی تاریخ میں سپاہ صحابہ کے قائدین جیسا کردار کوئی نمائندہ پیش نہیں کر سکا ہے۔ آج تک سپاہ صحابہ پر کرپشن، بے ایمانی کا الزام نہیں لگا اور نہ ہی جھنگ میں اتنے بڑے بڑے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچ سکے ہیں جو مولانا اعظم طارق شہید نے جھنگ کے عوام کیلئے منظور کروائے تھے، اس کے علاوہ مولانا اعظم طارق شہید کا سب سے بڑا کارنامہ اور جھنگ کے عوام کیلئے سب سے بڑا تحفہ امن وامان کا قیام تھا۔ جھنگ وہ علاقہ بن گیا تھا کہ لوگ وہاں سے نقل مکانی کرنے لگے تھے، مولانا اعظم طارق شہید نے عوام سے عدم تحفظ کا احساس یکسر ختم کر کے انہیں وقار کے ساتھ جینے کا حوصلہ عطا کیا، میرا دعویٰ ہے کہ اس وقت سپاہ صحابہ سب سے بڑی پُر امن مذہبی جماعت ہے، ہم نے جتنا بھی احتجاج کیا ہے پُر امن کیا ہے جبکہ ہمارا مخالف آج بھی خنجر بردار ہو کر جلوس نکالتا ہے۔

نعمان فاروق ضیاء: آپ کو کراچی ڈویژن کا صدر بنایا گیا ہے، کراچی میں اہل سنت والجماعت کو مزید فعال کرنے کیلئے آپ کے پاس منصوبہ کیا ہے؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: کراچی میں مجھ سے پہلے سابقہ قیادت نے بہت محنت سے کام کو آگے بڑھایا ہے میرے ذہن میں تنظیم سازی کے لئے ایک منصوبہ موجود ہے، جس کے تحت ہم جماعت کے مختلف شعبے قائم کریں گے، ہم نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہے کہ محنت، لگن اور خلوص کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھائیں، ہم نے ہر یونٹ، سیکٹر، ضلع ہر سطح کے صدر کو پابند کیا ہے کہ وہ اپنی حدود میں رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ رابطہ بڑھائے، ہر صدر اپنے علاقہ کے علماء کرام سے رابطہ قائم کرے اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ اس کے علاقہ میں کتنے علماء کرام موجود ہیں، کون سے علماء ہمارے مشن کے حامی، کون مخالف ہیں، صدر کیلئے ان باتوں کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے صدر کا کام ہے اپنے یونٹ کا اجلاس بلائے اور اجلاس کے فیصلوں پر نظر رکھے اور کن پر عمل ہوا کن پر عمل نہیں ہوا۔ اسی طرح جنرل سیکرٹری کیلئے ریکارڈ رکھنا، کاروائی لکھنا ضروری ہے اس کے ساتھ ساتھ سیکرٹری کو مختلف جماعتوں کے عہدیداروں کا ریکارڈ رکھنا اور ان کے ساتھ اچھے روابط قائم کرنا ضروری ہے۔ جنرل سیکرٹری کی ذمہ داری ہے کہ اس کے

تمام مصائب اور جیلوں کے باوجود ہم اپنے مشن سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے ہیں قتل و غارت اور بم دھماکے ہمیں اپنے مشن سے باز نہیں رکھ سکتے۔

میں نے انتظامیہ سے کہا روز روز مرنے سے بہتر ہے۔ایک مرتبہ ہی مرا جائے ہم جنازہ لے کر وزیر اعلی ہاؤس جائیں گے آپ ہمیں راستے میں شہید کردینا۔

علاقے میں تھانے کتنے ہیں ،ایس ایچ او کون ہیں وہاں ڈی پی او/ڈی پی او کون ہے؟ کس مذہب کے ساتھ اس کا تعلق ہے ؟یہ ساری باتیں تحریری طور پر ریکارڈ میں رکھنا جنرل سیکرٹری کی ذمہ داری ہے اس طرح ہمارا شعبہ مالیات کیسا چل رہا ہے ؟عوام کی فلاح و بہبود کے پروگرام ترتیب دینا جنرل سیکرٹری کی ذمہ داری ہے ہمارا پیغام و لٹریچر کے شعبہ کے ذریعے کیسے پھیلایا جاسکتا ہے اس طرح ہمارا اطلاعات کا شعبہ ہے سیکرٹری اطلاعات کا کام یہ نہیں ہوتا چاہئے کہ اوپر کی کاروائیاں نیچے کیسے پہنچتی ہے اور نیچے کی اطلاع اوپر کیسے پہنچ سکتی ہے بلکہ اس کی ذمہ داری ہے کہ اس کے علاقے میں نکلنے والے رسالے کون سے ہیں اخبار کتنے نکلتے ہیں ،شعبہ صحافت سے متعلق افراد کون سے ہیں ان کا تعلق کس مذہب سے ہے ،ہمارے مشن سے متعلق ان کو معلومات کیا ہیں؟

اسی طرح ہمارا ایک قانونی شعبہ ہوگا اور اس کا قانونی مشیر ہونا چاہئے جو جیلوں میں بند بے گناہ افراد کی رہائی کیلئے کوشش کرے جیلوں میں بند بے گناہ لوگوں کی فہرست تیار کرکے انکی رہائی کیلئے کوشش کرے جب وہ رہا ہوجائیں تو انہیں اپنا مشن اور پروگرام سمجھائے۔

اسی طرح ہمارا ایک شعبہ نشرواشاعت کا ہونا چاہئے جس کی ذمہ داری اپنے پروگرام اور مشن کو عام کرنا ہو،مثال کے طور پر یوم صدیق اکبر ؓ کے دن کی مناسبت سے ایک بینر تیار کرواکے یونٹ کے تمام کارکنوں کے ذمہ ایک ایک بینر لگا دیا جائے ،اگر ایک یونٹ میں ہمارا ایک سو کارکن ہیں تو سمجھ لیں کہ سو بینر سیدنا صدیق اکبر ؓ کے یوم وفات کی مناسبت سے تیار ہو کر مختلف چوکوں اور چوراہوں میں آویزاں ہو جائیں جس سے ہمارا مشن اور پروگرام بھی عام ہوگا اور ہمارے اوپر لگایا گیا دہشت گردی کا الزام بھی اس طبقے کی حد تک رفع ہوجائے گا اسی طرح ہم مختلف عنوانات پر کتابچے شائع کرکے عام لوگوں تک پھیلائیں اسی طرح 28 جمادی الثانی کو ایک انعامی مقابلہ منعقد کیا جائے جس میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی وفات، قبول اسلام اور کارناموں پر مشتمل سوالات کئے جائیں پھر اول دوم اور سوم آنے والے کارکنوں کو انعامات سے نوازا جائے اس سے جہاں ہمارا مشن عام ہوگا وہاں عام لوگوں کی دینی معلومات میں بھی اضافہ ہوسکے گا۔

اسی طرح کراچی کو ایک مثال کے طور پر پورے ملک میں پیش کریں گے ہم کراچی کے کام کو پورے ملک میں پھیلا کر ایک انقلاب پیدا کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں اس میں ہمارے جنرل سیکرٹری فیاض بھائی کی بہت زیادہ محنت اور مشن کے ساتھ والہانہ وابستگی کا بڑا دخل ہے کراچی میں الحمدللہ لوگ کافی حد تک منظم ہوچکے ہیں جس طرح مولانا عبدالغفور ندیم شہید بیٹے معاویہ ندیم کی نماز جنازہ کے موقع پر ہوا بہت زیادہ مجمع کے اندر بہت شور برپا تھا جس وقت میں نے مائیک پر آکر اعلان کیا کہ خاموش تو مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی موجودگی میں ایسے سناٹا طاری ہوگیا جیسے قبرستان کے اندر کھڑے ہوں پھر میں نے کہا سب لوگ بیٹھ جائیں اور کوئی آدمی دوسرے کو بیٹھنے کیلئے نہ کہے بلکہ جس طرف میرا ہاتھ جائے اس طرف کے لوگ فوراً بیٹھ جائیں اسی طرح ہوا جب میں نے مجمع کے اندر ہاتھ لہرایا جس طرف میرا ہاتھ جاتا لوگ اسی جگہ پر بیٹھتے جاتے تھے مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ اتنے بڑے مجمع کے اندر اس قدر نظم وضبط کی بہت زیادہ تعریف کی اور ہمارے کارکنوں کے جذبہ تابعداری کو بہت خراج تحسین پیش کیا۔کراچی کے کارکنوں کے اس نظم وضبط کو دیکھ کر انتظامیہ کے اعلیٰ افسران بھی حیران ہوگئے اسی طرح مولانا عبدالغفور ندیم کی شہادت کے موقع پر بھی کارکنوں کا نظم وضبط مثالی تھا اسی طرح کی ایک مثال مولانا محمد اعظم طارق شہید نے نشتر پارک کراچی کے ایک جلسہ میں پیش کی تھی۔

نعمان فاروق ضیاء: مولانا عبدالغفور ندیم شہید کے ساتھ آپ کی رفاقت بہت زیادہ رہی ان کی شخصیت کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: مولانا عبدالغفور ندیم بہت زیادہ خوبیوں کے مالک تھے، وہ بیک وقت ادیب، مصنف، مقرر، خطیب، اعلیٰ اخلاق کے مالک، عظیم عالم دین تھے۔عداوت، نفرت نام کی کوئی چیز ان کے قریب سے بھی نہ گزری تھی، نفاست اور صفائی میں ان کا معیار بہت بلند تھا، وقت کی پابندی ان کا بہت بڑا وصف تھا، جیل کے اندر ان کے ساتھ وقت گزارنے کا بارہا موقع ملا ہے اگر کہہ دیتے کہ میں نے بارہ بجے نہانے کیلئے جانا ہے تو پھر بارہ بج کر پانچ منٹ نہیں ہونے دیتے تھے خوبصورت لباس پہننا ان کا طرہ امتیاز تھا ،کھانے، پینے، سونے اور مطالعہ کا ان کا وقت مقرر ہوتا تھا اس کے ساتھ نظم وضبط کے خود بھی پابند تھے اور دوسروں کو بھی پابند رکھتے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب مجھے کراچی ڈویژن کا صدر بنایا گیا اس سے پہلے جلسوں کے اشتہارات کیلئے یہ بات طے ہوتی تھی کہ کسی شخصیت کا نام پروگرام کیلئے اشتہار میں نہ لکھا جانا چاہئے اور جس شخصیت کا نام کسی اشتہار پر چھپ گیا تو اس کو اس پروگرام میں تقریر کا موقع نہیں دیا جائیگا ایک مدرسہ میں جماعت کا اصلاحی جلسہ تھا جس کے منتظمین نے اشتہار میں مولانا عبدالغفور ندیم شہید کا نام لکھ دیا جب پروگرام شروع ہوا تو مولانا شہید موجود ہونے کے باوجود انہوں نے تقریر نہیں فرمائی جب لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ یہ چیز ہمارے نظم کیخلاف ہے اب میں تقریر نہیں کروں گا اگر آئندہ سے اس ضابطہ کو تبدیل کرلیں تب میں تقریر کیلئے آئندہ آجاؤں گا یہ ان کے نظم وضبط کی پابندی کا معیار ہوا کرتا تھا اسی طرح ایک مدرسے کے جلسہ میں انہیں مدعو کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ ہمارے ڈویژن کے صدر مولانا اورنگ زیب فاروقی ہیں ان سے مشورہ کرکے ہی میں آپ کو تاریخ دے سکتا ہوں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنے بڑے آدمی تھے انہیں ہمیں پوچھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن نظم وضبط کی پابندی کی وجہ سے انہوں نے تاریخ لینے والوں کیلئے ایک نمونہ پیش فرمایا تھا۔

اس طرح بہت سے موقعوں پر انہوں نے جماعتی فیصلوں کو اہمیت اور اپنا ذاتی نقطہ دے کر کسی جماعتی فیصلے کو راہ میں آڑے نہیں آنے دیا، میں نے اپنی پوری زندگی میں جماعتی اصولوں کا پابند ان سے زیادہ کوئی شخص نہیں دیکھا میں سوچتا رہا کہ انہوں نے جیل میں زندگی کیسی گزاری ہے میں تین ماہ جیل میں ان کے ساتھ رہا ہوں وہ کہتے تھے لوگ ہماری عزت کرتے ہیں ہماری نسبت کی وجہ جماعت کے مشن کی وجہ سے ورنہ ہم اس لائق نہیں ہیں کہ ہماری عزت کی جائے یہ کوئی جیل نہیں ہے ہمارے اکابر نے تو کالے پانیوں کی جیلیں کاٹیں جہاں پر قیدیوں کے علاوہ انسان تو کیا جانور بھی نہیں ہوتے تھے کالا پانی کے بڑے بڑے جزیروں کے اندر انہوں نے بیس، بیس سال قید وبند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں، ان کی اس گفتگو سے ہمیں بہت سہارا ملتا تھا، انہوں نے بہت عرصہ جیل میں گزارا ہے، بڑے حوصلے اور خوشی کے ساتھ جیل کے لمحات برداشت کئے ہیں۔

مولانا عبدالغفور ندیم شہید کے جیل جانے سے پہلے جیل کے اندر جمعہ کی نماز ادا نہیں کی جاتی تھی انہوں نے جیل میں جمعہ کی نماز کا آغاز کیا جو آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا میں سمجھتا ہوں کہ جمعہ کی نماز کا ثواب انہیں قیامت کی صبح تک ملتا رہے گا...... جیل کے اندر ان کے

بیانات بڑے متاثر کن ہوتے تھے وہ ہر بات قرآن وحدیث کی دلیل سے ثابت کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے جیل کے عرصہ کے دوران کافی تعداد میں جیل کے ساتھی سپاہ صحابہ کے مشن کے ساتھ دل وجان کے ساتھ وابستہ ہوگئے تھے وہ اپنی بات مثالوں کے ساتھ سمجھایا کرتے تھے، ان کی گفتگو کا انداز بہت سادہ، شائستہ اور لہجہ بڑا نرم ہوتا تھا۔

نعمان فاروق ضیاء: مولانا عبدالغفور ندیم کے قتل کی وجوہات کیا ہیں قاتلوں کی گرفتاری میں کہاں تک پیش رفت ہوئی ہے؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: مولانا عبدالغفور ندیم کے قتل کی وجہ بھی وہی ہے جو ہمارے سابقہ قائدین کے قتل کی وجوہات ہیں اصحاب رسول کا دشمن شیعہ دلیل سے کی گئی بات کا جواب دینے سے عاجز آ گیا تو پھر اس نے دلیل کا جواب گولی سے دیا جس سے ہمارے قائدین کی شہادتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا مولانا عبدالغفور ندیم کی شہادت کے سانحہ میں بھی وہ لوگ ہیں جو مولانا عبدالغفور ندیم شہید کی پُر اثر شخصیت سے سخت نالاں تھے انتظامیہ کے ساتھ مذاکرات میں شیعہ راہنما حسن ترابی ہمارے مقابل آتا تھا کئی بار ایسا ہوا کہ مولانا کی موجودگی میں وہ بار بار پانی پیتا تھا حتیٰ کہ پورا جگ پانی کا پی جاتا تھا مولانا شہید کی گفتگو اس کو ہضم نہیں ہوتی تھی ایک بار وزیر اعلیٰ ارباب رحیم کی میٹنگ تھی میٹنگ میں پینتیس کے قریب شیعہ بیٹھے تھے ہم دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو شیعہ کا پورا وفد اٹھ کر باہر چلا گیا اس وقت مولانا شہید نے اونچی آواز میں قرآن کی آیت:

جاء الحق وزهق الباطل

پڑھی مولانا عبدالغفور ندیم کا ایسا جرأت مندانہ کردار شیعہ کو برداشت نہیں تھا اس لئے دشمن نے انہیں اپنے راستے سے ہٹانا چاہا تھا، اسی طرح ایک سابق شیعہ آئی جی افضل شگری نے حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید سمیت مولانا عبدالغفور ندیم کو بلا وجہ قتل کے مقدمات میں گرفتار کر کے بے پناہ تشدد کروایا تھا اس وقت بھی مولانا شہید نے بڑی جرات اور بہادری کے ساتھ یہ سب کچھ برداشت کیا اس میں سابق شیعہ افضل شگری کا ہاتھ بھی ہوسکتا ہے جہاں تک مولانا شہید کے قاتلوں کی گرفتاری میں پیش رفت کا معاملہ ہے جب مولانا عبدالغفور ندیم شہید کے بیٹے معاویہ ندیم شہید ہوئے ہم نے اعلان کردیا کہ معاویہ شہید کا جنازہ یہاں نہیں پڑھیں گے بلکہ یہ جنازہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے پڑھا جائے گا تمام ساتھیوں سے کہہ دیا کہ لوگ ہمارے مرکز مسجد صدیق اکبر جمع ہوجائیں، جمعہ کے بعد نماز جنازہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے ادا کی جائے گی، جمعہ کے وقت میں مرکز پہنچا وہاں ہمارے سیکرٹری جنرل بھائی فیاض خاں موجود تھے اور ہمارے مرکزی رہنما مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی بھی کراچی دورے پر آئے تھے وہ بھی وہاں موجود تھے، اتنے میں انتظامیہ کے فون آنے شروع ہوگئے کہ آپ وزیر اعلیٰ ہاؤس نہ جائیں ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے اتنے ساتھی شہید ہوچکے ہیں اب ہمیں اس بات کا فیصلہ کرلینا چاہئے کہ ہمیں عزت کے ساتھ زندہ رہنا ہے یا نہیں۔ آج ہم طے کریں گے کہ ہمارے قائدین کے قاتل گرفتار کئے جائیں یا پھر ہمیں بھی شہید کردیا جائے۔ ہمارے ساتھ مذکرات کیلئے آئی جی سندھ کے ساتھ رینجرز کے آئی جی اور چیف سیکرٹری ان کے ساتھ مشیر وزیر اعلیٰ سندھ مفتی بدرالدین ہزاروی بھی تھے، یہ لوگ مسجد صدیق اکبر پہنچے ......اس ضمن میں ہم نے مطالبات کا ایک پوسٹر ایک دن پہلے آویزاں کردیا، وہ آئے ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کے مطالبات پڑھ لئے ہم آپ کے تمام مطالبات مانتے ہیں، آپ جنازہ وزیر اعلیٰ ہاؤس نہ لیکر جائیں اس وقت میں نے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی ہمارے مرکزی رہنما بھی موجود ہیں انکی موجودگی میں یہ بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میں جب صبح اٹھا تھا اسی وقت میں نے آخری غسل سمجھ کر یہ کفن نما لباس پہن لیا ہے، ہم نے یہ کفن نما لباس پہن کر فیصلہ کیا ہے کہ روز روز مرنے سے بہتر ہے ایک ہی دفعہ مرا جائے، ہم معاویہ شہید کا جنازہ لے کر باہر نکلیں گے آپ ہمیں بھی گولیاں ماردیں، ہم معاویہ ندیم شہید کو قبر میں اکیلا نہیں جانے دیں گے میں ان کے ساتھ ہی قبر میں اترنا چاہتا ہوں، ہم یہ فیصلہ کر کے گھر سے آئے ہیں، آپ بھی فیصلہ کر کے آئے ہوں گے کہ آپ نے ہمیں معاویہ ندیم شہید کا جنازہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے نہیں پڑھنے دینا ہے، ہم نے اپنا فیصلہ کیا آپ اپنے فیصلے پر عمل کر کے ہمیں بھی گولیاں ماردیں، لیکن ہم اس وقت تک اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک ہمارے مطالبات منظور نہیں کئے جاتے ان میں سب سے بڑا مطالبہ ہمارے قائدین کے قاتلوں کی گرفتاری ہے۔ ہم آج مرنا چاہتے ہیں آپ اپنی فورس کو کہیں کہ ہم سب کو گولیاں مار دیں اس گفتگو کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں، میں نے کہا تین دن ہوئے مولانا عبدالغفور ندیم

علماء کرام کے قاتل پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کی شیعہ لابی کے زیر سایہ کام کر رہے ہیں۔

پر حملہ ہوئے آپ اب کیوں آئے ہو؟......میں نے کہا میں کسی اور کی بات نہیں کرتا لیکن میں خود شہادت کا غسل کر کے گھر سے نکلا ہوں......اس پر مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی نے بھی گفتگو فرمائی انتظامیہ نے قاتلوں کی گرفتاری کیلئے اچھی شہرت کے حامل سابقہ تفتیشی افسران پر مشتمل ایک پینل تشکیل دیا، زخمیوں کے علاج اور شہداء کے ورثاء کیلئے تعاون کا اعلان کیا، تمام قائدین کی سکیورٹی کا بندوبست کیا جائے گا، ہم نے وزیر اعلیٰ ہاؤس پر جانے کا پروگرام مذاکرات کے بعد ملتوی کر کے جنازہ مرکز میں ہی پڑھانے کا فیصلہ کیا۔

نعمان فاروق ضیاء: سپاہ صحابہ کے قائدین کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کیلئے کیا لائحہ عمل اختیار کر رہے ہیں؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: سپاہ صحابہ کراچی کے قائدین کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کیلئے ہم پُر عزم ہیں اگرچہ اس کیلئے بہت بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارے قائدین کے قاتل پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم میں موجود شیعہ لابی کی زیر سرپرستی کام کرتے ہیں، انتظامیہ یا پولیس جب بھی قاتلوں تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے یہ لوگ سیاسی دباؤ کی وجہ سے ان کی گرفتاری میں حائل ہوجاتے ہیں، اس کے ساتھ ہمارا پڑوسی ملک ہمارے قائدین کے قاتلوں کو مالی تعاون فراہم کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج تک ہمارے قائدین کے قاتل انصاف کے کٹہرے میں نہیں آسکے ہیں ہم پُر عزم ہیں اللہ کے فضل وکرم سے ہماری جدوجہد رنگ لائے گی، ظالم اپنے انجام کو پہنچیں گے۔

میں نے بارہا کہا ہے کہ ہم دہشت گرد نہیں بلکہ ہمیں دہشت گرد کہنے والے خود بڑے دہشت گرد ہیں، قاری سعید الرحمٰن شہید سے لیکر مولانا عبدالغفور ندیم تک ہمارے جتنے قائدین اور کارکن کراچی میں شہید ہوئے کسی ایک قائد کے جنازے پر ہم نے گھیراؤ جلاؤ یا قومی یا نجی املاک کو نقصان پہنچانے کی کبھی کوشش نہیں کی ہم نے ہمیشہ اپنے مطالبات پُر امن انداز میں پیش کئے گزشتہ دنوں جب ہمارے کراچی کے سینئر عہدیدار انجینئر الیاس زبیر اور قاری شفیق الرحمٰن کو شہید کیا گیا اس وقت میں حج کیلئے گیا ہوا تھا مولانا عبدالغفور

ہم ناگن چورنگی مرکز سے ڈالمیا تک اتنے لمبے سفر پر جنازے لیکر گئے پورے شہر میں نہ کسی گاڑی کو ہاتھ لگا یا نہ کسی کا مکان جلایا گیا کیا ایسے لوگ دہشت گرد ہوتے ہیں؟

ندیم نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ انتظامیہ کو کہا تھا کہ ہم پُر امن لوگ ہیں ہم کسی کی املاک کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے پھر ناگن چورنگی مرکز سے ڈالمیا تک جنازے لیکر گئے، اتنے لمبے سفر کے دوران کوئی ہلڑ بازی یا نقصان نہیں ہوا ۔پورے شہر میں نہ کسی گاڑی کو پتھر لگا نہ کسی کا مکان جلایا گیا بلکہ ہمارے قائدین نے کہا اگر کسی کا کوئی نقصان ہوا ہے تو ہم بھرنے کیلئے تیار ہیں کیا ایسے لوگ دہشت گرد ہوتے ہیں؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم سے بڑا محب وطن اور پُر امن کوئی نہیں ہے، انجینئر الیاس زبیر اور قاری شفیق الرحمٰن شہید کے بعد سب سے بڑے امن کے داعی مولانا عبدالغفور ندیم کو نشانہ بنایا گیا انکے بیٹے کا کراچی کی تاریخ کا بڑا جنازہ ہوا کسی گاڑی کو پتھر نہ لگا نہ کہیں آگ لگائی اس کے بعد مولانا عبدالغفور ندیم شہید کے جنازہ پر مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہٗ نے فرمایا تھا ہم جنازے اٹھا اٹھا کر تھک گئے ملک نازک صورتحال سے دوچار ہے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم اپنے اندر چھپے ہوئے شیعہ دہشت گردوں کو کٹہرے میں لائے ورنہ یہ آگ جو انہوں نے جلائی خود انہیں بھسم کر کے راکھ کردے گی، مولانا عبدالغفور ندیم شہید کے جنازے پر گورنر سندھ نے ہمارا شکریہ ادا کیا، پولیس اور انتظامیہ کے افسران نے ہمارے نظم وضبط اور صبر وتحمل کی تعریف کی ہے، کراچی ہی نہیں پورے ملک کے اندر ہم نے ہمیشہ امن وامان کو قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہم نے ملتان کے اندر 45 جنازے اٹھائے کوئی بدامنی نہیں ہونے دی، لاہور کے اندر کتنی مرتبہ دس سے زائد جنازے اٹھائے پھر بھی امن بحال رکھا، ڈیرہ غازی خان ،مظفر گڑھ، فیصل آباد، شیخوپورہ، اسلام آباد، ڈیرہ اسماعیل خان ،پشاور، خیر پور اور کوئٹہ ہر علاقے میں جنازے اٹھائے لیکن پھر بھی امن کو بحال رکھا، مولانا اعظم طارق شہید جیسے عظیم قائد کے جنازے پر بدامنی نہیں ہونے دی، علامہ علی شیر حیدری شہید کے جنازے پر بھی امن قائم رکھا، اس کے برعکس بے نظیر بھٹو کے جنازہ کا واقعہ آپ کے سامنے ہے، گزشتہ محرم میں کراچی کا واقعہ بھی آپ کے سامنے ہے......اس کے علاوہ علامہ علی شیر حیدری اور مولانا عبدالغفور ندیم کی قبروں سے خوشبو نکلنا ہمارے مشن کی حقانیت کی دلیل ہے، مولانا عبدالغفور ندیم کی قبر سے گلاب کے پھولوں جیسی خوشبو جب ظاہر ہوئی تو اس موقع پر موجود تمام علماء اور دوسرے لوگ ورطہ حیرت میں ڈوب گئے، یہ دنیا کے اندر ہمارے لئے بشارتیں ہیں جس پر ہم اللہ پاک کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے...... ہمیں کوئی مایوسی نہیں ہے کہ کام کرنے والے لوگ چلے گئے

پولیس جب بھی ہمارے قائدین کے قاتلوں تک پہنچتی ہے شیعہ لابی سیاسی دباؤ کی وجہ سے گرفتاری میں حائل ہو جاتی ہے۔

ہمارا مشن باقی ہے اللہ پاک نے جس سے جتنا کام لینا تھا وہ کام لیکر اس کو اپنے پاس بلا لیا اس میں مایوسی یا پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے اللہ نے جتنے قائدین کو اپنے پاس بلایا ان کی جگہ پر نئے لوگ آئے ہیں اور ان سے بڑھ کر کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس سے بڑی ہمارے مشن کی حقانیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ جو قائد چلا جاتا ہے اپنے ذمے لگا ہوا کام کر کے جاتا ہے اور جو اس کی جگہ پر کھڑا ہوتا ہے وہ بھی یہی جذبہ اور شوق لے کر میدان میں آتا ہے ہمارے پانچ قائدین شہید ہو چکے ہیں لیکن انکی جگہ پر آنے والے مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہٗ اپنے مشن اور کاز پر اسی طرح جم کر کھڑے ہیں جیسے ان سے پیش رو قائدین ہوا کرتے تھے وہ بھی بارہا کہہ چکے ہیں کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اس سے کم یا زیادہ وقت نہیں مل سکتا ہے ہر کارکن کو اپنے مشن اور کاز کی تکمیل کیلئے ہر وقت کوشاں رہنا چاہئے ہمارے لئے شخصیت پرستی نہیں ہے بلکہ مشن اور کاز سب سے اہم ہیں ہمارے شہیدوں کے چہرے پر مسکراہٹ اور شہداء کی قبروں کی خوشبوئیں حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔

نعمان فاروق ضیاء: رسالہ نظام خلافت راشدہ کے اجراء پر آپ کے تاثرات کیا ہیں اور قارئین کیلئے آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: کسی بھی مشن اور مقصد کی تکمیل کیلئے میڈیا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہمارے مشن اور کاز کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کیلئے ایک رسالے کی بہت زیادہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، اس سے قبل بھی انجینئر طاہر محمود نے خلافت راشدہ کے نام سے پندرہ سال تک رسالہ جاری رکھا اپنے نئے نام سے خیر پور سے علامہ علی شیر حیدری شہید کے بھرپور تعاون سے یہ رسالہ شروع کیا گیا ہے اس کی بہت ضرورت تھی جو علامہ علی شیر حیدری شہید نے پوری فرمادی ہے، خداوند کریم اس رسالہ کے معاونین خصوصاً مولانا محمد یونس قاسمی کو اجر عظیم عنایت فرمائیں جنہوں نے علامہ علی شیر حیدری شہید کی شہادت کے سانحہ کے بعد بھی اسے جاری رکھا ہوا ہے۔

قارئین کیلئے میرا پیغام یہ ہے کہ اسے خود بھی پڑھیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔خداوند کریم آپ کا اور میرا حامی وناصر ہو۔

نعمان فاروق ضیاء: بلدیاتی الیکشن کے دوران کراچی میں آپ کا لائحہ عمل کیا ہوگا؟

مولانا اورنگ زیب فاروقی: کراچی کی جماعت مرکز کے ماتحت ہے ہمیں مرکز کی طرف سے بلدیاتی الیکشن کے حوالے سے جو ہدایات آئیں گی ہم ان پر بھرپور طریقے سے عمل کریں گے ویسے بھی کراچی کے بلدیاتی الیکشن میں حصہ لینے کیلئے ہم نے بھرپور تیاری کی ہوئی ہے، اگر جماعت کی طرف سے ہمیں بلدیاتی الیکشن میں حصہ لینے کی ہدایت ملی تو اللہ کے فضل وکرم سے بلدیاتی الیکشن میں بھرپور کردار ادا کریں گے، اس وقت قائد اہل سنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے جماعت پر دہشت گردی کے الزام کی گرد دور ہو چکی ہے اور انہوں نے میڈیا کے حوالے سے جو تاریخی کردار ادا کیا ہے وہ آنے والی نسلوں تک ہمیشہ یاد رہے گا ۔ان کے مدبرانہ فیصلوں اور جماعت کے مشن کے حوالے سے جراتمندانہ کردار نے شیعیت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے ۔انشاء اللہ بلدیاتی الیکشن میں بھی ان کی مدبرانہ پالیسی کی وجہ سے اہم کردار ادا کرنے کی امید کی جا سکتی ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

پاکستان کے عظیم سکالر، ادیب اور شاعر جناب حافظ ارشاد احمد دیوبندی آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔قارئین سے درخواست ہے کہ حافظ صاحب کی تندرستی کے لئے دعا فرمائیں

(اے) یہ درست ہے کہ صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان حلقہ پی پی 82 کے ضمنی الیکشن کی انتخابی مہم کے سلسلے میں سیاسی دورے پر جھنگ گئے تھے۔ اس سلسلے میں ذور کی کوڑی لانے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی اور یہ کہنے کا تو بالکل ہی کوئی جواز نہیں بنتا کہ صوبائی وزیر قانون نے خدانخواستہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے اس نوٹیفکیشن کی کوئی خلاف ورزی کی ہے جس کا آپ نے اپنے خط میں حوالہ دیا ہے۔

(بی) اس کے برعکس یہ غلطی دوسرے فریق کی جانب سے کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس روز مجھے آپ کا زہر آلود خط موصول ہوا اس سے اگلے روز ہی آپ خود سوئی گیس کی فراہمی کا افتتاح کرنے کے بہانے اپنی سرکاری حیثیت میں جھنگ کے حلقہ پی پی 82 کے دورے پر چلے گئے۔ آپ نے سرکاری وسائل سے وہاں سیاسی جلسے کا اہتمام کیا اور پاکستان پیپلز پارٹی (پارلیمنٹرین) کے امیدوار کی انتخابی مہم چلائی حالانکہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ سروس آف پاکستان میں ہوتے ہوئے آپ آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی کر رہے ہیں جس کے آرٹیکل (2)17 اور آرٹیکل 260 کو ملا کر پڑھا جائے تو آپ ایسا کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ انتخابی قوانین اور پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ مجریہ 1962 میں بھی گورنر کے لئے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ممانعت موجود ہے۔ لگتا یہی ہے کہ آپ نے مجھے جو خط تحریر کیا ہے وہ اپنے اس غیر قانونی دورے سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی ایک بھونڈی کوشش کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ نے عوام کے سامنے جس رویے کا اظہار کیا ہے اس سے بھی اس بات کی توثیق ہو جاتی ہے کہ آپ کے دل میں پاکستان کے آئین کی ذرہ برابر عزت نہیں ہے اور آپ قانون کی حکمرانی پر بھی کوئی یقین نہیں رکھتے۔

(سی) سرکاری ریکارڈ کے مطابق مولانا احمد لدھیانوی 18 فروری 2008 کے عام انتخابات میں قومی اسمبلی کی نشست کے لئے امیدوار بننے کے اہل قرار دیئے گئے تھے کیونکہ وہ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 میں دی گئی شرائط پر پورا اترتے تھے اور انہوں نے آپ کی نگرانی میں ق لیگ کے شیخ وقاص احمد کے مقابلے میں 40000 سے زائد ووٹ حاصل کئے تھے کیونکہ خود آپ اُس وقت نگران وفاقی کابینہ میں شامل تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ مولانا احمد لدھیانوی الیکشن جیت نہ سکے۔ اُس وقت تو آپ نے اور کسی بھی سرکاری ادارے یا سیاسی جماعت نے مولانا احمد لدھیانوی پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

(ڈی) اُس وقت تو آپ پی سی او/این آر او فیم ڈکٹیٹر کی نگران کابینہ کے ایک رکن تھے، وہ ڈکٹیٹر جس نے رسمی احکامات کے بغیر اعلیٰ عدلیہ کے 63 ججوں کو نظر بند کر دیا تھا۔ اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے دل میں ملک کے بنیادی قانون اور عدلیہ کے لئے کتنی عزت تھی۔

(ای) آپ کے خط سے یہ بات بھی آشکارا ہو گئی ہے کہ آپ محض اپنے مطلب کی بات یاد رکھتے ہیں۔ اگر آپ کو یاد آ جائے تو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جس دن آپ نے مجھے الزامات سے بھرا ہوا خط تحریر کیا، اُس سے چند دن قبل پاکستان پیپلز پارٹی (پارلیمنٹرین) نے پی پی 82 میں اپنے امیدوار کے لئے مولانا احمد لدھیانوی کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کیا

بقیہ صفحہ نمبر 35 پر

CamScanner

مفکر، ادیب، جید عالم خطیب ہزاروں دلوں کی دھڑکن

مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ ایک اور جرنیل رخصت ہوگیا

تحریر: تصور معاویہ اٹھارہ ہزاری جھنگ

مولانا عبدالغفور ندیم شہید ضلع خانیوال کی تحصیل کبیر والا کے ایک قصبہ سرائے سدھو میں 1957ء کو مستری رحیم بخش کے گھر پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں کی مسجد سے کیا اور میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول کبیر والا سے کرنے کے بعد مزید تعلیم کیلئے تیاری کر رہے تھے کہ کسی ذریعہ سے مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کی تقریر کی کیسٹ سننے کا موقع ملا جس سے والہانہ عقیدت ومحبت پیدا ہوگئی اس دوران مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کا پروگرام خانیوال شہر میں ہوا، براہ راست تقریر نے ایسا اثر دکھایا کہ مولانا عبدالغفور ندیم شہید نے کالج چھوڑ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا، کبیر والا شہر میں پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم کبیر والا میں داخل ہوگئے، چونکہ میٹرک کا امتحان پاس کر چکے تھے، دارالعلوم کبیر والا میں اپنی کلاس کے سب طالب علموں میں نمایاں کارکردگی دکھائی حتیٰ کہ آپ کے استاد دوسرے شاگردوں میں آپ کو بطور نمونہ پیش کرتے تھے۔ آپ نے 1983ء میں درس نظامی کا کورس مکمل کر کے فراغت حاصل کی۔ 1985ء میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ نے سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی، آپ ابتدائی کارکنوں میں شامل ہوگئے تحصیل خانیوال میں باقاعدہ طور پر سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھنے والوں میں آپ کا نام بھی شامل تھا، تعلیم سے فراغت کے بعد چند سال اپنے آبائی علاقہ میں رہے اس کے بعد کراچی ہجرت کر کے آگئے اور جامع مسجد دارالسلام لیاقت آباد ٹاؤن میں خطیب وامام مقرر ہوگئے، ان ایام میں سپاہ صحابہ نئی وجود میں آئی تھی، کراچی میں بھی اس کا کام شروع ہو چکا تھا اپنی مسجد میں سپاہ صحابہ کے یونٹ کے قیام کیلئے لوگوں سے فرداً فرداً بات کرتے رہے خطبات جمعہ اور درس قرآن کی محفلوں میں بھی اپنا موقف پیش کرتے رہے، مسجد میں جہاں پر حضرت خطیب تھے سپاہ صحابہ کا یونٹ قائم کیا اُس دور میں مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ بھی کراچی میں مقیم تھے اور باقاعدہ سپاہ صحابہ کے ذمہ دار تھے تو حضرت ندیم شہیدؒ انکے قریبی ساتھیوں میں سے تھے، کراچی شہر میں سپاہ صحابہ کی جدوجہد میں دونوں حضرات پیش پیش رہے، یہاں پر حضرت ندیم شہید ؒ نے مولانا اعظم طارق شہیدؒ کو بلوا کر مسجد میں سپاہ صحابہ کے پہلے یونٹ کا افتتاح کروایا تھا۔ اس طرح پنجاب جھنگ اور دیگر علاقوں کی طرح کراچی بھی سپاہ صحابہ کی تنظیمی حیثیت سے ملک بھر میں متعارف ہوگیا۔

1991ء میں جھنگ میں مسجد حق نواز جھنگوی شہید ؒ کے خطیب اور جھنگ کے ممبر قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمی

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی براہ راست تقریر سن کر کالج کا ارادہ ترک کر کے دینی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا اور پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم کبیر والا میں داخل ہوگئے

کو شہید کر دیا گیا جس سے مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ کو کراچی چھوڑ کر جھنگ جانا پڑا اور کراچی مرکز کی مسجد صدیق اکبر کیلئے مولانا عبدالغفور ندیم کو خطیب مقرر کیا گیا۔

مولانا ندیم شہید ؒ کی خطابت وامامت اور اخلاق سے اہل محلہ ہی نہیں بلکہ پورے کراچی شہر کے لوگ متاثر تھے، خطابت کا انداز اپنا اپنا ہوتا ہے، حضرت ندیم شہیدؒ کا انداز خطابت کچھ ایسا تھا کہ لوگ ہر بات آرام سے سمجھ جایا کرتے تھے حضرت کی تقاریر موقع محل کے مطابق ہوتی تھیں اسلامی مہینے میں کوئی عظیم سانحہ جو تاریخ اسلام میں رونما ہوا، اسی حوالے سے گفتگو کیا کرتے تھے مثلاً جس مہینے میں غزوہ بدر یا دیگر غزوات ہوئے ان مہینوں میں تو صرف جہاد کے موضوع پر بیان کرتے تھے، مہینے کے چاروں جمعوں میں بالترتیب اسی موضوع کی ابتدا کر کے آخری جمعہ تک اسی کی انتہا کرتے تھے، اسی طریقے سے حالات وغیرہ پر بھی روشنی ڈالا کرتے تھے۔ ربیع الاول کے مہینے میں سیرت النبی ﷺ پر مفصل کلام فرماتے اور جمادی الثانی میں خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر ؓ کی عظمت اور مقام اور ذوالحجہ میں خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین ؓ محرم الحرام میں حضرت حسینؓ اور حضرت فاروق اعظم ؓ کی عظمت اور شہادت پر تفصیلی خطاب کرتے تھے، حال ہی میں بارہ ربیع الاول 19 فروری کو جب ندیم شہید ؒ جمعۃ المبارک کا خطاب کرنے کیلئے تشریف لائے، خطبہ ابتدائیہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ربیع الاول کا مہینہ بھی مقدس ہے اور انگریزی مہینہ فروری بھی ہمارے لئے بڑا مقدس ہے لہٰذا میں آج کے خطبہ میں ان مہینوں کی مناسبت سے سیرت اور شہادت امیر عزیمت پر گفتگو کروں گا کیونکہ دو یوم بعد 22 فروری امیر عزیمت کا یوم شہادت ہے۔ کیا خوبصورت انداز میں سیرت النبی ﷺ اور شہادت جھنگوی شہید ؒ پر مفصل خطاب کیا جس کی آڈیو بھی موجود ہیں۔ اسی مہینہ کا دوسرا جمعہ 11 ربیع الاول کو حضرت مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی نے خطاب کیا۔

اور نماز جمعہ حضرت ندیم شہید نے پڑھائی اس سے اگلا جمعہ 18 ربیع الاول 5 مارچ کو تھا حضرت ندیم شہید ؒ نے زندگی کا یہ آخری جمعہ پڑھایا اور یہی پروگرام انکی زندگی کا آخری پروگرام ہے اس مرتبہ بھی مہینہ کی مناسبت سے سیرت النبی ﷺ پر مفصل خطاب فرمایا۔

آپ ؒ نے اپنے جمعہ کے آخری خطبہ میں فرمایا کہ اللہ پاک نے ہر نبی کو کوئی خصوصیت عطا فرمائی تھی مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو بہت ساری چیزوں کے نام بتا دیئے تھے، حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا طریقہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی حلیم اور بردبار بنایا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن وجمال، حضرت داؤد علیہ السلام کو حسن صوت اچھی آواز اسی

طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو پوری دنیا کی حکومت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت سارے علوم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مُردوں کو زندہ کرنے کا علم، حضرت ندیم رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ میں آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی خصوصیات کو دیکھنا چاہتا ہوں تو وہ شخص صرف اور صرف امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لے کیونکہ جو علوم مختلف نبیوں کو اللہ پاک نے عطا کئے تھے اُن سب علوم اور خصوصیات کو اللہ پاک نے ہمارے نبی علیہ السلام کے اندر جمع کردیا ہے۔ حضرت ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ عام پروگراموں میں بہت کم جاتے تھے جب سے کراچی میں حالات خراب ہوئے تھے مسجد کے احاطے سے باہر مستقلاً جانا ختم کردیا تھا، حضرت کے بیان اور خطاب زیادہ تر جمعۃ المبارک کے ہیں جو آڈیو کیسٹ کی صورت میں مرکز صدیق اکبر میں موجود ہیں، جمعۃ المبارک کے خطبے سے فارغ ہونے کے بعد منبر پر کھڑے لوگوں کو صفوں کو درست کرنے پر بہت زور دیا کرتے تھے، دو منٹ تک یہ کلام کرتے رہتے کہ مل کر کھڑے ہوجاؤ، دائیں بائیں خالی جگہ نہ رہنے دو، سروں کو نماز میں ڈھانپ کر رکھا کرو اور ٹخنے ہمیشہ ننگے رکھا کرو اور اپنے اپنے موبائل فون بند کرلو۔

یہ ربیع الاول کا تیسرا جمعہ تھا، اس کے بعد جو جمعۃ المبارک 25 ربیع الاول اور 12 مارچ کا تھا اس دن حضرت دشمنوں کا نشانہ بن کر خود ہسپتال میں اپنے بیٹوں سمیت زیر علاج تھے ایک بیٹے معاویہ ندیم کا جنازہ نماز جمعہ کے بعد ادا ہونا تھا اور یہ جمعہ حضرت مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی نے پڑھایا تھا۔ 24 ربیع الاول 11 مارچ 2010ء کی صبح کا وقت ہے صدیق اکبر مرکز کراچی میں حسب معمول علامہ عبدالغفور ندیم رحمۃ اللہ علیہ نے نماز تہجد پڑھی، نماز فجر کیلئے مسجد تشریف لائے، لوگوں سے ملاقات کی دوبارہ گھر پر آرام فرمایا اور قریباً 8 بجے بیٹوں سمیت سٹی کورٹ میں پیشی کیلئے روانہ ہوئے، سفید رنگ کی مہران کار کا ڈرائیور حضرت کا بڑے سے چھوٹا بیٹا صہیب ندیم تھا اس کے ساتھ ایک گن مین ندیم آگے بیٹھا تھا، حضرت پیچھے ایک طرف انکا بیٹا راشد ندیم اور دوسری طرف گن مین بیٹھا ہوا تھا، تیسرا بیٹا معاویہ ندیم موٹر سائیکل پر گاڑی کے پیچھے چل رہا تھا، جب ناظم آباد میٹرک بورڈ آفس کراس کرکے انو بھائی پارک کے قریب پہنچے تو اچانک گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ شروع ہوگئی، چار موٹر سائیکلوں پر سوار آٹھ افراد نے فائرنگ کی جس کو دیکھ کر پیچھے موجود معاویہ ندیم نے اپنے والد کی طرف آنے والی گولی کو روکنے کیلئے حملہ آور کے موٹر سائیکل سے اپنی موٹر سائیکل ٹکرا دی اور حضرت ندیم کے سامنے بطور ڈھال بن گیا تو دوسرے حملہ آور نے معاویہ ندیم کے سر میں تین گولیاں ماردیں جس کے نتیجے میں وہ موقع پر شہید ہوگیا، حضرت ندیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دو بیٹوں صہیب ندیم اور راشد ندیم سمیت اور دو گن مینوں سمیت شدید زخمی ہوگئے جبکہ گن مین کی فائرنگ سے ایک حملہ آور موقع پر مارا گیا اور ایک زخمی ہوگیا جس کو پیچھے آنے والی گاڑی اور پولیس نے اٹھا کر غائب کردیا، زخمی حضرات کو لیاقت نیشنل ہسپتال میں لے جایا گیا، وہاں موقع پر کراچی کے ذمہ دار ڈاکٹر فیاض اور مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی پہنچے، یہ قیامت کراچی جیسے شہر میں ٹوٹ گئی تھی ہر چند سال بعد ایسا ہوتا ہے کہ کسی بڑی شخصیت کو نشانہ بنا کر راستہ سے ہٹایا جاتا ہے، چند دن قبل اسی کراچی میں سپاہ صحابہ کے تیرہ بڑے جنازے اٹھے ہیں، حافظ احمد شمس ایڈووکیٹ، قاری شفیق الرحمٰن علوی، انجینئر الیاس زبیر بھائی، جی ایم سنی، قاری امان اللہ، بھائی علاؤ الدین مسلسل ظلم و ستم کی داستان ہے۔ مولانا عبدالغفور ندیم شہید تو مسلسل حکومت اور انتظامیہ کو یہ کہہ رہے تھے کہ اگر تم ہمارے ساتھ مخلص ہو تو پھر ہمارے شہداء کے قاتلوں کو گرفتار کرو اور ہمیں سکیورٹی فراہم کرو۔ جب قاری شفیق اور بھائی الیاس کا جنازہ سامنے پڑا تھا تو اس وقت علامہ ندیم شہید نے حکومت سے یہی مطالبہ کیا کہ ہم نے تمہارے ساتھ ہر طرح تعاون کیا ہے مگر افسوس صد افسوس ہمیں تعاون کے بدلے حکومت لاشیں دے رہی ہے ہم نے کبھی بھی قانون کو ہاتھ میں نہیں لیا اس کے باوجود ہمیں لوگ دہشت گرد کہتے ہیں۔ اگلے روز جمعۃ المبارک کو مرکز صدیق اکبر میں معاویہ ندیم کا جنازہ علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی نے پڑھایا اس جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک

ہمارے لئے جیل تو اپنے گھر کی طرح ہے کیونکہ ہم اپنے مقدس مشن کی خاطر یہاں آئے ہیں

تھے مگر کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا، ہفتہ گزرنے کے بعد اتوار کے روز تقریباً سوا گیارہ بجے ہسپتال میں موجود زیر علاج علامہ عبدالغفور ندیم بھی خالق حقیقی سے جا ملے جنکی شہادت کی خبر سنتے ہی کارکنوں کی حالت بدل گئی، کراچی شہر میں ایک بار پھر اتنے بڑے جرنیل کا جنازہ اٹھا:

شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں لہو ہمارا بھلا نہ دینا
ہم عہد اپنا نبھا چلے تم عہد اپنا بھلا نہ دینا

علامہ ندیم شہید کو لیاقت نیشنل ہسپتال سے مرکز صدیق اکبرؓ ایک بڑے جلوس کی شکل میں لایا گیا، لاکھوں کی تعداد میں لوگ موجود تھے اور اپنے عظیم قائد کی جدائی پر غم زدہ تھے حضرت قائد محترم علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے بعد از نماز عصر محمدی چورنگی چوک میں نماز جنازہ پڑھائی، اتنی بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے، میڈیا گواہ ہے کسی کا کوئی نقصان نہیں ہوا، مسجد صدیق اکبر کے احاطے میں دائیں جانب محراب کے ساتھ حضرت کو دفن کردیا گیا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

جیل کی زندگی:

17,08,2009 کو اہل سنت والجماعت کے سربراہ امام اہل سنت مناظر اسلام حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بین الاقوامی سازش کے تحت خیر پور سندھ میں شہید کیا گیا پورے ملک میں حالات نے رخ بدلا بہت سے سپاہ صحابہ کے کارکن بغیر کسی جرم کے گرفتار کئے گئے جب امام اہل سنت کا جنازہ خیر پور میں پڑھایا جارہا تھا اسی دن کراچی پولیس اور رینجرز کی بھاری نفری نے مسجد صدیق اکبر کو گھیرے میں لے کر مولانا عبدالغفور ندیم شہید جو بیماری کی وجہ سے گھر آرام فرما رہے تھے گھر میں بلاجواز داخل ہوکر گرفتار کرلیا حضرت ندیم اپنے دس ساتھیوں سمیت ایک بار پھر بغیر کسی جرم کے کال کوٹھڑی کی زینت بن گئے، دوسرے ساتھیوں میں شامل حضرت کے بیٹے، صہیب ندیم، معاویہ ندیم اور راشد ندیم اور سب سے چھوٹے بیٹے سعد ندیم بھی شامل تھے، حضرت کے دو گن مین مسجد کے دو خادم بھی اسی گرفتاری کا شکار ہوئے تھے

معاویہ ندیم شہید نے اپنے والد کی طرف گولی چلانے والے دہشت گرد پر اپنی موٹر سائیکل چڑھا دی تو دوسرے دہشت گرد نے تین گولیاں انکے سر میں پیوست کر دیں

آٹھ دہشت گرد 4 موٹر سائیکلوں پر سوار تھے۔ مولانا ندیم شہیدؒ کے گن مینوں کی جوابی فائرنگ سے ایک موقع پر مارا گیا جبکہ دوسرا شدید زخمی ہو کر گر پڑا جس کو پیچھے سے آنے والی موبائل پولیس اٹھا کر لے گئی۔

ان حضرات کو جھوٹے مقدمات کے تحت کراچی سنٹرل جیل بھیج دیا یہ شعبان کا مہینہ تھا آگے رمضان المبارک کا مقدس مہینہ بھی آ رہا تھا تو یہ مہینہ حضرت ندیم نے اپنے بیٹوں سمیت جیل میں گزارا اس سے قبل 1994ء میں علامہ ندیم پر تین قتل کے جھوٹے مقدمات درج کر کے انتظامیہ نے گرفتار کر لیا تھا جب 1998ء کے دوران امریکہ کی پاکستان میں آمد تھی اس کے خلاف مولانا اعظم طارق، علامہ علی شیر حیدری، علامہ عبدالغفور ندیم اور مسعود الرحمن عثمانی کو گرفتار کر لیا گیا، قیادت صرف طالبان کی حمایت اور امریکی مخالفت کی وجہ سے گرفتار ہوئی تھی علامہ ندیم دوبارہ 2003ء تک جیل کی زینت بنے وقتاً فوقتاً کی گرفتاریوں میں حضرت ندیم نے تقریباً سات سال کا عرصہ جیل میں گزارا آخری بار جب گرفتار ہوئے تو میں خود 21 رمضان المبارک کو کراچی سنٹرل جیل میں حضرت ندیم سے ملاقات کیلئے گیا تو مجھے دیکھ کر بہت صدمہ ہوا کہ یہ جرنیل بے گناہ اپنے بیٹوں سمیت جیل کی زینت بنا ہوا ہے، مجھے جھنگ سے مولانا معاویہ اعظم نے فرمایا تھا کہ میری طرف سے حضرت ندیم کیلئے گلاب کی اچھی خوشبو بھی لے جانا اور میرا خصوصی سلام دینا میں خوشبو اور افطاری کا سامان لے کر گیا اور حضرت کو یہ امانتیں بھی دیں اور معاویہ اعظم کی طرف سے سلام بھی کہا تو جواب میں حضرت ندیم شہید نے فرمایا کہ معاویہ اعظم کو محبتوں بھرا اسلام عرض کر دینا۔ میں نے کہا آپ تو سب بیٹوں سمیت جیل خانے میں بند ہو گئے تو جواباً فرمایا بیٹا ہم گھر سے زیادہ سکون میں ہیں اور جیل تو گھر کی طرح ہے میں انشاء اللہ جب شہید ہوں گا تو بھی بیٹوں سمیت شہید ہوں گا آج 11 مارچ کو بھی حضرت اسی کیس جس میں اگست میں گرفتار ہو کر 27 رمضان المبارک کو رہا ہوئے تو اسی مقدمہ کی پیشی کیلئے جا رہے تھے۔ دراصل حضرت کو شہید کرنے کا راستہ ہموار کیا گیا تھا۔

حضرت ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جیل کی زندگی بھی ایک مکمل کتاب ہے۔ جب پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے تین سال جیل میں رہے، کتنے ایسے لوگ تھے جو چوری، ڈکیتی زنا وغیرہ کے کیس میں جیل میں بند تھے، جن کو حضرت نے قرآن کی تعلیم دی اور انہیں سپاہ صحابہ کا موقف بتایا جس سے انہوں نے یہ عزم کیا کہ آج ہم جس برائی میں مبتلا ہیں اس کو فی الفور چھوڑ کر سچے مسلمان بن کر سپاہ صحابہ کے کارکن کی حیثیت سے آئندہ زندگی گزاریں گے۔ جیل میں حضرت شہید نے اپنی تعلیمی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں جس کے نتیجے میں بی اے کا امتحان جیل سے دیا اور امتیازی نمبروں سے پاس کر کے کامیاب ہوئے، اس کے علاوہ حضرت نے جیل ہی میں بیٹھ کر اردو ادب کا بھی امتحان پاس کیا، آپ عظیم قائد ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم ادیب بھی تھے، ہمارے تمام قائدین کی اپنی اپنی بہت سی خصوصیات ہیں کسی ایک کی زندگی ہم اٹھا کر دیکھ لیں خواہ جیل کی زندگی ہو یا گھریلو زندگی کسی بھی میدان میں انکی نمایاں کارکردگی دیکھ سکتے ہیں۔

ہر قائد اعلیٰ اخلاق اور اچھے اوصاف کا حامل ملے گا، سودے بازی، جھک جانا یا خدا کے علاوہ کسی کا خوف اور دنیاوی لالچ وجاہ وجلال کا نشان تک نہیں ملے گا۔ انہیں حضرات میں سے ایک علامہ ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو اللہ پاک نے بہت ساری خصوصیات سے نوازا تھا سب کچھ وطن پر قربان کر کے بالآخر کٹتے جا رہے تھے۔

جان تھی اک سو وہ بھی دے دی پھر بھی رہے شرمندہ سے

دل والے خود ہی لکھ لیں گے کہانی اس افسانے کی

چند نمایاں خصوصیات:

علامہ عبدالغفور ندیم شہید نے اپنی زندگی کے بیس سال ایک جگہ پر کھڑے ہو کر کفر کو للکارا اور بالآخر شہید ہو گئے پھر بھی اس جگہ سے نہ ہٹے، انکی مدفن بھی وہیں بنی۔

حضرت جیل میں گرفتار ہوتے ہیں تو سب بیٹوں کراچی کے چوکوں چوراہوں پر اپنے سینے پر گولیاں کھاتے ہیں تو بیٹوں کے ساتھ جنت الفردوس کو دستک دیتے ہیں، تو بیٹے ساتھ اگر زخمی ہو کر ہسپتال جاتے ہیں تو بیٹے ساتھ۔ حضرت جب زخمی ہو کر ہسپتال میں تھے حضرت پر حملے کی افواہیں پورے ملک میں گردش کرنے لگیں تو بالخصوص کراچی شہر کے تمام علماء، طلباء، اور عوام الناس سراپا احتجاج بن گئے، یہاں تک ہسپتال میں ہجوم ہو گیا، 13 مارچ رات 8 بجے حضرت کی عیادت کیلئے حضرت شیخ الاسلام حضرت مفتی اعظم مفتی محمد تقی عثمانی ان کے ہمراہ وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ قاری حنیف جالندھری تشریف لائے

جب ان حضرات کی آمد کا علم ہوا تو تمام ساتھیوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور یہ سمجھنے لگے کہ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ پوری سُنّی قوم ہمارے ساتھ ہے یہ اور بات ہے کہ جھنگوی نے آواز جب بلند کی تو تنہا تھے۔ ان شہداء کے خون کی برکت ہے جن شہداء کے سب سے پہلے جوان اور پہلی صف کے مجاہد خود علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ ہیں جب حضرت جھنگوی چلے تو اکیلے تھے آج وہ خود نہیں ہیں مگر انکے نظریات و افکار اسی طرح زندہ جاوید ہیں اور دن بدن شہادتیں ہو رہی ہیں، ظلم و ستم بڑھ رہے ہیں لیکن ہمیں ان تمام حالات کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم پہلے سے کتنے زیادہ مضبوط اور کامیاب حیثیت سے دنیائے کفر پر چھا گئے ہیں۔؟

حضرت ندیم شہید کی شہادت کی مقبولیت اور انکے مشن کی تصدیق انکی قبر کی مٹی نے بھی کی ہے اتوار سوا گیارہ بجے حضرت شہید ہوئے اسی دن عصر کی نماز کے فوراً بعد حضرت کا نماز جنازہ قائد اہل سنت علامہ محمد احمد لدھیانوی نے پڑھائی جس میں کراچی بھر کے علماء، طلباء، اور عوام لاکھوں کی تعداد میں تھی، میڈیا اور صحافی برادری اس بات کی شاہد ہے کہ کراچی کی تاریخ ساز نماز جنازہ تھی۔ قریب مغرب کے ہزاروں کارکنوں اور مرکزی قائدین کے علاوہ شہر کے علماء کی موجودگی میں حضرت علامہ ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں اتارا گیا ابھی حضرت کو قبر میں نہیں اتارا گیا تھا کہ حضرت کی قبر سے خوشبو مہک اٹھی، میڈیا وہاں پر موجود تھا حضرت قائد محترم لدھیانوی مدظلہ نے میڈیا والوں کو فرمایا کہ لو سونگھ لو! یہ دہشت گرد ہیں؟ کیا دہشت گردوں کی قبروں سے خوشبو آتی ہے؟ پوری مسجد خوشبو سے معطر ہو گئی، دوسرے دن تو زیادہ خوشبو پھیل گئی تھی، تین دن تک مسلسل خوشبو پھوٹتی رہی، رینجرز اور پولیس کے علاوہ اعلیٰ افسران صرف حضرت کی قبر کی خوشبو سونگھنے آتے تھے حیران رہ گئے۔ لوگ مٹی قبر سے اٹھا اٹھا کر

ہم نے کبھی قانون ہاتھ میں نہیں لیا اس کے باوجود عاقبت نااندیش لوگ ہمیں دہشت گرد کہتے ہیں، علامہ ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ

لے جا رہے تھے، آخر میں مسجد اور جماعت کی انتظامیہ نے مٹی اٹھانے پر سخت پابندی لگا دی اس سے پہلے بہت سے لوگ مٹی لے کر چلے گئے تھے۔

حضرت ندیم کی تدفین سے فارغ ہو کر حضرت علامہ احمد لدھیانوی دامت برکاتہم نے مرکز صدیق اکبر میں بعد از نماز مغرب پریس کانفرنس کی جس میں حکومت سے کہا گیا کہ ہماری امن پالیسی سے غلط فائدہ مت اٹھاؤ، چند ہی مہینوں میں ہم نے اس شہر میں اٹھارہ جنازے اٹھائے ہیں، پھر بھی پُرامن کھڑے عدالت کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں اور حکومت سے اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں، ہمارے کارکنوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو کراچی سے خیبر تک ہم زبردست احتجاج کریں گے، اس وقت تک ہم چین کی نیند نہیں سوئیں گے جب تک ہم اپنے دشمن کو کیفر کردار تک نہ پہنچا دیں۔ حضرت کراچی میں تین روز تک مقیم رہے جہاں صدیق اکبر مسجد میں آنے والے شہر بھر کے علماء اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والوں سے ملاقات کی

15 مارچ کو قائد محترم نے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد سے گورنر ہاؤس میں ملاقات کی تو گورنر نے بھی حضرت ندیم کی شہادت پر افسوس کا اظہار کیا اور قائد محترم سے تعزیت بھی کی اور مزید کہا کہ میں اتنا بڑا جنازہ اور پُرامن پالیسی دیکھ کر حیران ہوں۔ حضرت کی شہادت پر چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ نے بھی حضرت لدھیانوی سے تعزیت کی، وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے بھی تعزیت کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ہم سپاہ صحابہ کے قائدین کے قاتلوں کی گرفتاری کی یقین دہانی کرواتے ہیں۔ حضرت ندیم شہید کی شہادت پر آنے والا انقلاب ہمارے مشن کی منزل کو اور قریب کرے گا انشاء اللہ

قائد اہل سنت مولانا احمد لدھیانوی مدظلہ نے کراچی میں تین روزہ قیام کے دوران بہت سے علماء سے ملاقاتیں کیں اس دوران علامہ فاروقی شہید کے صاحبزادے مولانا ریحان محمود ضیاء بھی ان کے ہمراہ تھے۔ 17 مارچ کو مرکز صدیق اکبر میں صبح دس بجے تمام ذمہ داران کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور انہیں یہ فرمایا کہ میں عبدالغفور ندیم کا جانشین مولانا اورنگزیب فاروقی دیکر جا رہا ہوں، دل وجان سے اسکے ساتھ وفا کرنا اور مسجد صدیق اکبر میں امامت کیلئے مولانا ندیم شہید کے بڑے بیٹے مولانا فیصل ندیم کو مقرر کر رہا ہوں اس کے ساتھ بھی وفا کی ضمانت کا وعدہ کریں اور اسی روز 17 مارچ کو حضرت قائد محترم واپس پنجاب تشریف لے گئے۔ اس کے بعد 19 مارچ کے جمعہ پر مرکز صدیق اکبر میں مولانا محمد معاویہ اعظم نے مفصل خطاب کیا۔ جس پر انہوں نے

انجنیئر الیاس زبیر کا جنازہ سامنے پڑا تھا اس وقت مولانا عبدالغفور ندیم شہید نے کہا تھا۔ ہم حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اس کے بدلے میں ہمیں لاشیں ملتی ہیں۔

مایوس عوام کے حوصلوں کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے بعد محمدی چورنگی چوک میں قاتلوں کی عدم گرفتاری پر مولانا معاویہ اعظم اور مولانا اورنگزیب فاروقی کی قیادت میں زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا جہاں پر قائدین نے حکومت کی ناکام پالیسی پر احتجاج کیا۔

حضرت ندیم شہید ﷫ کے پانچ بیٹے تھے۔ فیصل ندیم، صہیب ندیم، راشد ندیم، معاویہ ندیم اور سعد ندیم۔ معاویہ ندیم تو جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ دوسرے بیٹوں سے ہماری جو گفتگو ہوئی وہ قارئین کی نذر کی جا رہی ہے۔ سب سے بڑے بیٹے فیصل ندیم۔

والد کے مشن پر کسی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔
مولانا عبدالغفور ندیم شہید کے بیٹوں سے بات چیت

تصور معاویہ: آپ کے والد شہید - بھائی زخمی اور ایک بھائی شہید ہوا آپ پر کیا گزری ہے؟

فیصل ندیم: معاویہ بھائی۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب ایک گھر میں بیک وقت بھائی شہید، والد بھی شہید، بیٹوں نے باپ کے جنازے کو کندھا نہ دیا، باپ کو بیٹوں کی خبر نہیں ہے، والدہ چند دن قبل بائی پاس آپریشن کروا کر اس مرض میں مبتلا تھیں، ان تمام حالات کے باوجود میں الحمدللہ اپنے رب کا شکر گزار ہوں کہ اللہ پاک نے مجھے صبر واستقامت سے رکھا، میرے بھائی و والد کو عظیم مقام پر فائز کر دیا۔

تصور معاویہ: آپ ان تمام حالات وواقعات سے محفوظ رہے

فیصل ندیم: جی بھائی! اللہ پاک جسے محفوظ رکھیں اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔ دراصل جب علامہ حیدری شہید ہوئے تو پولیس اور رینجرز نے گھر پر چھاپا مار کر گرفتاریاں کی تھیں میں اس وقت اپنی والدہ کے کمرہ میں آرام کر رہا تھا اس لئے میں نہ گرفتار ہوا اور نہ ہی عدالتی کاروائی میں طلب کیا گیا تھا۔

تصور معاویہ: آپ اپنے والد اور بھائیوں کے قاتل کا ذمہ دار کس کو سمجھتے ہو؟ اور کیا قاتل گرفتار ہو چکے ہیں؟

فیصل ندیم: میرے والد اور بھائی کی کسی سے کوئی ذاتی لڑائی تو تھی نہیں بلکہ وہ اصحاب رسول کی عزت اور نفاذ شریعت کی بات کرتے تھے، شروع سے آخر تک اسی موقف پر رہے اور وہ ایک ایسی تنظیم کے مرکزی قائدین میں سے تھے جس نے کفر کے خلاف، ہر چوک وچوراہوں میں بات کی اور ان کے کفریہ عقائد ونظریات سے امت کو آگاہ کیا تھا، اور اسی تنظیم کے تمام قائدین حضرت جھنگوی ﷫، فاروقی ﷫، قاسمی ﷫ اور اعظم طارق ﷫ علامہ حیدری شہید ﷫ شہید ہو چکے ہیں اس لئے جو شخص ان تمام قائدین کا قاتل ہے وہی میرے والد اور بھائی کا قاتل ہے۔ جہاں تک انکی گرفتاری کی بات ہے تو حکومت آج سے قبل 1990ء میں شہید ہونے والے حق نواز کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچا سکی، باوجود حکومت کو علم ہونے کے تو دوسرے قائدین کے قاتلوں کی گرفتاری کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

تصور معاویہ: آپ نے قاتلوں کی گرفتاری کیلئے کیا کیا ہے؟

فیصل ندیم: ہم تو جو کچھ کر سکتے تھے وہ کر گزرے ہیں احتجاج کیا اور کر رہے ہیں، مرکزی قیادت ذمہ داروں پر دباؤ ڈال رہی ہے لیکن ٹال مٹول کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہو رہا۔

تصور معاویہ: آپ کی تعلیمی حیثیت کیا ہے؟

فیصل ندیم: میں مدرسہ میں درس نظامی کا کورس کر رہا ہوں دو سال بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ کورس مکمل کر لوں گا میں کراچی کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ عربیہ احسن العلوم میں زیر تعلیم ہوں۔

تصور معاویہ: فراغت تعلیم کے بعد کیا ارادہ ہے؟

فیصل ندیم: ہمارا تو ایک ہی پروگرام جو بڑوں نے اتنی قربانیوں کے بعد ہمیں دیا ہے اسی پروگرام پر انشاء اللہ کام کروں گا۔

تصور معاویہ: کیا اس وقت جماعت کی طرف سے آپ کو کوئی ذمہ داری ملی ہے؟

فیصل ندیم: جی ہاں! مرکزی جماعت کی قیادت کے فیصلے کے مطابق مجھے یہاں مسجد صدیق اکبر کا امام مقرر کر دیا گیا ہے۔

تصور معاویہ: کیا آپ ابھی سے اپنے مشن پر کام کریں گے؟

فیصل ندیم: مشن پر کام تو 24 گھنٹے کرنے کیلئے تیار ہیں چونکہ ہمارا مشن ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزارو لیکن مستقل کوئی جماعتی ذمہ داری پر اس وقت کام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے چونکہ میری تعلیم جاری ہے اور بڑوں کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی تعلیم پر زور دو۔

تصور معاویہ: کیا آپ اپنے والد شہید کے مشن پر کام کریں گے فراغت کے بعد؟

فیصل ندیم: جی ہاں! انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جام شہادت نوش کروں گا۔

تصور معاویہ: آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے خلافت راشدہ کی طرف سے بات چیت کرنے پر وقت دیا آپ کی مہربانی۔

فیصل ندیم: خدا حافظ! اللہ پاک ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

مولانا عبدالغفور ندیم کے بڑے سے چھوٹے بیٹے جو اس وقت ڈرائیور تھے اور زخمی ہونے کی وجہ سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان سے بھی ہونیوالی گفتگو نذر قارئین ہے۔

تصور معاویہ: حملہ آور کون تھے؟ کیا آپ نے دیکھا تھا؟

صہیب ندیم: بھائی جان! مجھے تو یہ خبر نہیں ہے کہ کون تھے میں نے انہیں دیکھا ضرور تھا کہ چار موٹر سائیکلوں پر دو دو افراد تھے اور ان کے ساتھ ہی پولیس تھوڑے فاصلے پر تھی۔

تصور معاویہ: کیا آپ کی طرف سے جوابی کاروائی نہیں ہوئی تھی؟

صہیب ندیم: ہماری طرف سے جوابی کاروائی میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ندیم گن مین نے کی تھی جس کے نتیجے میں دو زخمی اور ایک حملہ آور موقع پر مارا گیا تھا اور پولیس کی نگرانی میں انہیں اٹھا کر غائب کر دیا گیا تھا۔

تصور معاویہ: آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ پولیس بھی ساتھ تھی تو کیا کوئی اور بھی عینی شاہد اس پر ہے؟

صہیب ندیم: آپ کو معلوم ہے کہ جب کراچی شہر میں کہیں فائرنگ ہوتی ہے تو ہر ایک اپنی جان کی فکر کر کے بھاگنے لگتا

قبر میں اتارنے سے قبل ہی خوشبو کے پھوارے پھوٹنے لگے جس سے اعلیٰ افسران اور میڈیا کے لوگ حیران رہ گئے۔

اب تو بیٹوں سمیت جیل میں ہوں آپ دیکھنا میں شہید بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ ہی ہوں گا۔

ہے، اب لازم ہے عینی شاہد بھی ہونگے چونکہ جہاں پر یہ واردات ہوئی ہے کراچی کی مصروف ترین شاہراہوں میں سے ایک ہے اور پھر وقت بھی صبح نو بجے کا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی شاہد خوف کے مارے گواہی نہ دے۔

تصور معاویہ: جب آپ کو اپنے شہید بھائی اور والد کی شہادت کی خبر فوری ملی تو آپ کا فوری ردعمل کیا تھا، اب آپ کی حالت کیسی ہے؟

صہیب ندیم: بھائی کی شہادت تو میرے سامنے ہوئی تھی اور موقع پر ہی مجھے معلوم ہو گیا تھا البتہ والد صاحب ؒ کی شہادت چونکہ تین دن بعد ہوئی تھی اور میں بھی زیر علاج تھا تو انکی شہادت کی خبر مجھے فوری نہیں دی گئی تھی بلکہ دوسرے دن جب تدفین وغیرہ بھی ہو چکی تھی اس وقت مجھے اطلاع دی گئی کہ حضرت بھی شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے اللہ کی رضا پر اپنے آپ کو راضی رکھنے کی کوشش کی، صدمہ تو بے انتہا تھا اس کی مرضی کے آگے کوئی زور نہیں ہے۔ الحمد اللہ خیریت ہے مجھے بہت سکون ہے اور میرے زخم بھی بہت جلد درست ہونیوالے ہیں ٹھیک ٹھاک گھر پر ہوں اور چلتا پھرتا بھی ہوں صرف بازو حرکت نہیں کر سکتے چونکہ میرے بازوؤں پر چھ گولیاں لگی تھیں جس کی وجہ سے بہت مجروح ہو گئے تھے، اب بہت بہتر ہیں۔

تصور معاویہ: آپ کے عزائم کیا ہیں، بھائی اور والد کی شہادت کے بعد؟

صہیب ندیم: بھائی جان دنیا میں جو بھی آیا ہے وہ رہنے کیلئے نہیں آیا بلکہ اس نے ضرور واپس جانا ہے اور اس کی زندگی بھی مقرر شدہ ہے اس لئے مقررہ وقت پر ہی واپس جانا ہے اب کوئی کس حال میں جا رہا ہے یہ اس کی اپنی کمائی ہے جتنی کسی کی قربانیاں ہیں اتنا ہی وہ اچھے حال میں دنیا سے رخصت ہو رہا ہے مجھے اپنے والد اور بھائی کی جدائی کا بہت غم ہے میں نے انکا آخری دیدار تک نہیں کیا اور نہ انکے جنازہ میں شریک ہوا ہوں لیکن میرے والد نے دنیا میں رہ کر جس مقدس مشن پر کام کیا ہے وہ اتنا مقدس ہے کہ اس کے لئے مجھے جتنی تکلیف اٹھانی پڑی میں خندہ پیشانی سے برداشت کروں گا اور مشن و موقف ایک لمحے کیلئے بھی نہیں چھوڑوں گا۔

تصور معاویہ: جماعت نے آپ کے والد صاحب کا جانشین مولانا اورنگزیب فاروقی کو مقرر کر دیا ہے اس پر آپ کو کوئی سہارا ملنے کی امید ہے؟

صہیب ندیم: جی ہاں۔ جماعت نے اپنے فیصلے کے مطابق حضرت فاروقی مدظلہ کو میرے والد کی جگہ مقرر کیا ہے تو مجھے بہت سہارا ہے ہمارے لئے اب تو والد کی جگہ پر حضرت فاروقی ہیں حضرت کو دیکھ کر بہت غم دور کرتا ہوں اور اپنے آپ کو حضرت فاروقی کے حکم کا پابند سمجھتا ہوں۔

تصور معاویہ: جماعت کی مرکزی قیادت سے آپ کی توقعات کیا ہیں؟

صہیب ندیم: جی ہاں میرے عظیم قائد میرے محبوب قائد حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ سے ہسپتال میں ہی ملاقات ہوئی ہے حضرت نے فرمایا کہ بیٹو میں تمہارا باپ ہوں والد کی جگہ پر اب مجھے اپنا والد سمجھ کر جو بھی پریشانی ہو بتا دینا میں جب تک زندہ رہا تمہیں کوئی پریشانی نہیں آنے دوں گا۔ ہم یہ بات سن کر سب غم بھول گئے ہیں موجودہ قیادت سے ہمیں بہتری کی امید ہیں۔

تصور معاویہ: میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے مجھے بھی وقت دیا میں اجازت چاہتا ہوں۔

صہیب ندیم: اللہ حافظ! والسلام

مولانا عبدالغفور ندیم کے تیسرے بیٹے جو کہ حضرت کے ساتھ تھے اور فائرنگ کے دوران بھی ساتھ رہے جنکا نام راشد ندیم ہے۔

تصور معاویہ: بھائی راشد ندیم جب آپ پر حملہ ہوا تو آپ کی کیا حالت تھی؟

راشد ندیم: معاویہ بھائی، وہ تو ایسی حالت تھی کہ سب کچھ بھول کر ابو ہمیں کہہ رہے تھے کہ آج آخری دن ہے کلمہ پڑھتے رہو صرف کلمہ طیبہ پڑھتے رہو اور ظالموں کی فائرنگ ہوتی رہی

تصور معاویہ: ہسپتال میں وقت کیسے گزارا ہے اور اب کیسے ہیں؟

راشد ندیم: ہسپتال میں بھی الحمد اللہ بہت اچھا وقت گزارا ہے اور وہاں پر تو ایسے ایسے حضرات میرے پاس عیادت کیلئے

ہماری امن پالیسی سے غلط مطلب نہ لو، چند دنوں میں اٹھارہ جنازے اٹھا کر بھی قانون ہاتھ میں نہیں لیا بلکہ عدالت کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں، قائد سپاہ صحابہ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ تعالیٰ

آئے تھے جن کو صرف دیکھنے کے لئے دنیا ترستی ہے جیسے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اور قاری حنیف جالندھری اور حضرت قائد محترم احمد لدھیانوی کی آمد میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

یہاں پر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں میں نے بہت کوشش کی ہے کہ مختصراً گفتگو مگر پھر بھی مضمون طویل ہوتا گیا۔

مصائب لاکھوں ہوں مگر عزائم کم نہیں ہوتے
یہ وہ سر ہیں جو کٹ جاتے ہیں مگر ختم نہیں ہوتے

شیعہ کی طرف سے

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے اسباب

(قسط 2)

نوٹ: پہلی قسط شمارہ نمبر 4 میں شائع ہو چکی ہے۔

(مفکر اسلام حضرت علامہ جسٹس خالد محمود پی ایچ ڈی لندن)

حضرتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا دوسرا سبب

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فتح ایران سے پہلے ایران میں ساسانی خاندان کی حکومت تھی ساسانیوں کا طرز حکومت عربوں کے طرز حکومت سے بنیادی طور پر مختلف تھا ایرانی لوگ بادشاہوں کے آسمانی حق (DIVINE RIGHT OF KINGS) میں پختہ یقین رکھتے تھے جس نے ایک مستقل حکومتی مذہب کو جنم دے رکھا تھا۔

ڈنمارک کی کوپن ہیگن یونیورسٹی کے پروفیسر آرتھر کرسٹن سین لکھتے ہیں:

"دولت ساسانی کی دو بڑی امتیازی خصوصیتیں تھیں ایک تو شدید مرکزیت اور دوسرے حکومتی مذہب کی پیدائش، اگر پہلی خصوصیت کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ عہد داریوش اول کی روایات کا احیاء تھا تو دوسری خصوصیت ایک تدریجی ارتقاء کا نتیجہ تھی ٹھیک جیسا کہ تیرہ سو سال بعد شیعیت کا مذہب حکومت قرار پانا اسی قسم کے ارتقاء کا نتیجہ تھا۔"

(ایران بعہد ساسانیان صفحہ 125 از پروفیسر آرتھر کرسٹن سین)

ایڈورڈ براؤن لکھتے ہیں:

ساسانیوں کے عہد میں بادشاہوں کے آسمانی حق کا عقیدہ جس تعیم اور شد و مد کے ساتھ ایران میں پالا گیا غالباً اس کی مثال کسی دوسرے ملک میں نہیں مل سکتی۔"

(براؤن جلد 1 صفحہ 215 مطبوعہ دکن)

جرمن مستشرق نولڈیکی نے بھی باغی سردار بہرام چوبین اور غاصب شہرواز کے حوالوں میں اس خیال کی تصریح کی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ساسانی بادشاہ اپنے آپ کو دیوتا یا ربانی وجود (پہلوی مین بغ کلدانی میں الاھا اور یونانی میں تھیاس) کہتے تھے اور قدیم کیانی خاندان سے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو فرکیانی کا جائز وارث سمجھتے تھے۔

فرکیانی ایک طرح کا تابوت سکنیت تھا یا حکومت کرنے کے آسمانی حق کی ایک مادی صورت تھی، اس کی رو سے صرف آل ساسان کو ہی عجمی تاج پہننے کا حق حاصل تھا اور کسی خاندان کے کسی فرد کا اس منصب پر فائز ہونا نہ صرف بالائے فہم بلکہ وہم سمجھا جاتا تھا مورخ دینوری نے (صفحہ 98) بہرام چوبیں کا یزداں گشتاسپ کے ساتھ جبکہ وہ شہنشاہ ایران خسرو پرویز اور اس کے بازنطینی معاونین سے شکست کھا کر فرار ہو رہے تھے، ایک بڑھیا کے جھونپڑے میں اترنا اور بہرام کا اپنے آپ کو ظاہر کئے بغیر اس بڑھیا سے بہرام کے متعلق پوچھنا اور اس بڑھیا کا بہرام کو احمق کہنا کہ شاہی خاندان میں سے نہ ہونے کے باوجود بادشاہی کیوں طلب کرتا ہے، یہ سب واقعات نقل کئے ہیں جو بتلاتے ہیں کہ جب جنگل کی ضعیف عورتیں بھی بادشاہوں کے آسمانی حق کے عقیدہ پر اس قدر پختہ یقین رکھتی ہیں تو اندازہ کر لو کہ یہ پایہ تخت کی مہذب دنیا اس باب میں کس قدر راسخ الاعتقاد ہو گی۔

ایک تحقیق کرنے والے طالبعلم کا فرض ہے کہ وہ یہ امر پیش نظر رکھے کہ جن لوگوں (ایرانیوں) کے نزدیک دیدہ دانستہ تاریخ کو مسخ کرنا مایہ ناز سرمایہ افتخار ہو، اُن کے کسی بھی بیان کو درجہ اعتبار نہیں دیا جاسکتا ہے

اس کے بالمقابل عرب جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کبھی کسی کی قیادت قبول نہ کی تھی اور نہ اسلام سے پہلے وہاں کوئی باقاعدہ نظام حکومت تھا، کسی ایسے نظام حکومت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے جو نسلی امتیازات پر مبنی ہو بلکہ وہ فطرتاً جمہوریت پسند تھے اور جمہوریت پسند رہے تھے، ہر قبیلے کا اپنا اپنا سردار ہوتا تھا اور اسے کسی قسم کی نسلی مرکزیت کے ماتحت نہ سمجھا جاتا تھا، جب وہ لوگ دولت اسلام سے بہرہ مند ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باقاعدہ نظام حکومت کے قیام کے باوجود عربوں کی اس فطری جمہوریت پسندی کو قائم رکھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو (باوجود یہ کہ آپ نبی تھے مگر آئندہ کے لئے ایک اصول قائم کر دینے کے پیش نظر) خالص دنیوی معاملات میں شوریٰ قائم کرنے کا حکم دیا۔ قرآن کہتا ہے:

ترجمہ: "اور آپ معاملات حکومت میں اپنے صحابہ سے مشورہ لیتے رہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ دین مکمل اور شریعت محفوظ تھی اس لئے کسی قسم کے آسمانی منصب کی ضرورت باقی نہ رہی تھی، پس آپ کے بعد امیر کا انتخاب بھی شوریٰ پر مبنی قرار پایا، سلسلہ نبوت کے ختم ہو جانے کے باعث یہ منصب ایک خالص ارضی منصب رہ گیا تھا امیر کی ضرورت صرف اسی لئے تھی کہ وہ سلطنتِ اسلامیہ کا انتظام کرے اس کی امارت میں سرحدیں محفوظ رہیں، عدالتیں قائم ہوں اور کمزور، زبردست سے اپنا حق لے سکے، اللہ کی حدیں

آج ایران میں جو شیعہ اکثریت نظر آتی ہے وہ صفویوں کے جبر وتشدد کی یادگار ہے

قائم کی جائیں اور بدمعاشوں کا کھٹکا نہ رہے، یہ نہیں کہ امراء کو امارت کا ربانی حق حاصل ہو، امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "بے شک میری بیعت انہی لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی پس نہ کسی موجود کو حق ہے کہ وہ کسی اور کو چنے اور نہ کسی غائب کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس انتخاب کو رد کرے، شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے پس اگر وہ کسی شخص پر اتفاق کرلیں اور اسے قائد تسلیم کرلیں تو خدا کی طرف سے بھی اسی میں رضامندی ہے۔"

یہاں حضرت علی نے اپنی خلافت کو خلفائے ثلاثہ

شیعہ کی طرف سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا دوسرا سبب متعہ سے منع کرنے کی کاروائی تھی

کی خلافت پر مبنی قرار دیا ہے اور پھر اس خیال سے کہ کوئی جاہل اسے الزامی خطاب پر محمول نہ کرے۔

انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار

کیساتھ اس پر استدلال بھی پیش کیا ہے کیونکہ قاعدہ کے مطابق الزامی بیان پر دلائل پیش نہیں کیے جاتے بلکہ استدلال اسی بیان کی تائید میں ہوتا ہے جو اپنا نقطہ نظر ہو، سارے محاورہ عرب میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ کسی متکلم نے کوئی ایسی چیز الزامی طور پر بیان کی ہو جو اس کا اپنا نقطہ نظر نہ ہو اور پھر اس بیان کی حمایت میں دلائل پیش کیے ہوں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دوسرے مقام پر قسم کھا کر کہتے ہیں:

ترجمہ: "اور اگر خلافت قائم ہی نہیں ہو سکتی جبکہ اس کے لئے عامۃ الناس حاضر نہ ہوں تو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا لیکن اس کے اہل لوگ ان کے بھی فیصلے کردیتے ہیں جو وہاں موجود نہ ہوں پھر کسی حاضر کے اس فیصلہ کو لوٹانے یا کسی غائب کے کسی دوسرے کو چن لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

اب ظاہر ہے کہ قسم کے ساتھ کوئی ایسی بات نہیں کہی جاتی جو اپنا اعتقاد نہ ہو اور اسے محض الزامی طور پر پیش کیا جا رہا ہو۔

قاضی نور اللہ شوستری حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے متعلق لکھتے ہیں:

ترجمہ: "اس زمانے کے اکثر لوگوں کا یہی اعتقاد تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت انہیں بزرگوں (ثلاثہ) کی خلافت پر مبنی ہے۔"

آمد برسر مطلب:

ان تفصیلات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ عرب فطرتاً جمہوریت پسند تھے اور خلفائے راشدین کی خلافت بھی بشمولیت حضرت علی رضی اللہ عنہ جمہوریت اور شوریٰ پر ہی مبنی تھی، یہ عرب لوگ جب سرزمین ایران میں داخل ہوئے تو عربوں اور ایرانیوں کا امتزاج دو زبردست سیاسی اصولوں کا ٹکراؤ تھا جسے وقتی طور پر تو دب کر تسلیم کرلیا گیا لیکن آہستہ آہستہ اسی اصولی تنازعہ نے شیعہ اور سُنی اختلافات کی صورت اختیار کرلی۔

غیر جانبدار نقاد علامہ روزگار ایڈورڈ براؤن لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کے خلیفہ یا روحانی جانشین کا انتخاب جمہوریت پسند عربوں کے لئے تو بالکل قدرتی چیز تھا لیکن ایرانیوں کے نزدیک یہ انتخاب غیر طبعی اور نفرت انگیز تھا۔"

(براؤن جلد 1 صفحہ 217 مطبوعہ دکن)

پھر ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"شیعہ اور سُنی کا جھگڑا صرف ناموں یا شخصیتوں کا جھگڑا نہیں بلکہ دو متضاد اصولوں یعنی جمہوریت اور بادشاہوں کے حق الٰہی کا جھگڑا ہے، عرب زیادہ تر جمہوریت پسند ہیں اور ہمیشہ رہے ہیں لیکن ایرانی ہمیشہ اپنے بادشاہوں کو الٰہی یا نیم الٰہی ہستیاں سمجھتے رہے ہیں۔"

(تاریخ ادبیات ایران ترجمہ از سید ہاج الدین کنتوری جلد 4 صفحہ 29 براؤن جلد 1 صفحہ 391) انگریزی مطبوعہ لندن)

ایرانی سیاست نے عربوں کی مخالفت کے اس ضابطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیسے مستثنیٰ کیا

جرمن محقق گوبی نیو کا غیر جانبدارانہ محاکمہ ملاحظہ کیجئے:

"ایران میں سیاسی تعلیم کا یہ ایک نا متنازعہ فیہ مسئلہ ہے کہ صرف بنی علی رضی اللہ عنہ ہی جائز طور پر تاج وتخت کے مالک ہیں اور یہ اس دوہرے حق سے کہ ادھر تو وہ آخری تاجدار ایران یزدگرد کی بیٹی شہر بانو کی طرف سے ساسانیوں کے وارث ہیں اور ادھر ملت حقہ کے سرداروں کی اولاد ہیں۔"

(وسط ایشیا کا مذہب وفلسفہ صفحہ 275 از گوبی نیو)

ایڈورڈ براؤن لکھتے ہیں کہ:

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت چونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ انہوں نے ساسانیوں کے آخری تاجدار یزدگرد سوم کی بیٹی شہر بانو سے عقد کیا تھا اس لئے شیعوں کے دونوں بڑے فریق یعنی اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ کے نزدیک (ان کے اپنے ائمہ) نہ صرف پیغمبری بلکہ شاہی حقوق وصفات کے وارث بھی ہیں، پیغمبر عربی سے بھی ان اماموں کا خون ملتا ہے اور آل ساسان سے بھی رشتہ ہوتا ہے اس تعلق سے ایک سیاسی عقیدہ پیدا ہوگیا۔" (براؤن جلد 1 صفحہ 218)

بذات خود ہم گوبی نیو کے اس خیال کو تسلیم کرتے ہیں کہ آسمانی حق کی تعلیم نے ایران کی تمام آئندہ تاریخ پر نہایت وسیع و دقیق اثر ڈالا، مذہب شیعہ یا علی کی ہمنوائی پر ایرانیوں کا اصرار اس کی نہایت بیّن مثال ہے۔ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ یا روحانی جانشین کا انتخاب جمہوریت پسند عربوں کے لئے بالکل قدرتی چیز تھا لیکن ایرانیوں کے نزدیک یہ انتخاب غیر طبعی اور نفرت خیز تھا...... اگرچہ اس نفرت کو مذہبی رنگ دیدیا گیا لیکن اصل حقیقت اندر سے صاف نظر آتی ہے۔ (ایضاً صفحہ 217 مطبوعہ دکن)

ایرانی اثرات کے ماتحت جب شیعہ اعتقاد نے جنم لیا تو ان کا یہ نظریہ ہوگیا کہ:

"نبی کریم ﷺ کی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کو اس بات کا الٰہی حق حاصل ہے کہ وہ دینی اور دنیاوی دو حیثیتوں

حضرت فاروق اعظم کی مخالفت کے اسباب میں درج شدہ واقعات تاریخ ایران کے صفحات پر بدنما داغ ہیں۔ جن سے مذہب کی خدمت تو درکنار، اخلاق وشرافت بھی منہ چھپاتی نظر آتی ہے

CS CamScanner

سے اسلام کے پیشوا مقرر ہوں۔" (ایضاً صفحہ 46)

ایڈورڈ براؤن اس سرخی کے ماتحت کہ:

"عقیدہ شیعیت ایرانی مزاج کو کیوں پسند ہے۔"

رقم طراز ہیں:

"یہ کہ حضرت علی ؓ کے بعد خلافت ان کے خاندان میں بطور حق الٰہی کے منتقل ہونی چاہئے تھی۔

شہزادی شہربانو کے حضرت امام حسین ؓ کے عقد میں آنے کی روایت پر پروفیسر آرتھر کرسٹن سین لکھتے ہیں:

بعہد ساسانیان میں ایرانی سوسائٹی کے اس پہلو کو پوری طرح بے نقاب کیا ہے۔

ساسانی عہد کا یہ متعہ اس متعہ سے مختلف تھا جو جنگ خیبر سے پہلے بعض مسلم حلقوں میں رائج رہا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے یکسر حرام قرار دیا مگر ایران میں اسلام آنے کے بعد شیعہ علماء ساسانی متعہ کو اپنے متعہ کے استدلال سے جواز بخشتے رہے اور اسے قرآن کریم سے علمی استناد مہیا کرتے رہے۔

عربی تمدن اور ایرانی تمدن میں اخلاق فاضلہ بھی

نے ایران میں حضرت عمر ؓ کی مخالفت کو اور تیز کر دیا اور ایران میں دیگر اسلامی ممالک کی نسبت شیعہ کی آبادی کہیں زیادہ ہوئی اور ملکوں میں اگر یہ دو چار فیصد تھے تو ایران میں ان کا تناسب بیس فیصد کے قریب رہا۔ یہاں تک کہ سولہویں صدی عیسوی میں اسماعیل صفوی نے بزور شمشیر وہاں کی اسی فیصد سنی آبادی کو چالیس فیصد میں بدلا اور اب وہاں سنی اقلیت میں ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

شیعہ کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا ایک سبب یہود کو خیبر سے نکالنا ہے جو یہودیوں کو ☆☆☆ پورے عرب سے بے دخل کرنے کا سیاسی خاکہ تھا ☆☆☆

"دراصل اس روایت کا مقصد یہ تھا کہ امام حسین ؓ کی اولاد کو قدیم شاہان ایران کی جلالت مقدسہ (خورنہ یافرہ ایزدی) کا جائز وارث قرار دیا جائے۔"

(ایران بعہد ساسانیان صفحہ 687 از پروفیسر کرسٹن سین مطبوعہ ڈنمارک)

بہرحال میرے نزدیک حضرت فاروق اعظم ؓ کی مخالفت کا دوسرا بڑا سبب یہ تھا کہ ان کا شورائی نظام حکومت ایرانیوں کے آسمانی حق حکومت اور مامور من اللہ خلافت سے مختلف تھا اور حضرت عمر ؓ کو وہ محض اس لئے نشانہ بناتے تھے کہ:

"صحرائے عرب کے بادیہ نشینوں کو خلیفہ عمر ؓ جیسے بے مثال مدبر نے مسلک تنظیم میں منسلک کر دیا تھا۔"

(ایضاً صفحہ 73)

ان نسلی اور فکری فاصلوں کے ساتھ ساتھ ایک نفسیاتی سبب بھی اس مخالفت میں دخیل رہا ہے وہ آپ کی منع متعہ کی کارروائی تھی، جس نے حضرت عمر ؓ کو ایرانی نوجوانوں کی نظر میں ایک بزرگانہ کڑی نظر بنا دیا تھا، ایران میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے ساسانی سوسائٹی متعہ کی خوگر تھی اور اسے وہ لوگ دینِ زرتشت کے تحت مذہبی استناد مہیا کرتے تھے یہ اسی طرح ہے جس طرح ہندو سوسائٹی میں نیوگ کو ایک مذہبی تقدس حاصل ہے۔

ایران میں ساسانی تمدن کے تحت دو قسم کی بیویاں ہوتی تھیں ایک اولاد پیدا کرنے کے لئے اور ایک دوستوں مہمانوں اور اپنے ذوق طبع کے لئے۔ اس دوسری بیوی سے نکاح وقتی ہوتے اور ان نکاحوں میں نہ گواہ کی ضرورت ہوتی نہ طلاق کی حاجت پڑتی اور اولاد ہو جائے تو وہ وارث نہ ہوتی۔

ڈنمارک کے پروفیسر آرتھر کرسٹین نے تاریخ ایران

ایک بڑا فاصلہ رکھتے ہیں عرب کسی قیمت پر متعہ کو باقی نہ رکھنا چاہتے تھے یہ عمل شرف انسانی کے یکسر خلاف تھا، مرد عورت کا ملاپ کسی اعلیٰ مقصد کے لئے ہونا چاہئے سفلی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں، ساسانی تہذیب کے رسیا اسے کسی قیمت پر نہ چھوڑنا چاہتے تھے۔

حضرت عمر ؓ نے متعہ سے نہایت سختی سے منع کیا اس دور میں تو یہ لوگ آپ کے خلاف کچھ نہ کر سکے لیکن اس میں شک نہیں کہ ناعاقبت اندیش ایرانی نوجوان نفسیاتی طور پر حضرت عمر ؓ کے مخالف ہو چکے تھے، وہ یہاں تک کہہ اٹھے:

ترجمہ: "اگر حضرت عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو بدنصیب کے سوا شاید ہی کوئی زنا کرتا۔"

یعنی ان خواہشات سفلی کی تکمیل جب متعہ کے سائے میں ہو سکتی ہے تو اب زنا کا ارتکاب کسی انتہائی بے وقوف کا کام ہی ہوگا۔ پھر شیعہ علماء نے نہ صرف متعہ کو علمی استناد مہیا کیا بلکہ اس کی فضیلت اور اجر میں روایات بھی وضع کر ڈالیں۔

یہ نفسیاتی وجہ بھی ان اسباب میں سے ہے جس

حضرت عمر ؓ کی مخالفت میں چوتھا سبب ان کا یہود کو خیبر سے نکالنا ہے، یہ یہودیوں کو پورے عرب سے بے دخل کرنے کا سیاسی خاکہ تھا جو حضرت عمر ؓ نے خود حضور اقدس ﷺ سے لیا تھا اب یہودیوں کے لئے کوئی اور صورت عمل باقی نہ رہی تھی سوائے اس کے کہ منافقانہ طور پر اسلام میں گھس آئیں اور پھر مسلمانوں میں حضرت عمر ؓ کے خلاف سازش اور ذہن سازی کریں اور جب انہیں کوئی راہ نہ ملے تو اسلام کے نظام خلافت کو تہ و بالا کر دیں...... اس تحریک میں جو شخص آگے بڑھا اس کا نام عبدالرحمٰن بن سبا ہے صحابہ کے خلاف کام کرنے والے اور خلافت راشدہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والوں کو اسی نسبت سے سبائی کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماتم حرام ہے۔۔۔۔ حرام سے بچو

یہ کام ہے شیطان کا اس کام سے بچو

عرب کسی قیمت پر متعہ کو باقی نہ رکھنا چاہتے تھے کیونکہ یہ عمل شرفِ انسانی کے یکسر خلاف تھا، ان کے نزدیک مرد، عورت کا ملاپ اعلیٰ مقصد کیلئے ہونا چاہیے، سفلی خواہشات کی تکمیل کیلئے نہیں۔

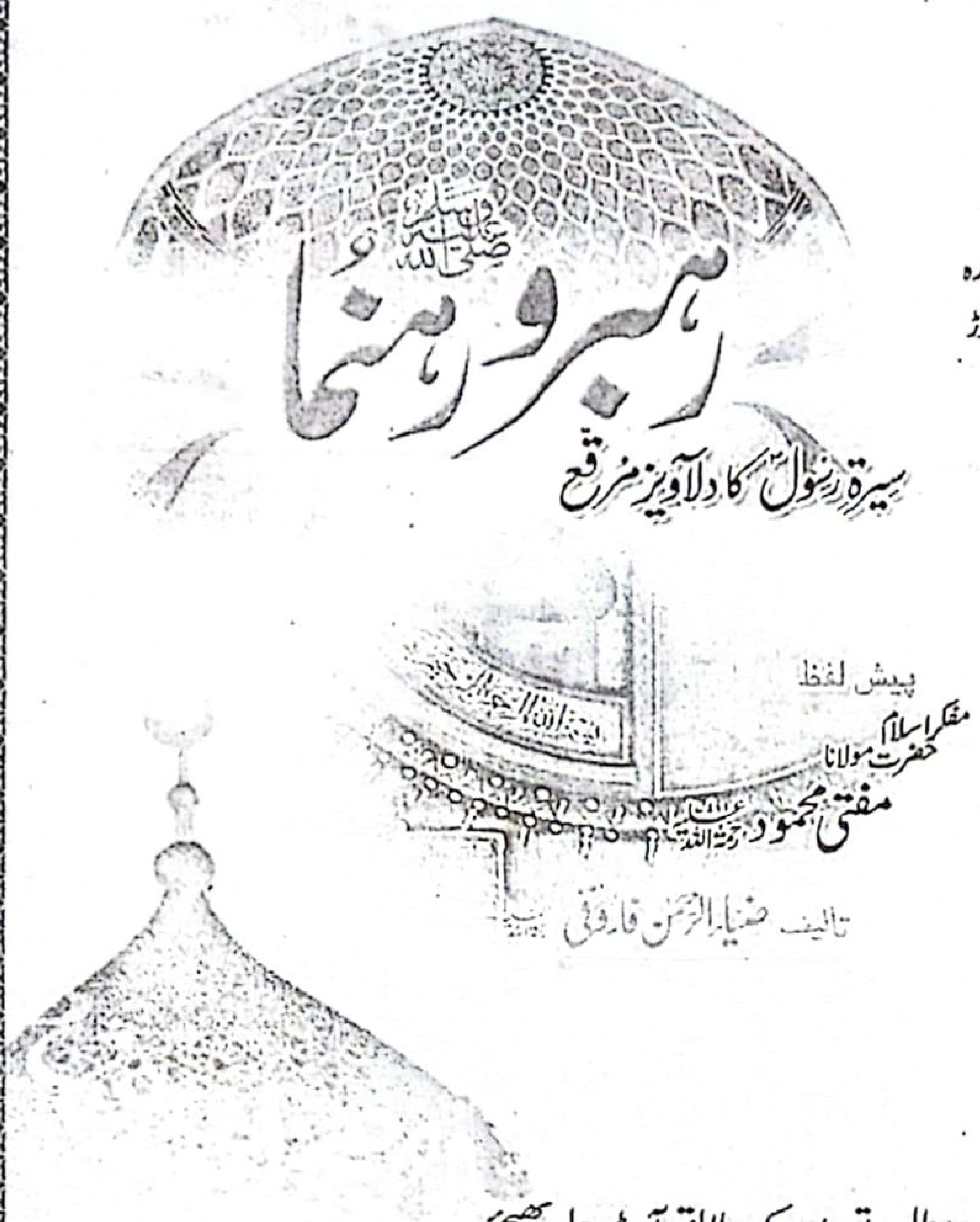

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پر نہایت بے مثال گلدستہ

☆ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ پر ادب وانشاء کا شہ پارہ
☆ سینکڑوں عربی، انگریزی، اردو اور فارسی کتابوں کا نچوڑ
☆ معارف وعلوم کا گنج گراں مایہ
☆ جامعیت وکاملیت کا زندہ جاوید نمونہ
☆ نہایت مستند جامع ذخیرہ
☆ چارسو سے زائد صفحات پر مشتمل انمول تحفہ

سیرت رسول ﷺ کے تمام اہم عنوانات پر مستند اور مکمل دستاویزات سیرت رسول ﷺ کی انگریزی، عربی، اردو کی بڑی بڑی کتابوں کے دریاؤں کو کوزے میں بند کیا گیا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل
نیا ایڈیشن
نیا انداز
نیا لہجہ
نئی زبان

صفحات 384
ہدیہ -/250 روپے

مطلوبہ تعداد کے مطابق آرڈر جلد بھیجیے۔

ایک عاشق رسول ﷺ کی سوز و گداز سے معمور تحریر

☆ آنحضرت ﷺ سے قبل دنیا کی معاشرتی حالت
☆ سیرت رسول ﷺ کا فلسفیانہ پہلو
☆ سیرت رسول ﷺ کا نسبی پہلو
☆ سیرت رسول ﷺ کا ابتدائی سوانحی پہلو
☆ سیرت رسول ﷺ کا امی پہلو
☆ آنحضرت ﷺ ایک ممتاز رسول
☆ آنحضرت ﷺ ایک مرقع حسن وجمال
☆ آنحضرت ﷺ کا معجزاتی پہلو
☆ رہبر و رہنما کا نظام الاوقات
☆ سیرت نبوی ﷺ اخلاقی اور معاشرتی پہلو
☆ آنحضرت ﷺ کے معاشی قوانین

☆ سیرت رسول ﷺ کا ازدواجی پہلو
☆ آنحضرت ﷺ کی اولاد وشہزادگان نبوت
☆ آنحضرت ﷺ ایک بے مثال مبلغ اور داعی انقلاب
☆ سیرت رسول ﷺ کا معاشی پہلو
☆ آنحضرت ﷺ ایک طبیب کی حیثیت سے
☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت ایک ہادی، مہدی
☆ آنحضرت ﷺ ایک مربی محسن
☆ آنحضرت ﷺ افصح العرب خطیب
☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت قانون ساز
☆ سیرت رسول ﷺ کا سائنسی پہلو
☆ مطعومات نبوی ومشروبات نبوی ﷺ

☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت سپہ سالار
☆ غزوات رسول ﷺ
☆ آنحضرت ﷺ ایک اولوالعزم فاتح
☆ ☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت سپہ سالار
☆ غزوات رسول ﷺ
☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت ایک سیاستدان
☆ آنحضرت ﷺ ایک قائد انقلاب
☆ آنحضرت ﷺ سربراہ مملکت
☆ اللہ کا نبی ﷺ اللہ کی زبان میں
☆ آنحضرت ﷺ شعراء کی زبان میں
☆ آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کی زبان میں

شائع کردہ **ادارہ اشاعت المعارف** سمندری فیصل آباد پاکستان
0300-6661452

ایران اور پاکستان کے تعلقات کی حقیقت

تحریر: محمد یونس قاسمی (ایڈیٹر نظام خلافت راشدہ)

ایرانی علاقے سیستان پر حملہ ایک خوفناک دہشت گردی کا منصوبہ تھا اسکی جتنی مذمت کی جائے کم ہے، انسان کسی بھی مذہب ومسلک سے تعلق رکھتا ہو وہ انسان ضرور ہے اور انسانیت کے ناطے اسکا اکرام اور اسکی حفاظت بہت ضروری ہے۔ اس حملہ کے بعد ٹی وی اینکرز اور کالم نگاروں نے اسکا الزام پاکستان پر لگانا شروع کردیا اور یہ دیکھا دیکھی ہوا کیونکہ ایران نے ان دہشت گردوں پاکستان میں مذہبی دہشت گردی کرنے والوں کو پناہ بھی دیتا ہے۔ ہمارے ملک میں دہشت گردی کی بدترین کاروائیوں میں شریک بہت سارے دہشت گرد آج بھی ایران میں پناہ گزیں ہیں، کراچی میں علمائے کرام کو قتل کرنے والے دہشت گرد جن کا تعلق شیعہ تنظیموں سے ہے، وہ اب بھی وقتاً فوقتاً آتے ہیں اور کراچی میں دہشت گردی کرکے پھر واپس چلے جاتے ہیں، گذشتہ دنوں لنکار کیا گیا، اس لٹریچر میں حضور نبی کریم ﷺ کے مقدس دوستوں اور آپ ﷺ کے اہل بیت کے متعلق نہ صرف نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے بلکہ ان نفوس قدسیہ کو ماں بہن تک کی گالی دی گئی تھی۔ جس میں اللہ تعالی کی طرف، خاتم المعصومین حضور نبی کریم ﷺ کی طرف، اصحاب النبی رضی اللہ عنہم وازواج النبی رضی اللہ عنہن اور شیعہ کے ہاں معصوم ائمہ مجتہدین کی طرف ایسی جھوٹی

ایران ہی وہ ملک ہے جس نے پاکستان میں مذہبی دہشت گردی کو فروغ دیا۔ نہ صرف دہشت گردوں کے ساتھ تعاون کیا بلکہ ان کی پشت پناہی کرتے ہوئے انہیں اسلحہ اور رقوم فراہم کی ہیں۔

کی جگہ پاکستان میں بتائی تھی اور حکومت پاکستان سے انکی گرفتاری کا مطالبہ کیا تھا، ہماری حکومت نے بھی بغیر کسی تحقیق وتفتیش کے چند افراد کو گرفتار کیے اور انہیں ایران کے حوالے کرنا شروع کردیا حالانکہ اس معاملے کی بھرپور جانچ پڑتال انتہائی ضروری تھی، بعد میں اگر کچھ لوگ اس واقعہ میں ملوث پائے بھی جارہے تھے تو انہیں پاکستانی عدالتوں کے سامنے پیش کیا جاتا اور یہ ثابت کیا جاتا کہ وہ دہشت گرد ہیں اور انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جاتا۔ اخبارات میں ایران کے گیت گائے جارہے ہیں اور ایران دوستی کی باتیں ہر کالم نگار لکھ رہا ہے، ساتھ ساتھ ایران کی مخالفت کرنے والوں کو ہدف تنقید بھی بنایا جارہا ہے۔ اس بات کو سوچنے کی کسی نے بھی زحمت گوارا نہیں کی کہ اصل حقائق کیا ہیں اور جو لوگ ایران کی مخالفت کررہے ہیں وہ کیوں کررہے ہیں؟ اس کالم میں ریکارڈ کی درستگی کیلئے چند ایک ایسی باتیں ذکر کی جارہی ہیں جن کے پڑھنے سے امید ہے کہ کچھ حقائق سامنے آجائیں گے۔

ایران ہی وہ ملک ہے جس نے ہمارے ملک میں مذہبی دہشت گردی کو فروغ دیا، نہ صرف مذہبی دہشت گردوں کی حمایت کی بلکہ انکا پشت پناہ بھی ہے اور روزنامہ امت کراچی نے اس پر ایک رپورٹ بھی شائع کی تھی اور اس میں انہوں نے دہشت گردوں کے نام تک بتائے تھے جو ایران سے آتے ہیں اور کاروائی کرکے پھر واپس لوٹ جاتے ہیں۔

ایران ہی وہ ملک ہے جس نے ثقافت کے نام پر ہمارے ملک میں اپنے مسلح مراکز قائم کیے اور انہیں خانہ ہائے فرہنگ ایران کا نام دیکر ثقافت کی آڑ میں وہاں پاکستانی شیعہ لیڈروں کو بلاکر پاکستان کی شیعہ تنظیموں کو مسلح کیا۔

ایران ہی وہ مملکت ہے جہاں سے غلیظ اور بے ہودہ لٹریچر پاکستان میں درآمد کیا گیا اور اس لٹریچر کو اسی خانہ ہائے فرہنگ نے اردو میں ترجمہ کرواکر عام کیا اور سنی مسلمانوں میں اشتعال پھیلایا۔ یہ لٹریچر وہ تھا جس میں اللہ تعالی کے متعلق عقیدہ بدقائم کیا گیا تھا، ختم نبوت کے مقابلہ میں ایک من گھڑت عقیدہ قائم کرکے ختم نبوت کا باتیں منسوب کی گئی تھیں جو پاکستان کی اکثریتی آبادی اہل سنت عوام کے عقائد ونظریات کے خلاف اور ان کے عقائد سے ٹکراتی تھیں۔ یہ سب کچھ 1979ء کے انقلاب ایران کے بعد اور خمینی کی پالیسیوں کے تحت ہوا مگر اس سے قبل شاہ کے زمانہ میں بھی پاکستان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک روا نہیں رکھا گیا۔

1965ء میں جب پاکستان پر بھارت نے حملہ کیا تو اس وقت بھی ایرانی حکومت نے منافقانہ کردار ادا کیا اور بھارت سے ساز باز کرلیا، ایرانی حکومت کا ذہن تھا کہ پاکستان اس حملے کی تاب نہ لاسکے گا اور ایرانی ذرائع ابلاغ نے شروع کے دو دنوں میں مکمل غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا جبکہ ریڈیو تہران نے یہ جھوٹی خبر نشر کی کہ بھارت نے لاہور پر قبضہ کرلیا ہے اور وہاں کھڑے 60 ہوائی جہازوں کو بھی اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے، جب یہ خبر پاکستان میں پہنچی تو جنرل ایوب نے اپنے خط میں سختی سے یہ لکھا کہ دوست اور دشمن کو پرکھنے کا یہی وقت ہے تو

صدر پاکستان نے ایرانی حکومت سے کہا اگر ہم نے پاکستانی شیعہ سے وہ سلوک کیا جو تم ایران میں سنیوں کے ساتھ کررہے ہو تو تمہاری چیخیں نکل جائیں گی۔

شائع شرمندہ ہوکر اور یہ دیکھتے ہوئے کہ پاکستان نے بھارت کو منہ توڑ جواب دیا ہے، پاکستان کی حمایت کا اعلان کردیا۔ جنگ کے دوران کسی ایرانی اخبار نے ہندوستان پر تنقید نہیں کی بلکہ اس جنگ کو پاکستان کی جنگ لکھا اور جنرل ایوب کے بارے میں کئی توہین آمیز کارٹون بھی چھاپے۔ جنگ کے بعد ایک ہندوستانی وفد ایران گیا اور پاکستان کی کسی طرح کی بھی مدد نہ کرنے پر ایرانی حکومت کا شکریہ ادا کیا۔

اسی طرح ایران کی درسی کتابوں میں پاکستان کے متعلق حقیقتوں اور اہم معلومات، نقشہ جات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ پاکستان میں پیدا ہونے والے بہت سارے بحرانوں میں سے کئی بحران اور مسائل ایسے ہیں جو ایرانی ایماء یا خود ایران نے در پردہ رہتے ہوئے پیدا کیے۔ پختونستان کا مسئلہ ایران کا پیدا کیا ہوا ہے، اس مسئلہ کو سب سے پہلے ساواک کے ایک افسر میجر والیاں نے 1962ء میں اٹھایا تھا جب وہ ایک ایرانی طائفہ کو لیکر پاکستان آیا اور پاکستان کی وزارت تعلیم کے مہمان کی حیثیت سے یہاں دو ہفتہ قیام کیا۔ وہ ویسے ابھی ساواک میں پاکستانی ڈیسک کا انچارج تھا اور غیر سرکاری طور پر پاکستان آتا جاتا رہتا تھا اور یہاں پر بھی اس نے کچھ بے ضمیر لوگوں سے مراسم پیدا کر لیے تھے۔ 1962ء میں اس نے فارسی میں ایک کتاب ''پاکستان'' بھی لکھی جس میں پختونستان کے مسئلہ کو حکومت افغانستان کے نکتہ نظر سے نمایاں کیا اور پاکستان کیلئے مستقل ایک دردسر بنادیا۔ آج پختون عوام اس مسئلہ کو اپنی انا کا مسئلہ بنائے بیٹھے ہیں جبکہ ایران نے ہمیں اس آگ میں جھونک کر ہمارے جلنے اور تڑپنے کا نظارہ کرنے اور سوائے ہمیں کمزور کرنے کے کچھ نہیں کیا اور یہی اس کا مقصد ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ پاکستان کو سب سے پہلے ایران نے تسلیم کیا ہے لیکن صرف مان لینے سے کچھ نہیں ہوتا، اس ماننے کے پیچھے ایرانی مقاصد کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ ایران نے ہمیں دوست کہا تو دوست کہنے کے پیچھے سازش کیا تھی۔ جب پاکستان بنا اس وقت ایران پر شاہ کی حکومت تھی ہمارے سفیر محترم جب ایران گئے تو شاہ نے اس بات کا یقین کرنا ضروری سمجھا تھا کہ پاکستان میں ہمارے لوگوں کو مکمل پروٹوکول دیا جائے گا، ہمارے عقائد و نظریات کو وہاں فروغ دیا جائے گا اس بات کے یقین کر لینے کے بعد ایران نے ہماری دوستی کا دم بھرا۔

اسی طرح پوری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کے ابتدائی دنوں میں اہل سنت اور اہل تشیع میں کوئی جھگڑا نہیں تھا، اختلافات تو ان میں برسوں پرانے ہیں مگر فسادات کی تاریخ چند سالوں پر محیط ہے، محرم کے دنوں شیعہ غم حسین میں ماتمی جلوس نکالتے تھے اور سربازار چھاتی

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں ایران نے پاکستان کی بجائے بھارت کی حمایت کرتے ہوئے سب سے پہلے لاہور پر بھارتی قبضہ کی جھوٹی خبر نشر کی۔

پیٹنا، سر میں خاک ڈالنا اور زنجیر زنی کرنا عیب اور بے حیائی ہی نہیں بلکہ اسے بالکل غلط سمجھتے تھے، اہل سنت کی مساجد اور مدارس کا خیال رکھا جاتا تھا اور انکے حقوق کی پامالی نہیں کی جاتی تھی۔ 1979ء میں ایرانی انقلاب کے بعد جب پاکستانی شیعوں کا وفد خمینی کو مبارکباد دینے کی غرض سے ایران گیا تو خمینی نے انکو ہدایت کی کہ وہ پاکستان میں اپنے حقوق حاصل کرنے کیلئے خود کو منظم کریں اور اپنی جدوجہد تیز کردیں۔ خمینی نے ان کو اپنی اور ایرانی حکومت کی طرف سے ہر طرح کی امداد اور پشت پناہی کا بھی یقین دلایا۔ چنانچہ پاکستان واپس آکر شیعہ لیڈروں نے خمینی کی ہدایت کے مطابق تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی بنیاد رکھی۔ حکومت پاکستان کو زوردار الفاظ میں اپنے مطالبات پیش کیے، شیعہ طالب علموں کیلئے الگ دینی نصاب اور ملک کے ہر شعبہ میں مساوی نمائندگی کا مطالبہ کیا اور مرنے مارنے کی باتیں کرنے لگے اور اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے نصف درجن سے زائد مسلح تنظیمیں بنائیں۔ مثلاً امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن، مختار فورس، سپاہ اولیاء، اہل ملیشیا، حسینی فورس، شیعہ یوتھ فورس اور سپاہ محمد وغیرہ یاد رہے کہ یہ مساوی حقوق کا مطالبہ وہ گروہ کررہا تھا جس کی پاکستان میں شرح خواندگی دو فی صد سے بھی کم تھی۔ بھکر سے وجود میں آنے والی تحریک جعفریہ نے پاکستانی شیعوں کو اتنا فعال کیا کہ انہوں نے ایرانی انقلاب کے اصل مقاصد کے حصول کیلئے 1980 میں پاکستان کے سیکرٹریٹ کا کامیابی سے گھیراؤ کیا اور پاکستانی حکومت کو اپنے مطالبات منوانے پر مجبور کردیا۔ اس کے بعد یہاں پر ایسا زہر آلود لٹریچر بھیجا گیا جس میں اسلام اور بانیان اسلام کے خلاف زہر بھرا ہوا تھا۔ یہ وہ عوامل تھے جس کی وجہ سے پاکستان میں اشتعال پیدا ہوا اور ردعمل اور ری ایکشن کے طور پر ایک جماعت سامنے آئی اور اس نے اس ملک و مذہب دشمن عناصر کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ اس جماعت اور اسکی قیادت سے طریقہ کار کا اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ ایران نے پاکستان میں مذہبی دہشت گردی کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا ہے۔

سابق صدر جناب غلام اسحٰق خان صاحب اپنے دور صدارت میں جب ایران کے دورہ پر تشریف لے گئے تو وہاں کسی تقریب میں انکی موجودگی میں کچھ ایرانی وزراء نے اصحاب النبی رضی اللہ عنہم کا تذکرہ توہین آمیز انداز میں کیا اور فارسی میں گفتگو کرتے ہوئے کچھ غلط باتیں کیں یہ سمجھ کر کہ پاکستانیوں کو کونسی فارسی آتی ہے، حالانکہ جناب خان بہت تعلیم یافتہ انسان تھے اور فارسی سے بخوبی واقف تھے۔ انہوں نے جب یہ توہین آمیز گفتگو سنی تو بڑے تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے سفارتی عملے سے واپس جانے کی تیاری کا کہا، اور ایرانی وزراء سے مخاطب ہوکر کہا کہ ''تم یہاں پر جو کچھ کررہے ہو وہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں اور اپنے کانوں سے سن چکا ہوں، مگر یہ یاد رکھو کہ ایران میں سنی آبادی زیادہ ہے اور پاکستان میں شیعہ آبادی اس کے مقابلے میں کہیں کم ہے، ہم نے پاکستان میں شیعہ آبادی کے ساتھ وہی سلوک کیا جو تم یہاں سنیوں کے ساتھ کررہے ہو تو تمہاری چیخیں نکل جائیں گی''۔ یہ ایک حقیقی واقعہ ہے جس کے گواہ آج تک زندہ بھی ہیں ان میں سے ایک جماعت اسلامی کے رہنما جناب لیاقت بلوچ صاحب بھی ہیں۔ یہ چند ایک باتیں ایسی ہیں جن سے انکار ممکن نہیں ہے صرف، ایران کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانی چاہییں مگر اصول وضوابط اور اپنے وقار کو داؤ پر نہ لگایا جائے اس کے ساتھ ساتھ ایران کی پاکستان دشمنی اور ہمارے ملک میں مذہبی منافرت و دہشت گردی پھیلانے جیسے کردار پر بھی غور کیا جائے۔

ایران میں شیعہ انقلاب کے بعد پاکستانی شیعوں کا وفد جب مبارک باد دینے کے لئے ایران گیا تو ایرانی شیعہ پیشوا خمینی نے اس وفد کو مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے حکومت کے خلاف بغاوت کی ترغیب دی۔

CamScanner

مثالی کردار

اہلسنت والجماعت کے کارکن کا کردار کیسا ہونا چاہیئے؟

محمد صفدر تصور آباد۔ بھلوال

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء ورُسل نے انسانی معاشرے کی ہمیشہ نئی شیرازہ بندی کی ہے۔ بلاتمیز رنگ و ذات ان مقدس ہستیوں نے پوری انسانیت کو ایک بنیادی دعوت کی طرف بلایا ہے اور وہ دعوت توحید ہے۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت وتبلیغ کا اثر یہ ہوا کہ معاشرے کا وہ طبقہ جو شرک وکفر کے گندے جوہڑ میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ ذاتیات قبائلی تعصب کا شکار تھے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ شراب نوشی، زنا، جوا، سود، لین دین کے معاملے میں بددیانتی اور کج روی، افلاس

اورغربت کے خوف سے اولاد کو قتل کردینا، بچی کی پیدائش پر اسے زندہ درگور کردینا غیرمحرم عورتوں کی طرف بدنگاہی جن حضرات کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ ان حضرات کی یک لخت کایا ہی پلٹ گئی، وہ ایک دوسرے کے بھائی بن گئے ایک دوسرے کی عزت کے یہ محافظ تاریخ ساز اور تہذیب یافتہ قوم بن گئے۔

اسلام عقیدے اور نظریئے کے اتحاد کا داعی ہے اور وہ اپنے پلیٹ فارم پر جمع ہونے والوں پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ان سب کا نظریہ ایک ہو۔ ایک ایسی جماعت جس کے اتحاد کی بنیاد محض تصنع پر مبنی ہو وہ جماعت اور اس کا اتحاد کبھی دیرپا نہیں ہوسکتے ایک نہ ایک دن ضرور اس کا شیرازہ بکھر جایا کرتا ہے۔ ”خاکسار تحریک“ اور سوویت یونین کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ نفرت، بغض اور عداوت سے بھرے قلوب کبھی بھی جڑ نہیں سکتے، جھوٹے اتحاد کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ خودغرضانہ اتحاد افتراق و انتشار کا باعث بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اجتماعیت کی بنیاد عقیدے، نظریئے اور ارکان پر رکھی ہے۔ اس بنیاد پر تعمیر ہونے والی عمارت (جماعت) گویا آہنی چٹان ہوتی ہے کہ جو بھی اسلامی تحریک دنیا کے کسی بھی کونے میں کسی بھی کاز پر کام کررہی ہو، اس کے قائدین اور کارکنوں پر ضروری ہے کہ وہ ان بنیادوں کو سمجھیں اور اپنی قوت کو کسی بھی مقصد کے حصول کیلئے استعمال کریں۔

جس طرح فرد معاشرے کی بنیادی اکائی ہے یا ایک عمارت کئی اینٹوں کا مجموعہ ہوتی ہے اور ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ اسی طرح کئی افراد سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ایک اسلامی تحریک اپنے کئی رضاکاروں اور کارکنوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اگر معاشرے کے افراد نیک سیرۃ ہوں تو وہ معاشرہ حسین بن جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک اسلامی تحریک کے افراد نیک سیرت، پُرعزم اور اپنے مشن کی خاطر آگ میں کودنے کو تیار ہوں تو یقیناً اسی طرح کی تحریکیں ہی کامیابی کی منازل طے کیا کرتی ہیں۔ ہر اسلامی تحریک کے تمام کارکنوں کے اندر ان خوبیوں کا ہونا ضروری ہے۔

ہم مسلک وہم مشرب ہونا:

جماعتی کام اتفاق، محبت اور مشورے سے چلا کرتا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب صلاح لینے والا اور صلاح دینے والا دونوں ہم عقیدہ ہوں، نوح (علیہ السلام) کا کنعان سے اتفاق نہ ہوسکا، سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ سے، سیدنا لوط (علیہ السلام) کا اپنی بیوی اور حضرت محمد ﷺ کا اپنے سگے چچا سے صرف عقیدے اور نظریئے کے فرق کی وجہ سے ایمان پر اتفاق نہ ہوسکا۔ ورنہ قریبی رشتہ دار تھے لیکن تفریق صرف نظریئے نے کی۔

اس لئے ضروری ہے کہ جماعت کے ارکان باہم متحدہ ہوں اور اتحاد کی شرط عقیدے اور نظریئے کا ایک ہونا ہے۔ آج جن تنظیموں کی بنیاد عقیدہ اور نظریہ ایک دوسرے سے ہٹ کر ہے اور انہوں نے اپنی بغلوں میں منافق اور آستین کے سانپ چھپا رکھے ہیں، انہیں سابقہ تاریخ پڑھ کر عبداللہ ابن ابی، عبداللہ ابن سباء، میر جعفر، میر صادق، مرزا سکندر اور یحییٰ جیسے لوگوں کے کردار کا جائزہ لے لینا چاہئے۔ میں زیادہ وضاحت نہیں کرنا چاہتا صاحبان دانش وبینش بخوبی سمجھتے ہیں۔

جب تحریک کے سب افراد کا عقیدہ اور نظریہ ایک ہوگا تو کارواں تیزی سے بسوئے منزل رواں ہوگا، اگر تمام کارکنان کے عقائد باہم متصادم ہیں تو پھر نوح (علیہ السلام) اور کنعان، ابراہیم (علیہ السلام) اور آذر، لوط (علیہ السلام) اور ان کی بیوی کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں کہ نظریئے کے اختلاف نے ان کی رشتہ داریوں کی گردن پر چھری پھیر دی تو کارکنان کیونکر متحد رہ سکتے ہیں؟ اور اگر اتحاد اور اتفاق کی دولت نہ ہو تو شیر اور بیلوں والا قصہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔

سلام اور مصافحہ:

مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں جن میں ایک سلام کا جواب دینا بھی شامل ہے اور محبت کا بھی تقاضا ہے کہ مسلمان آگے بڑھ کر اپنے بھائی کے لئے دعا کریں۔ نبی کریم ﷺ کا جہاں کہیں سے بھی گزر ہوتا سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔ سلام کے ساتھ ساتھ اپنی عقیدت اور محبت دوسرے پر ظاہر کرنے کیلئے مصافحہ ہے۔ مصافحہ گویا سلام کے تتمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

”جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان کے جدا

اتحاد کی سب سے پہلی شرط عقیدے اور نظریئے کا ایک ہونا ہے جن تنظیموں کی بنیاد عقیدے اور نظریئے پر نہیں ان جماعتوں نے اپنی بغلوں میں منافق اور آستین کے سانپ چھپا رکھے ہیں

ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔"

اس فرمان کی روشنی میں ایک کارکن پر ضروری ہے کہ وہ خاص کر جماعت میں رہ کر اپنے دیگر ساتھیوں سے ادب واحترام سے پیش آئے اور سلام میں پہل کرے۔

اچھے نام سے یاد کرنا:

ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں اور یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگ اس کی ہتک بھی نہ کریں۔ عزت کروانے کا طریقہ یہ ہے کہ دوسرے کی عزت کی جائے اور توہین سے بچنے کا علاج دوسروں کی توہین نہ کرنا ہے۔ اللہ نے کفار و مشرکین کے اصنام کو بھی برا کہنے سے منع کیا ہے اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ ایک دوسرے کو برے القاب سے مت یاد کیا کرو۔

حضرت عمرؓ کا فرمان ہے:

"دوستی، دوست کو اچھے نام سے پکارنے سے مضبوط ہوتی ہے۔"

بحثیت ایک اسلامی تحریک کے ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اگر ہم باہمی فضا کو صاف رکھنا چاہتے ہیں تو ایک دوسرے کی اگر عزت نہیں کر سکتے تو کم از کم اسے رسوا تو نہ کریں۔

محبت اور خوش اخلاقی:

عقیدے، نظریئے اور ایمان کے بعد اتحاد واتفاق کو پائیدار رکھنے کے لئے اگر کوئی شے اہم ہے تو وہ ملاقات ہے بشرطیکہ طنز، تمسخر اور بدکلامی سے پاک ہو، ملاقات ایسی ہو کہ اس سے محبت اور الفت کے جذبات ٹپکتے ہوں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"میں تمہیں اس شخص کی خبر دیتا ہوں جس پر آگ حرام ہے اور وہ آگ پر، یہ وہ (شخص) ہے جو نرم مزاج اور خوش اخلاق ہے۔"

جماعت کی افرادی قوت کے لئے بھی ضروری ہے کہ جماعت کے کارکنوں کے ساتھ ساتھ باہر کے لوگوں سے محبت، نرمی اور میٹھی زبان سے بات کریں۔

رغبت اعمال حسنہ:

"وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا"

"اور واسطے ہر ایک کے ہیں درجے اس چیز سے کہ عمل کیا انہوں نے۔"

جب ایک واعظ تقریر کر رہا ہوتا ہے تو جتنے خلوص سے وہ تقریر کرتا ہے اسی کے مطابق اجتماع پر اس کی باتوں کا اثر پڑتا ہے اور اس کی زبان میں تاثیر نیک اعمال سے آتی ہے، بدعمل انسان وعظ کرتے وقت اندر ہی اندر شرماتا ہے کہ شراب کی بوتل تو میرے گھر پڑی ہے اور میں ہوں کہ لوگوں کو اس کے پینے سے منع کر رہا ہوں یوں اس کی بات "آئی گئی" ہو جاتی ہے۔ کارکن کی زبان میں پختگی ہونی چاہئے۔

ہم اپنے دشمن کو طعنہ دیتے ہیں کہ تم زنا (متعہ) کرتے ہو، اب ہمیں چاہئے کہ ہر قسم کے زنا سے ہم بچ جائیں۔ ہم انہیں جھوٹا کہتے ہیں کہ ہم کو بھی اپنی زبان میں پختگی پیدا کرنی چاہئے، پانچ وقت کی نماز، ریاکاری سے احتراز اور صدق دل سے جماعتی کام کرنا چاہئے۔

استقامت:

کا مطلب ہے قائم رہنا، جم جانا، چمٹ جانا اور چھوڑے سے بھی نہ چھوڑنا۔

قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اور

قل ربی اللہ ثم المستقیم

کا مطلب ہے کہ ہر جھوٹی بات کا انکار کر دے اور ہر سچی بات کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کر دے

ثم استقامو اور ثم استقم

کا مطلب ہے کہ اس وجہ سے تم پر مصائب و آلام کے پہاڑ ہی کیوں نہ گرا دیئے جائیں تم اپنے مشن پر ڈٹے رہو۔

حتیٰ زرتم المقابر

یہاں تک کہ تم سرخرو ہو کر امیر عزیمت"، مولانا قاسمی"، حضرت فاروقی شہیدؒ اور مولانا محمد اعظم طارق"، علامہ حیدری شہیدؒ کی طرح تم بھی اپنے رب کے مہمان بن جاؤ، انبیاء علیہ السلام وصحابہ ؓ و مابعدھم کی امت کے حالات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے زمانے میں استقامت کے بڑے بڑے پہاڑ تھے۔ چنانچہ سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) نے جب کلمہ حق بلند کیا تو پرائے تو پرائے رہے سگا باپ بھی دھمکیاں دینے لگ گیا کہ باز آجاؤ ورنہ پتھروں سے تیرے کو ماروں گا حتی کہ حویلی سے بھی سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کو نکال دیا گیا پھر اس سے بھی بڑھ کر مصیبت نار نمرود میں ڈالا جاتا ہے مگر وہاں بھی اس مرد مجاہد نے کمال درجہ استقامت کا مظاہرہ کیا، نبی کریم ﷺ کی سیرت والی 23 سالہ زندگی ہمارے سامنے ہے کیا ظلم ہے اور کونسی وہ جسمانی اور روحانی اذیت ہے جو آپ ﷺ کو نہ دی گئی ہو، دولت کا لالچ، حکومت کا لالچ، خوبصورت دوشیزہ سے نکاح کا لالچ قتل کی دھمکیاں اور عملاً بھی کئی بار قاتلانہ حملے اور نہ جانے کیا کیا حربہ جو دشمن نے استعمال نہ کیا ہو مگر آفرین ہے استقامت کے اس جبل کی کہ اپنے مشن سے ایک انچ تک پیچھے نہیں ہٹے بلکہ جتنا دبائے گئے اتنا ہی ابھرے۔

صحابہ ؓ میں حضرت عثمان ؓ، حضرت بلال ؓ، حضرت امیر حمزہ ؓ، حضرت خبیب ؓ، حضرت زنیرہؓ، حضرت سمیہؓ اور نہ جانے کتنے لوگ ہیں کہ جنہوں نے جان مال اور عزت تک کی قربانی دے کر استقامت کا مطلب آنے والی امت کو سمجھا دیا۔

پھر باقی امت رہی تو انہوں نے بھی اپنے پیش روؤں اور اسلاف کے لگائے گئے شجر استقامت کی اپنے خون سے آبیاری کی، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، علامہ ابن تیمیہؒ، مرزا مظہر جان جاناں، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، پھر ان کی اولاد پر 1857ء کی جنگ آزادی کے ہیرو علامہ رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے رفیق سفر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پھر غازی علم دین، امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الہند اور مولانا حسین احمد مدنیؒ پھر ان کی روحانی اولاد امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ، مولانا ایثار القاسمیؒ، مولانا شعیب ندیمؒ، مولانا مختار سیال، حضرت فاروقی شہیدؒ، مولانا اعظم طارق شہیدؒ، علامہ حیدری شہیدؒ وغیرہ ہم نے جان دے دی مگر اسلام کی عزت پر آنچ نہیں آنے دی، آج نتیجہ یہ ہے کہ تاریخ ان حضرات کو سلام پیش کرتی ہے۔

ہماری جماعت بہ نسبت دوسری مذہبی جماعتوں کے مصائب و آلام کا زیادہ شکار ہے۔ ان مصائب کا مقابلہ استقامت کے بغیر ناممکن ہے، کارکن کا صاحب استقامت ہونا بڑا ہی ضروری ہے بلکہ جماعتی زندگی میں اگر استقامت کو ریڑھ کی ہڈی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا اس

بقیہ صفحہ نمبر 32 پر

1985 سے لے کر اب تک ہماری تحریک کا یہ عرصہ قربانیوں سے بھرا پڑا ہے شاید ہی کوئی ہفتہ ایسا گزرا ہو گا جس میں عام کارکن سے قائد تک جان کا نذرانہ نہ پیش کیا گیا ہو۔

متنازعہ عدالتیں ...... متضاد فیصلے

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟

کفر کی حکومت قائم رہ سکتی ہے ظلم کی نہیں!

محمد ذیشان معاویہ

صدیوں پرانا مقولہ ہے کہ کفر کی حکومت قائم رہ سکتی ہے ظلم کی نہیں......اسلام کی روشنی پھیلنے سے قبل کی ظلمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس دور کی برائیوں سے، نفرت کا اظہار کرتے ہوئے......کفار کے ظلم وستم کا تذکرہ ناانصافی، بدعہدی اور عدل کے قتل کی ہر کوئی مذمت کرتا ہے......چاہے کوئی شدت پرست مولوی ہو، یا کوئی روشن خیال، معتدل مزاج جدید دور کا مفکر......اور کیوں مذمت نہ کرے کہ ظلم ہے ہی اس قابل کہ اس کی مذمت کی جائے اسلام نے عدل وانصاف پر مبنی نظام دیا......محبت واخوت پر قائم معاشرہ دیا......اسی عدل کے پرچار کے سبب اسلام پھیلا اور پھیلتا چلا گیا، پھر جب...... جہاں جہاں......جس جس......دور میں مسلمانوں نے انصاف اور عدل کے اس الٰہی قانون کو اپنایا ہر زمانے ہر قریے اور ہر خطے میں ان کی عظمت وسطوت کا چرچا رہا......تاریخ نے ظلم کے پجاری صدیوں پرانے نظام ہائے حکومت وسلطنتوں کے غرور کو خاک نشینوں کے پیروں تلے روندتے دیکھا۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے بادشاہ وقت کو خادم بن کر قوم کی خدمت کا درس دیا، ساتھ ساتھ اس کو قانون اور آئین کا اس قدر پابند کیا کہ قاضی کی عدالت میں وقت کا خلیفہ بھی ملزم کے کٹہرے میں کھڑا ہوتے ہوئے جھجھک محسوس نہیں کرتا تھا۔

لیکن زمانہ بدل گیا ...... بدلا تو کیا بدلا......کہ اسلام کی جگہ روشن خیالی نے لے لی۔ قانون کی جگہ شخصیات کی ''میں میں'' نے لے لی...... آئین خوبصورت چھپائی اور دلکش ودیدہ زیب کتابوں کی زینت ہی بن کر رہ گیا......اس کی جگہ نظریہ ضرورت نے لے لی......عدل و انصاف ناپید ہی نہیں......قصہ ہائے پارینہ بن گئے۔ زاویے بدلے......سوچوں نے کروٹ لی......فون کی گھنٹیوں پر قوم کا مستقبل سنوارنے، ملک بچانے اور ترقی کرنے کی خاطر ''یوٹرن'' ہی نہیں لیا گیا بلکہ مخالف سمت چلنے کی روش اپنالی گئی......اپنوں سے دشمنی اور غیروں سے دوستی کے لئے وہ کچھ کیا گیا کہ زمانہ پناہ مانگتے بھی شرم کھائے ......ترقی تو کیا ہوتی مہنگائی نے ڈیرے ڈال دیئے......غربت نے کہاں ختم ہونا تھا؟......غریب مکاؤ مہم زور پکڑتی گئی......آئے روز غربت سے تنگ آ کر خود کشی کرنے کا رواج زور پکڑتا گیا......کیا قومیں اس طرح ترقی کرتی ہیں؟ کیا اپنے ماضی......اپنا مذہب دین دھرم اپنے اقدار......اپنی روایات سب کچھ بدل ڈالنا اور غیروں کے کلچر کو فروغ دینا ترقی ہے؟ بات ذرا سی دوسری طرف نکل رہی ہے......لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس معاشرے میں انصاف ناپید ہو، عدل کو جگہ نہ ملے، اس کا حشر یہی ہوا کرتا ہے۔ حکمران طبقہ دہشت گردی کیخلاف عالمی جنگ میں پہلی صف میں جگہ ملنے پر خوشی سے پھولے نہیں سما رہا......لیکن اس جنگ نے غیروں میں جس قدر ان کو جگہ دی ہے کاش انہیں بتلائے کہ اپنوں میں آج ان کی کیا وقعت رہ گئی ہے؟ آج حکمران گھر سے نکلنے سے قبل میلوں تک کے علاقے کو خالی کروانے......کرفیو لگانے اور فضائی نگرانی میں اپنے ہی ملک میں سفر کرنے پر کیوں مجبور ہیں؟ کیا یہ ہمارے ہی ملک کے باسی نہیں؟ کیا یہ ہمارے ہی حکمران نہیں؟ یقیناً ہیں لیکن آخر کیوں اس قدر خوف زدہ ہیں؟ بڑے شعلوں سے نہ ڈرنے والے آتش گل سے کیوں خوفزدہ ہیں۔ اس کی ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ ہم غیروں کا بوجھ اپنے سر اور کندھوں پر اٹھائے پھر رہے ہیں......حالانکہ ہمیں ضرورت تو اپنے ملک پر توجہ دینے کی تھی......یہاں کون سے شعبہ پر توجہ کی ضرورت نہیں؟ ہر ادارے، ہر محکمے میں آوے کا آوا بگڑا ہے والی کیفیت ہے اور ہم ہیں کہ فرنٹ لائن سٹیٹ بنے پھرتے ہیں، یہ عوام دوستی، ملک سے محبت اور ترقی کی راہ ہے یا تباہی کا کنواں؟

ہمارے غریب کو نہ طیش کی تھپکی چاہئے......نہ بیرونی دنیا میں بڑھتے ہوئے قومی وقار سے اسے غرض ہے......عوام کو امن چاہئے......روٹی چاہئے......روزگار چاہئے......انصاف چاہئے......لیکن انصاف اور عدل تو ہم نے کب کا دیس نکالا کر دیا ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ انصاف کے بھی معیار مقرر ہیں۔ عدالتوں کے ساتھ ساتھ انصاف بھی خصوصی ہوتے ہوئے مخصوص طبقے کیلئے خاص ہو کر رہ گیا ہے......اس ضمن میں ایک ہی مثال لیجئے۔ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت قائم خصوصی عدالتوں کے لئے قیام کو عرصہ ہوا لیکن نہ تو دہشت گردی کا انسداد ہو سکا......نہ ہی امن قائم ہوا کہ عدالتیں شاید بنی ہی کسی ایک مقدمے کیلئے تھیں......راولپنڈی کی ایک خصوصی عدالت نے ماضی میں فرزند راولپنڈی کو جب ایک کیس میں سزا سنائی تو وہ چیخ اٹھے۔ بےنظیر کے خلاف جب فیصلہ آیا تو اس نے ان عدالتوں کو کینگرو کورٹس کے خطاب سے نوازا تھا۔ لیکن آج وہی چہرے ان عدالتوں کو انصاف کا منبع کہنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لیکن یہاں انصاف کے پیمانے بدلے ہوئے ہیں......آئے روز علماء کی شہادتوں کا المناک اور شرمناک سلسلہ جاری ہے اولاً تو ان کے قاتل ہی ہاتھ نہیں آتے......افسوس کہ قاتل بھی صرف علماء کے نہیں پکڑے جاتے اگر پکڑے بھی جاتے ہیں تو باعزت بری کر دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ گزشتہ سال کے آخر میں تو ایسے فیصلے آئے کہ ان عدالتوں کے متضاد فیصلوں کو دیکھ کر ان کے متنازعہ ہونے کا گمان ہونے لگا تھا ایک تجزیئے کے مطابق سال 2002ء تا 2004ء صرف راولپنڈی شہر کی خصوصی عدالتوں میں دہشت گردی ایکٹ کے تحت ساٹھ کے قریب مقدمات کا فیصلہ ہوا، جہاں یہ مقدمات متعصب شیعہ پولیس سی پی او کی ظالمانہ پالیسی کا نتیجہ تھے۔ وہاں عدالتوں نے بھی ان مقدمات میں بے گناہ نوجوانوں کو صرف کالعدم مذہبی تنظیموں سے تعلق کے جرم میں کڑی سے کڑی سزائیں دیں۔ جبکہ اعلیٰ عدالتوں نے بعض سزائیں کالعدم قرار دے کر ملزم بری بھی

کر دیئے۔ اس پورے دو سال کے عرصہ میں بننے والے تمام مقدمات حیرت انگیز طور پر سنی نوجوانوں کے خلاف تھے۔ جن میں علماء، خطباء، طلباء، اور دیگر مذہبی لوگ شامل تھے۔ جبکہ انہی عدالتوں میں اس دو سال کے عرصے میں صرف ایک مقدمہ شیعہ فرقے کے رہنماؤں کیخلاف رجسٹرڈ ہوا یہ بھی معمولی نہیں...... جرنیل اسلام رکن قومی اسمبلی مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ اور ان کے محافظ کا قتل تھا۔ اس مقدمے میں تین ملزم نامزد کئے گئے تھے۔ گزشتہ سالوں میں مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے تمام نامزد ملزمان کو باعزت بری کر دیا گیا...... جبکہ اسی عدالت نے اسی ماہ ایک اور مقدمہ میں جو کہ نامعلوم افراد کے خلاف رجسٹرڈ ہوا تھا چار افراد کو موت اور ایک کو سات سال قید کی سزا سنائی۔

قارئین کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ جن مذکورہ ملزمان کو سزا ہوئی سب کی بے گناہی کے بے شمار ثبوت ہیں جو انہوں نے اعلیٰ عدالتوں میں اپیل کیلئے تیار کئے ہیں۔ لیکن ان کا اصل جرم تو یہی تھا کہ یہ ایک مذہبی جماعت سے تعلق یا محبت رکھتے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں انصاف کے کیسے معیار قائم ہیں؟ ساجد نقوی کی بریت اگر حکومتی پالیسی کا نتیجہ تھی یا خوشنودی مقصود تھی تو...... ملت اسلامیہ سے تعلق کے جرم میں گرفتار بے گناہ اسیروں کو پھانسی کی سزا سنا کر کس کو خوش کیا گیا؟ کیا اس معیار عدل کے نتیجہ میں امن نکل آئے گا؟ یہ سوچنا سب کا کام ہے اور اس کا نتیجہ نکالنا حکومت کے ذمہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جس معاشرے میں انصاف ناپید ہو عدل کو جگہ نہ ملے اس کا حشر یہی ہوتا ہے جو اب پاکستان میں ہو رہا ہے

افسوس اس بات کا ہے کہ اس بدلتے ہوئے اور دوہرے معیار انصاف کے خلاف لکھنے، بولنے اور احتجاج کرنے سے بھی ہر کوئی گریزاں ہے۔ آخر کیوں؟ علماء کی شہادتوں کے قاتلوں کو اس قدر چھوٹ تو آئے روز علماء کی شہادتوں کی صورت میں سامنے آ رہی ہے

لیکن بے گناہوں کو سزائیں دلوانے سے خدا کا وبال کس پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بے انصافی کی پکڑ سے پورے ملک کی حفاظت فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ مثالی کردار

لئے کارکن استقامت کو اپنا لباس سمجھے اور اسے کسی قیمت پر نہ اتارے۔

آزادانہ مطالعہ اور مناظرانہ ذہنیت:

1985ء سے لے کر اب تک ہماری تحریک کا یہ عرصہ قربانیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس طویل عرصہ میں شاید ہی کوئی ہفتہ ہو کہ جس میں سرزمین پاکستان پر ایک عام کارکن سے لے کر قائد تک نے جان کا نذرانہ پیش نہ کیا ہو، یہ واقعات دشمن کا عملی حصہ ہوتے ہیں۔ لیکن اب دشمن صحابہؓ نے انٹرنیٹ اور دیگر تبلیغی اندازوں میں ہماری ایک بھولی بھالی قوم کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے، چونکہ ہماری اکثریت شیعیت زدہ ہے اس لئے جلد ہی وہ کفر و زندقہ کے گڑھے میں چلے جاتے ہیں۔

شیعیت نے یہودیت کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ اس لئے جس شخصیت نے بھی شیعہ کے کفریہ عقائد کو طشت ازبام کرنے کی کوشش کی اس کی آواز کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا گیا، ہمیں دشمن کی اس روش اور چال کو مدنظر رکھ کر منصوبہ بندی کرنی ہے۔

ان حالات پہ قابو پانا بھی کارکن کی ذمہ داریوں میں شامل ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب کارکن باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب علم بھی ہو، اس کے پاس ایسے ٹھوس اور وزنی دلائل ہوں کہ وہ دشمن پر گرفت کر سکے اس لئے ضروری ہے کہ وہ مخالف فرقے کی کتب کا مطالعہ کرے، قابل اعتراض عبارات پر کارکن کی گہری نظر ہو جبکہ اپنے مذہب کی بھی کچھ کتابیں پڑھے مثلاً منہاج السنہ از علامہ ابن تیمیہؒ، تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیزؒ، ازالۃ الخفاء از شاہ ولی اللہؒ، ہدایت الشیعہ از علامہ رشید احمد گنگوہیؒ، ہدیۃ الشیعہ از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، آیات بینات از نواب مہدی علی خان، تحقیق فدک از مولانا احمد شاہ بخاریؒ، ایرانی انقلاب استفتاء اور خمینی اور شیعہ کے بارے میں علماء کا متفقہ فیصلہ از مولانا محمد منظور نعمانیؒ، شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم از مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، تاریخی دستاویز از مؤرخ اسلام حضرت فاروقی شہیدؒ، قاتلانِ حسین کی شناخت از علامہ عبدالشکور لکھنوی و دیگر تمام کتب بڑی فائدہ مند ہیں۔

خطرات سے بچنے کی تربیت:

ہماری عادت ہے کہ جب ہمارا کوئی عزیز بیمار ہوتا ہے، تو ہم اسے مولوی صاحب کے پاس لے جاتے ہیں، مولوی صاحب سورہ یٰسین پڑھ کر دم کرتے ہیں لیکن افاقہ نہیں ہوتا پھر حکیم کے پاس چلتے ہیں پھر بھی آرام نہیں آتا پھر شہر کا رخ کرتے ہیں چھوٹے ڈاکٹر کے پاس اپنے مریض کو لے چلتے ہیں پانچ چھ ڈاکٹروں کے پاس سے ہو کر مایوس ہو کر مریض کو ہسپتال لے چلتے ہیں، چیر پھاڑ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، پیٹ کے اندر کی بیماری دور کر کے ڈاکٹر حضرات ٹانکے لگا دیتے ہیں، ایک ماہ یا دو ماہ بعد زخم مندمل ہو جاتے ہیں، مریض جو کبھی چلنے پھرنے سے قاصر تھا آج دوڑتا نظر آ رہا ہے ہمارے آخری نبی ﷺ کی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک پہلو یہ کہ شروع میں زبان سے تبلیغ جاری رکھی کچھ حضرات نے دعوت حق کو قبول کیا، کچھ نے ٹھکرا دیا، دھیرے دھیرے تبلیغی سرگرمیاں تیز ہوئیں کفار نے خطرے کے پیش نظر ہتھیار اٹھا لئے کہ یہ بڑھتی ہوئی دعوت قبل اس کے پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے، یہیں ٹھنڈی کر دی جائے، ردعمل کے طور پر نبی کریم ﷺ نے کیا کیا؟ ہر کارکن اور راہنما کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے خطرات کا صحیح معنوں میں جائزہ لے کر اپنی زندگی کا شیڈول مرتب کرے۔

"ذٰلک فی کتاب مسطوراً"

☆☆☆☆☆☆

"تحفظ ناموس صحابہ کیلئے دارُالنعیم ہے"

(حضرت مولانا عبدالغفور ندیم شہید اور شہداء)

(تحفظ ناموس صحابہ کو خراج تحسین)

ہر حال میں جہنم رسید ہے وہ داخل جحیم ہے
جو بدبخت لعین قاتل حضرت ندیم ہے
واللہ وہ زندہ ہے یہ فرمان رب کریم ہے
برستی ہے ان کی تربت پہ لیل ونہار اللہ کی رحمتیں
تحفظ ناموس صحابہ کیلئے دارُ النعیم ہے
شہادت تو سعادت ہے موت سے ڈرتے نہیں
کاروان جھنگوی ہے رواں دواں، رب رحیم ہے
جھنگوی، قاسمی، فاروقی و اعظم کے بعد
حیدری، شعیب، احمد بخش اور گیا اب ندیم ہے
قافلہ جھنگوی کا ہر فرد شہادت کے انتظار میں
عدوان صحابہ کیلئے اللہ کا عذاب الیم ہے
حافظ عبداللہ شہید کے جسم کو راکھ کر دیا
ارشاد قانون ہے کہاں؟ حکمرانوں کی عقل ہی سقیم ہے

CamScanner

آخر اصلی قرآن کہاں ہے؟

سابقہ شیعہ مجتہد سید احمد رضا شاہ قمی کا اہل تشیع سے سوال!

قارئین! میرے سابقہ مذہب کے ماننے والوں کے نزدیک امت مسلمہ کا موجودہ قرآن مجید اصلی اور حقیقی نہیں بلکہ ان کے عقائد باطلہ کے مطابق "الکتاب" سے مراد علی بن ابی طالب ہیں اور مزید یہ کہ موجودہ قرآن مجید شیعوں کے نزدیک تغیر وتبدل کا شکار اور تحریف شدہ ہے، بادی النظر اور قارئین کرام کے ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعان علی کا وہ اصلی اور حقیقی قرآن مجید کہاں ہے؟ کس کے پاس محفوظ ہے؟ جس میں ولایت علی کا ذکر خیر، ولایت اور وصایت علی کی تاکید، بارہ اماموں کا پاکیزہ تذکرہ، ان کے ائمہ معصومین کی خلافت وامامت کا بیان، مقالات سب وشتم صحابۃ الرسول، بالخصوص ملاعن ومطاعن اصحاب ثلاثہ (ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور تمام صحابہ کرام کے عدم ایمان اور کفر صریح کا ذکر موجود ہو، آخر کہاں ہے؟ کس کے پاس ہے؟ اور رشد وہدایت کا وہ آسمانی صحیفہ جو کہ امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی پر نازل ہوا تھا شیعان علی نے کہاں غائب کیا؟ جو کہ ابھی تک ہدایت ربانی سے محروم اور صراط مستقیم پر چلنے سے قاصر اور کوسوں دور ہیں۔

قارئین کرام! شیعہ مجتہد مولوی مقبول احمد دہلوی اس حقیقت حال سے پردہ اٹھاتے ہوئے مذکورہ اندیشہ کو یوں حل کرتا ہے:

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ (یوسف 49)

کہ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر امام مہدی کا حق ہے۔"

(قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی صفحہ 479)

مذکورہ بالا آیت کریمہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

"پھر ایک برس ایسا آئے گا جس میں لوگ بارش پائیں گے اور اس میں رس نچوڑیں گے۔"

اور اسی طرح مقبول احمد دہلوی انشراح صدر کے ساتھ ایک دوسرے مقام پر واضح لفظوں میں یوں تحریر کرتا ہے:

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾

(سورۃ واقعہ آیت 79,78,77)

کہ ان مذکورہ آیات ثلاثہ سے مراد وہ حقیقی قرآن مجید ہے جو قائم آل محمد (امام مہدی) آخری وقت میں جب ظہور فرمائیں گے وہ اصلی اور حقیقی قرآن مجید اپنے ساتھ لائیں گے اور تمام لوگوں کو اسی قرآن مجید پر چلائیں گے اور تمام قواعد وقوانین اسی کے مطابق جاری کریں گے۔"

شیعہ بے چارے صدیوں سے اس انتظار میں ہیں کہ ان کے امام مہدی آکر اصلی قرآن دنیا کے سامنے پیش فرمائیں۔

(قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی صفحہ 171,170)

مذکورہ بالا تینوں آیتوں کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

"تحقیق یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے، ایک محفوظ کتاب میں ثبت جسے نہ چھوئیں سوائے پاکیزہ لوگوں کے۔"

میرے محترم قارئین کرام! حیران کن اور تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ جب حضرت علی ؓ اپنی باری آنے پر تخت خلافت و امامت پر تشریف فرما ہوئے تو بقول شیعہ اس وقت کے محبان اہل بیت علی حسب حاجت عرض کرتے ہوئے کہنے لگے کہ:

"اے ہمارے امام عالی مقام! آپ کو حقوق غصب شدہ آل محمد ﷺ کی دردناک داستان کیونکر سنائیے، جناب امام عالی مقام سے کونسی بات مخفی ہے؟ کہ موجودہ قرآن تغیر وتبدل کا شکار اور تحریف شدہ ہے اور ائمہ معصومین کرام" کے فضائل و مناقب دشمنان اہل بیت (اہل سنت) نے نکال دیئے ہیں ان ستودہ صفات اور تمام آیات کو داخل فرما کر نئے سرے سے قرآن مجید کی تجدید اور اصلاح فرمائیں۔"

یہ ہمارے پیروکاران اہل بیت کے لئے بہت بڑا کارنامہ اور احسان عظیم ہوگا، تمام مکاتب فکر اہل سنت کے خلیفہ چہارم اور شیعوں کے پہلے امام حضرت علی نے اپنے پیرو کاروں کے جواب میں یوں فرمایا کہ:

"آج اس کا موقع نہیں ہے کہ قرآن مجید کی اصلاح کر کے عوام الناس کو ہیجان میں لایا جائے۔"

(قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی صفحہ 1067)

قارئین کرام! مذکورہ حوالہ جات پڑھ کر آپ کے سامنے بطور نتیجہ چند خاص امور روز روشن کی طرح واضح ہوئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) ناظرین کرام! مذکورہ تمام حوالہ جات اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ امت مسلمہ کے پاس جو موجودہ قرآن مجید ہے اسے فرقہ شیعہ اصلی اور حقیقی تسلیم نہیں کرتا۔

(2) اسی فرقہ شیعہ کے نزدیک امت مسلمہ کا موجودہ قرآن کریم انسانی دست برد سے محفوظ نہیں بلکہ انسانی کارستانیوں کے ہوتے ہوئے تغیر وتبدل کا شکار اور تحریف شدہ ہے جبکہ اس کے برعکس اصلی حقیقت حال یہ ہے کہ موجودہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے ارشاد ربانی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾

(سورۃ الحجر آیت 9)

"تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر یعنی قرآن اور ہم ہی ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔"

(3) ان کے عقیدہ کے مطابق ان کے تمام ائمہ معصومین کرام مشکل کشا اور حاجت روا تھے جو انہونی کو ہونی اور ہونی کو انہونی کردیتے تھے، ہست کو نیست اور نیست کو ہست کردینے کی طاقت اور قدرت رکھتے تھے اور اب بھی ان کا یہی عقیدہ ہے کہ وجود وعدم کے مالک، پیدائش مخلوق کی چابی رزق کی کشادگی اور دیگر تمام امور کے حل کرنے والے ائمہ معصومین کرام ہیں لیکن تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کے بعد ان کے ائمہ معصومین کرام اتنے بے بس اور مجبور محض تھے کہ قرآن

مجید کی اصلاح جو کہ اہم ترین تھی نہ کر سکے وہ ان کی مافوق الفطرت مشکل کشائی اور حاجت روائی کس طرح کریں گے ؟ کیا ان شیعوں کے نزدیک اصلاح قرآن مجید سے بھی بڑی مشکل اور حاجت ہے؟

(4) شیعوں کے مشکل کشا اور حاجت روا بارہ امام اسی وقت قرآن مجید کی اصلاح فرماتے تو حقیقتاً مصیبت ٹل جاتی، لیکن مصیبت ٹل جانے کی بجائے الٹا محبان اہل بیت کیفیت ہیجان سے دوچار ہو کر گوناگوں حالات میں پھنس جاتے اور مزید یہ کہ ان کے مشکل کشا اور معصومین کرام کہنے لگے کہ ہنگامی حالات اجازت نہیں دیتے بصورت دیگر زمین میں فساد و بغاوت برپا ہو جائے گا اور معصومین کرام اور ان کے نام نہاد پیروکار دونوں مشکلات و مصائب کے دریا میں بہہ جائیں گے اور ان کا نام و نشان بھی نہیں رہے گا۔

(5) فرقہ شیعہ کا موجودہ قرآن مجید پر ایمان و ایقان نہیں اور فرحت ذہنی کی خاطر از راہ ذوق و شوق اس قرآن مجید کو تقیہ کے طور پر پڑھتے ہیں جس طرح عام لوگ ذہنی عیش پرستی کے لئے ناول اور ڈائجسٹ پڑھتے ہیں گو شیعہ لوگ ایک منافقانہ روش اپنا کر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ عام سادہ دل لوگ یہ بات باور کر لیں کہ واقعی ہم اسی قرآن مجید کو پڑھتے اور مانتے ہیں۔

بے شک شیعوں کا قرآن ان کے امام مہدی اپنے ساتھ غار میں لے گئے تو پھر دوسرے لوگوں پر الزام تراشی کا مقصد کیا ہے؟

(6) بڑی خوشخبری والی بات یہ ہے کہ قیامت تک آنے والے لوگوں میں سے ہدایت ربانی سے محروم ہونا شیعوں کے مقدر میں لکھا ہوا ہے اور بھٹکے ہوئے تاریک ترین اور ظلمتوں کے بھرے راستوں پر گامزن ہونا اس چلنے والے گم کردہ کارواں کی طرح جو ایک غیر متعین منزل کی طرف رواں دواں ہوا سے نہ متعین منزل کی شناخت نہ اتنے بڑے سفر دراز کے لئے زاد راہ اور نہ ہی راستے کی روشنی سب کچھ مفقود ہے۔

(7) امر واقعہ یہ ہے کہ شیعوں کا قرآن مجید ان کے امام مہدی اپنے ساتھ غار میں لے گئے ہیں پھر دوسرے بے قصور عوام پر الزام تھوپنے اور کوسنے کا مقصد کیا؟ کہ خواہ مخواہ ان بے قصور عوام الناس کو مورد الزام ٹھہرایا جائے شاید وہ اس لئے کہ ان کا حقیقی قرآن مجید ان کے امام مہدی اپنے ساتھ لے گئے ہیں کہ حُب اہل بیت کے دعویدار لائق ہدایت نہیں لائق عداوت ہیں۔

شاباش! امام ایسے ہی لائق تحسین ہوا کرتے ہیں۔

قیامت تک آنے والے لوگوں میں ہدایت ربانی سے محروم ہونا شیعوں کے مقدر میں لکھا ہوا ہے۔ یہ لوگ ایک غیر متعین منزل کی طرف رواں دواں ہی نہیں بلکہ اتنے بڑے سفر کے لئے زاد راہ سے بھی محروم ہیں

(8) شیعہ بے چارے اس انتظار میں ہیں کہ امام مہدی تشریف لائیں گے اور اپنے ساتھ حقیقی اور اصلی قرآن مجید لائیں گے تب یہ بے ایمان لوگ جو ابھی تک نعمت ایمان سے محروم ہیں ایمان لائیں گے اور اسی قرآن مجید کے قوانین و ضوابط اپنے اوپر جاری کریں گے، تب رشد و ہدایت کا سرچشمہ پا کر ہدایت ربانی سے سرفراز ہوں گے اور پھر ان کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب ہوگی۔

برادرانِ اسلام! ایک بات بالکل واضح ہوئی کہ جب تک ان کے امام مہدی نہیں آئیں گے اس وقت تک خالی حب اہل بیت کی خواب آور گولیاں کھا کر عالم مدہوشی میں زندگی بسر کرتے رہیں گے۔

(9) شیعوں کے امام مہدی اتنے مجبور و بے کس تھے کہ وہ گردش ایام کے جھونکے سے گھبرا کر سوئے غار گوشہ تنہائی میں تشریف لے گئے اور ستم بالائے ستم یہ کہ منبع رشد ہدایت صحیفہ آسمانی اور امت مسلمہ کا حقیقی قرآن مجید بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں امام مہدی خود تو ہدایت والی زندگی گزار رہے ہیں مگر اپنے معتقدین، محبان اہل بیت کو ایسے بے ہدایت چھوڑ گئے ہیں جو کہ معاشرہ انسانیت کے لئے ناسور اور متعدی بیماریوں کے ساتھ برسرعام کھلے بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔

گو یہ نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

(10) شیعوں کے نزدیک ان کے بارہ امام اور بقول ان کے پیغمبر اسلام جناب محمد رسول ﷺ جناب علی کی ولایت کا اعلان کرنے سے کتراتے تھے، کئی بار وحی الٰہی آنے کے بعد بھی تاخیری حربوں سے کام لیتے تھے اور اتنے سخت مشکلات و مصائب میں مبتلا تھے کہ صحابہ کرام سے جناب علی کی ولایت کے بارے میں بات نہیں کر سکتے تھے اور بالآخر آخری وقت میں جان چھڑانے کی خاطر دبے لفظوں میں پیغمبر اسلام نے حضرت علی کی ولایت کا اعلان فرمایا:

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان
آنکھوں کو بند کرتے ہیں بس ذرا دیدار کیلئے

☆☆☆☆☆☆

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے.....؟

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ (بانی و سرپرست)
شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)
شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ (سرپرست)
شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ (صدر / ایم این اے)
شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ
شہادت 17 اگست خیر پور سندھ (خیر پور جلسے سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔۔ یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ ''نظام خلافت راشدہ'' کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران ان کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔

اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ

''میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔''

دستخط ....

CS CamScanner

انہیں رسوا اور بدنام کرنے کی مہم پر نکل آئے۔

(ایف) پاکستان پیپلز پارٹی کے وزیر مملکت برائے داخلہ تسنیم احمد قریشی نے بھی مولانا احمد لدھیانوی کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ان کے اعزاز میں عشائیہ دیا تھا۔ کیا کوئی یقین کرے گا کہ اس عشائیے میں مولانا احمد لدھیانوی کی جانب سے پیپلز پارٹی کے امیدوار کی حمایت حاصل کرنے میں ناکامی کے بارے میں کوئی بات نہ ہوئی ہو؟ دنیا کے کسی بھی معیار پر جانچا جائے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پیپلز پارٹی کے وزیر مملکت برائے داخلہ جو کام کریں وہ تو درست کہلائے اور وہی کام میری کابینہ کے معزز رکن رانا ثناء اللہ خان کریں تو انہیں بدنام کرنے کی مہم شروع کردی جائے؟

(جی) جہاں ق لیگ کے رکن قومی اسمبلی شیخ وقاص احمد کی اس سیاسی چال کا تعلق ہے کہ 18 فروری 2008 کے الیکشن میں ان سے شکست کھانے والے مولانا احمد لدھیانوی اور دیگر بہت سے سیاسی مخالفین کو ایک ہی تیر سے نشانے پر لیا جائے، اسے بدنام زمانہ این آر او کی پارٹنر دو سیاسی جماعتوں کے مابین ملی بھگت نہ بھی کہا جائے تو یہ مایوس کن ضرور ہے۔ اپنے مقامی مخالف مولانا احمد لدھیانوی کو غیر ضروری پوائنٹ سکورنگ میں الجھانے کے حوالے سے شیخ وقاص کے پاس کوئی جواز ہوگا لیکن صوبائی گورنر تو زیادہ ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرتے۔ ان سے یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ محض آئین کے آرٹیکل 248(2) کا سہارا لے کر جھیل پر جمی برف کی باریک تہہ پر بے دھڑک پاؤں رکھ دیں گے۔ بہر حال، کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ گورنر پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کے لئے ایک قابل رشک مثال بنیں اور خاص طور پر عمر کے حساس حصے میں شامل لوگوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ قانون کی ہر حال میں پابندی کریں۔

(ایچ) جہاں تک ایک کالعدم تنظیم سے مبینہ تعلق رکھنے والے طالب قیامت اور جیو کا تعلق ہے، جن کا آپ کے خط کے پیرا نمبر 7 میں تذکرہ کیا گیا ہے، گورنر صاحب اپنا ریکارڈ درست کرلیں کیونکہ انہیں اس بات سے آگاہ رکھنے کی کوئی روایت ماضی میں نہیں ملتی کہ کونسا قیدی کیوں رہا کیا گیا۔ طالب قیامت کو ہائی کورٹ سے بری ہونے کے بعد تین ماہ پہلے رہائی ملی تھی۔ جیو نے بھی اپنی سزا پوری ہونے پر کورٹ آف لاء سے رہائی حاصل کی ہے۔ پاکستان کے آئین کے تحت یہ ضروری ہے کہ عدالتی فیصلوں کا احترام کیا جائے۔ کسی کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی ذاتی رنجش کی بنا پر ریاست کے اعلیٰ عہدیداروں اور دنیا بھر کو یہ کہہ کر گمراہ کرتا پھرے کہ میری انتظامیہ بعض ایسے خطرناک لوگوں کی سرپرستی کررہی ہے جو ریاست کے لئے خطرے کا باعث ہیں۔

(آئی) آخر میں یہ ضرور کہوں گا کہ نومبر 2007 میں بطور نگران وفاقی وزیر آپ نے پی سی او کے تحت جو حلف اٹھایا تھا وہ آپ کو اس بات سے نہیں روکتا کہ آپ اپنے موجودہ عہدے پر رہتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 4 اور 5 کے مطابق وفاداری کے ساتھ نظام عدل کی اطاعت نہ کریں۔

میں اپنے خط میں دیئے گئے موقف کی بنیاد پر اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو ایڈوائس دوں کہ بدنیتی اور بے بنیاد سیاسی الزامات پر مبنی اپنا خط واپس لیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ گورنر پنجاب اس بات پر بھی سنجیدگی سے غور کریں گے کہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ایسے اہانت آمیز اور بے بنیاد الزامات لگا کر آپ نے محض اپنے تخیل کی تسکین کی ہے۔ آپ سوچیں کہ کیا اس میں پاکستان کی خدمت کا کوئی پہلو ہے؟ کیا یہ آپ کے سرکاری فرائض میں شامل تھا یا بار بار اس طرح کے

شائستگی سے عاری رویے کے باوجود جو پارٹی آپ کی سرپرستی کر رہی ہے، اسے اپنے اس طرزِ عمل کا دوبارہ جائزہ لینا چاہیے۔ پنجاب کے 10 کروڑ عوام توقع رکھتے ہیں کہ صوبہ کا سب سے بڑا آئینی عہدیدار زیادہ ذہنی بالیدگی کا حامل ہو۔

میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں، بادلِ نخواستہ، اپنے خط کی ایک کاپی صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کو بھجوانے کے علاوہ چیف الیکشن کمشنر کو بھی بھجوا رہا ہوں تاکہ وہ اس پر مزید جو بھی کارروائی ضروری سمجھیں، عمل میں لائیں۔ اس میں موجودہ گورنر کے ساتھ ماہرین نفسیات کی کونسلنگ ممکن بنانا بھی شامل ہے۔ مزید برآں، گورنر صاحب مجھے لکھا گیا اپنا خط خود میڈیا میں اشاعت کے لئے دے چکے ہیں، اس لئے میں بھی اپنا خط میڈیا کو جاری کر رہا ہوں تاکہ عوام اس پر اپنی رائے دے سکیں۔''

XXXXXXXXXXX

میاں محمد شہباز شریف

وزیر اعلیٰ پنجاب

مارچ ۲۰۱۰ء

بقیہ سنی نما شیعہ مصنفین کی نقاب کشائی

کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب علی اور فاطمہ تھے تو کیا حضور ﷺ کا محبوب ترین شخص وہ ہے جسے دین اسلام پر مرنا بھی نصیب نہیں؟ اور ایسی روایت کے ہوتے ہوئے سیدہ عائشہ کے خیالات کیا وہ ہو سکتے ہیں جو ابن ابی الحدید نے لکھے ہیں۔

اس کے بعد جناب عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی کہ یہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ آل ابی طالب کو اپنا دوست نہیں سمجھتے حالانکہ تمام صحابہ کرام اہل بیت کو اپنی ذات سے بھی مقدم سمجھتے تھے مناقب ابن شہر میں فاروق اعظم کے مال تقسیم کرنے کا واقعہ اور ان کے بیٹے عبداللہ کا اعتراض کہ ابا جان آپ نے حسنین کریمین کو مجھ سے دگنا حصہ عطا فرمایا اس کے جواب میں جناب فاروق اعظم کا یہ قول موجود ہے کہ عبداللہ! ان کی والدہ تیری والدہ سے بہتر ان کا نانا تیرے نانا سے بہتر ہے۔ اس تصریح کے ہوتے ہوئے حضرات صحابہ کرام کو ابن ابی الحدید نے بدنام کرنے کی کوشش کی یہ حضرت سمرہ بن جندب کو دین فروش اور لالچی ثابت کرنا چاہا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر یہ الزام کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ کو معاذ اللہ منافق سمجھتے تھے، پھر حق شیعیت ادا کرتے ہوئے حضرت عمار بن یاسر کو بھی معاف نہ کیا اور ابو موسیٰ اشعری کے فرزند ابو بردہ کو عمار بن یاسر کے قاتل کے ہاتھ چومنے والا بنا کر پیش کیا اور آخر میں تقریباً 37 حضرات کے نام درج کر دیئے جو بقول ابن ابی الحدید دشمنانِ علی تھے اور اہل بیت سے بغض و کینہ رکھنے والے تھے اسی ابن ابی الحدید کے نقش قدم پر چلتے ہوئے غلام حسین نجفی نے سہم مسموم میں ان حضرات کی فہرست اس عنوان سے لکھی کہ یہ لوگ دشمنانِ علی و آل بیت ہیں بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ ان مذکورہ عقائد کی روشنی میں ابن ابی الحدید کے مسلک و مشرب کے بارے میں کوئی اخفا نہیں رہتا یہ کٹر شیعی ہے اور اس نے اپنی شرح میں شیعیت کی ترویج و اشاعت کی ہے اس لئے غلام حسین نجفی کا اسے سُنی اور اس کی شرح کو اہل سنت کی معتبر کتاب کہنا اسی طرح ہے جس طرح دن کو کوئی رات کہے۔ اللہ تعالیٰ بددیانتی اور خیانت سے بچائے۔

ابن ابی الحدید کے غالی شیعہ ہونے پر امام ابن کثیر کی نص

البدایہ والنہایہ

ترجمہ: عبدالحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن الحسین ابو حامد بن ابی الحدید عزالدین المدائنی جو کاتب اور مکمل شاعر اور غالی شیعہ ہے اس کی ایک کتاب شرح نہج البلاغہ بیس جلدوں پر مشتمل ہے وزیر ابن علقمی (شیعی) کے ہاں اس کا بڑا مقام تھا کیونکہ شیعہ ہونے کی وجہ سے دونوں میں مناسبت اور مقاربت موجود ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد صفحہ 199تا200 ذکر سن 655ھ)

نوٹ:

اب فرمائیے ابن ابی الحدید کے شیعہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے جبکہ شیعی و سُنی علماء نے بالاجماع ابن حدید کو شیعہ کہہ دیا اب اس کو سُنی بنا کر الزامات قائم کرنے یہ بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟

دعا کی درخواست

میاں پرویز اقبال کی والدہ محترمہ کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا تھا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

تمام قارئین سے درخواست ہے کہ والدہ محترمہ کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعائیں فرمائیں۔

صحابیت خود ایک شرف ہے

معیارِ صحابیت

ڈاکٹر علامہ خالد محمود کے قلم سے

مولنا محمد اعظم طارق شہیدؒ نے قومی اسمبلی میں تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہ بل پیش کیا تو ایک شیعہ کرنل نے اراکین پارلیمنٹ کو مطمئن کرنے کے لئے ایک کتابچہ تمام ممبران کو بھیجا جس میں اصحاب رسول ﷺ سے متعلق من گھڑت روایات کا سہارا لے کر ان کا تقدس پامال کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس کے جواب میں علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے معیار صحابیت کے نام سے ایک کتابچہ تحریر کیا جس کا ایک حصہ قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ میں صحابیت خود ایک شرف ہے جو کسی علمی کمال یا عملی محنت پر مبنی نہیں امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا علم ہو یا حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ کا عمل، علم وعمل کا کوئی کمال صحابیت کی برابری نہیں کرسکتا، اس کے لئے صرف ایمان اور صحبت رسول ﷺ شرط ہے، جس نے ایمان کے ساتھ بحالت بیداری حضور ﷺ کو دیکھا وہ یہ دولت پا گیا، بشرطیکہ پھر اسلام پر ہی اس کی موت ہوئی ہو۔

شیعہ کا عقیدہ دربار صحابیت:

بشیر حسین موصوف اپنی حمایت میں نقل کرتا ہے:

''صحابیت بذات خود کوئی منقبت نہیں ہے جب تک کہ صاحب صحابیت میں اس منقبت کی اہلیت نہ ہو۔''

(صفحہ 16)

''اہل تشیع جو اہل قبلہ کا ایک حصہ ہیں عدالت کے اعتبار سے ان کے نزدیک ایک صحابی، تابعی اور متاخر میں ذاتی طور پر کوئی فرق نہیں ہے جو عدالت کا ملکہ وصفت رکھے گا وہی عادل ہوگا چاہے صحابی ہو یا تابعی۔'' (پمفلٹ مذکورہ صفحہ 17)

جب شیعہ حضرات کے نزدیک صحابیت خود کوئی فضیلت نہیں اور اہل سنت کے ہاں یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس کے لئے علم وعمل کی کوئی شرط نہیں، ایمان کے ساتھ صرف صحبت رسول شرط ہے تو ظاہر ہے کہ صحابیت کا معیار بیان کرنے کا حق صرف اہل السنۃ کو ہوگا شیعہ کو نہیں، کیونکہ وہ سرے سے اسے کوئی فضیلت نہیں سمجھتے پس اس کا معیار مقرر کرنے کا انہیں کوئی حق حاصل نہیں ممبران اسمبلی اس پر غور فرمائیں۔

اندر کا ایمان یہاں اسلام سے ظاہر ہوتا ہے

ایمان ایک اندر کی حقیقت ہے جو بذریعہ اسلام ظاہر ہوتی ہے کوئی شخص کسی کے اندر کی بات کو از خود نہیں جان سکتا، سو یہ صرف اسلام ہے، جس کے ذریعہ اس اندر کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے جب تک کسی مسلمان کے بارے میں یہ نہ ثابت ہو جائے کہ اس نے قطعیات اسلام میں سے کس کا انکار کیا ہے، ہم اسے مومن ہی نہیں سمجھیں گے یہ کہیں گے کہ وہ صرف مسلم ہے مومن نہیں۔

مومن، ہم صرف اسے کہہ سکیں گے جو دعویٰ اسلام کے ساتھ قطعیات اسلام میں سے کسی کا درپردہ انکار نہ کرے جب تک ایسا نہ ہو یہ دین متین اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ہر کلمہ گو کے بارے میں شک کرتے رہیں کہ وہ اندر سے مومن ہے یا

> جب شیعہ کے نزدیک صحابیت خود کوئی فضیلت نہیں جبکہ اہلسنت (مسلمانوں) کے ہاں یہ ایسی فضیلت ہے جس کے لئے علم وعمل کی کوئی شرط نہیں، ایمان کے ساتھ محبت رسول شرط ہے تو پھر صحابیت کا معیار بیان کرنے کا حق صرف اہلسنت کو ہی ہوگا۔ شیعہ کو نہیں۔

نہیں...... اور اسے صرف مسلم کہیں اور مومن نہ جانیں۔

بشیر حسین موصوف لکھتا ہے:

اسلام لا نا زبانی چیز ہے جو بھی زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے وہ مسلمان ہے اور یہ

نفاق کے ساتھ بھی جمع ہو سکتا ہے۔ (صفحہ 29)

اہل سنت کے ہاں نفاق اور اسلام جمع نہیں ہو سکتے جب کسی کے نفاق کا پتہ چل جائے تو اب اسے مسلمان نہ کہا جائے گا منافق کہا جائے گا اسلام صرف زبانی کلمہ پڑھنے کا نام نہیں دلی تصدیق اس کے ساتھ لازمی ہے جب کسی کا نفاق کھل جائے اور پتہ چل جائے کہ اسے تصدیق قلبی حاصل نہیں تو اب مسلمان سمجھنے کی ہمارے ہاں کوئی صورت نہیں...... ہاں نفاق اعتقادی نہ ہو عملی ہو تو یہ اسلام نہیں ایمان کے ساتھ بھی جمع ..سکتا ہے۔

ا میں قتال کرنا کوئی اچھی بات نہیں ایک عملی نفاق ہے اس ولوگ مبتلا ہوئے قرآن کریم انہیں بھی مومن کہتا ہے یہ آیت بتلاتی ہے کہ باغی دائرہ اسلام سے باہر نہیں نکلتا وہ باایں ہمہ عمل بغاوت مومن ہے اور سب مومن بھائی بھائی ہیں:

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدیٰ ھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیء الی امر اللہ...... انما المؤمنون اخوۃ فاصلحو بین اخویکم.

(پارہ 26 الحجرات آیت 9)

ترجمہ: ۞ اور اگر مومنوں کے دو فریق آپس میں قتال کریں تو ان میں صلح کراؤ پس اگر ان میں ایک باغی ہو دوسرے پر تم اس سے لڑو جو باغی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے...... بے شک مومن جو ہیں وہ آپس ھائی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرائے

<

اور تو اور خود حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے لڑنے والوں کو بھی حضور

ﷺ نے مسلمان فرمایا اور انہیں دائرہ اسلام سے باہر نہ کیا۔
آپ ﷺ نے حضرت حسن ؓ کی منقبت میں فرمایا:

ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بین فئتین عظیمتین من المسلمین رواہ البخاری (مشکوٰۃ صفحہ 569)

ترجمہ: بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے۔

یہ صلح کون سی ہے؟ وہی جو حضرت علی ؓ کے پیروؤں اور حضرت معاویہ ؓ کے پیروؤں میں ہوئی۔ حضرت علی ؓ نے بھی اپنے ساتھ لڑنے والوں کو کافر یا منافق نہیں کہا، خود شیعہ کی کتاب قرب الاسناد میں ہے:

ان علیا علیہ السلام لم یکن ینسب احداً من اھل حربہ الی الشرک ولا الی النفاق ولکن یقول ھم اخواننا بغوا علینا

(قرب الاسناد لعبداللہ بن جعفر الحمیری صفحہ 45 طبع ایران)

ترجمہ: حضرت علی ؓ بھی اپنے ساتھ لڑنے والوں کو کافر نہ کہتے تھے نہ منافق بلکہ کہتے تھے وہ ہمارے ہی بھائی ہیں (یعنی مومن ہیں) جو ہم پہ چڑھ دوڑے ہیں

آپ نے حضرت معاویہ ؓ اور ان کے ساتھیوں کے ایمان کی بھی گواہی دی:

لا نستزیدھم فی الایمان باللہ والتصدیق برسولہ ولا یستزید وننا الامر واحد

(نہج البلاغہ جلد 2 صفحہ 114)

ترجمہ: ﴿ہم ان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق پر ایمان رکھنے میں کسی اور چیز کے طالب نہیں اور نہ وہ ہم سے کسی اور چیز کے طالب ہیں دونوں طرف معاملہ ایک جیسا ہے﴾۔

اس تفصیل سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ صحابہ سب اہل ایمان تھے، وہ حضرت علی ؓ کے ساتھی ہوں یا حضرت معاویہ ؓ کے۔ اُن کے ایمان میں کسی کو کوئی شبہ کرنے کا حق حاصل نہیں رہا...... رہا ان کا حضور ﷺ کی صحبت میں آنا سو اس تاریخی حقیقت کا کسی کو انکار نہیں۔ پس یہ سب کے سب صحابہ ہیں حضرت علی ؓ ہوں یا حضرت معاویہ ؓ سب صحابیت کے شرف کے حامل ہیں کوئی بڑے سے بڑا عالم اور بڑے سے بڑا ولی ان کی برابری نہیں کرسکتا۔

اگر صحابہ ؓ میں سے کسی سے کوئی ایسا عمل سرزد ہوا جو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے موافق نہ تھا تو اس سے وہ قطعاً اس شرف فضیلت سے نہیں نکلتے، ان کی نیکیاں اور رفاقت رسول میں قربانیاں ان سب کوتاہیوں کو بہا کر لے جائیں گی۔

قرآن کریم اعلان کرتا ہے کہ نیکیاں کوتاہیوں کو بہا کر لے جاتی ہیں:

ان الحسنات یذھبن السیئات
ذلک ذکری للذاکرین۔ (پارہ 12 ھود آیت 114)

ترجمہ: بے شک نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو ...... یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کے لئے۔

ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ آخر میں ایمان تولے جائیں گے۔

والوزن یومئذن الحق

تو جن کی نیکیاں اطاعات سے بڑھ گئیں انہیں ان کے گناہ کوئی زک نہ پہنچا سکیں گے۔ آنحضرت ﷺ خود فرما گئے:

لا تمس النار مسلما رانی او رای من رانی (رواہ الترمذی)

ترجمہ: جس مسلمان نے مجھے دیکھا اسے آگ نہ چھوئے گی اور جس نے انہیں دیکھا اسے بھی آگ نہ چھوئے گی۔

صحابیت کے لئے حضور ﷺ کی صحبت شرط ہے انہیں اسی لئے صحابہ کہتے ہیں، اگلوں کے لئے صحابہ کی اتباع ضروری ہے اس لئے انہیں تابعین کہتے ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں بعض صحابہ سے دوران تربیت نبوی کبھی جو کوتاہیاں ظاہر ہوئیں ان سے ان کا مقام صحابیت ہرگز نہیں گرتا۔ حضور ﷺ نے انہیں کبھی کوئی سخت بات بھی کہی ہو تو وہ تربیت کے دوران کی بات ہے ان جزئیات کے تذکروں سے صحابہ کے تقدس کو پامال نہیں کیا جاسکتا۔

بشیر حسین مذکور نے اپنے اس پمفلٹ میں صحابہ کے بارے میں اس قسم کے عنوان اختیار کرکے صرف اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے مگر ایک طالب محقق کے سامنے یہ اعتراف پر کاہ کے برابر وزن نہیں رکھتے۔ اس قسم کے واقعات اگر کبھی ظہور میں آئے بھی تو حضور ﷺ کے سامنے آئے اور ان پر حضور ﷺ نے جو ایکشن لیا اور گرفت کی اس سے بڑھ کر ہمیں ان پر کسی اور اعتراض کا کوئی حق نہیں حضور ﷺ نے ان میں کسی کو دائرہ ایمان یا دائرہ صحابیت سے باہر نہیں کیا۔

بشیر حسین مذکور نے صحابہ کے بارے میں اس قسم کے عنوان قائم کئے ہیں۔

"دین کی بجائے دنیا کے پرستار صحابی"

بشیر حسین موصوف نے دین اور دنیا کو متقابل سمجھ رکھا ہے حالانکہ ایسا نہیں، دنیا اور آخرت آپس میں متقابل ہیں اور دین دونوں میں رہ سکتا ہے۔ مسلمانوں کی یہ دعا کسی سے مخفی نہیں:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

یہاں دنیا اور آخرت کا تقابل دین اور دنیا کا نہیں۔ مسلمان کے لئے دنیا کی اچھائی کوئی عیب نہیں اور اس کے ساتھ آخرت کی بہتری بھی جمع ہوسکتی ہے ان میں کوئی تضاد نہیں۔

جنگ میں اگر کسی کی مال غنیمت پر بھی نظر ہو اور آخرت پر بھی یہ کوئی عیب نہیں لیکن آخرت پر ہی نظر ہو تو یہ نہایت اونچا مقام ہے اس وقت صحابہ میں دونوں قسم کے لوگ تھے یہ دور تربیت تھا مگر تھے دونوں ہی مومن شرف صحابیت کی ان میں سے کسی سے نفی نہیں کی جاسکتی۔ بشیر حسین موصوف نے اس پر مذکورہ بالا سرخی جما کر علم و دیانت کا خون کیا ہے موصوف نے اپنے دعوے پر جو آیت پیش کی ہے اس میں دنیا اور آخرت کا ذکر ہے دین اور دنیا کا تقابل نہیں۔ دیکھئے:

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرة ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم اللہ ذو فضل علی المؤمنین۔

(پارہ 4 آل عمران آیت 152)

ترجمہ: کوئی تم میں سے دنیا کی بہتری چاہتا تھا اور کسی کی (صرف) آخرت پر نظر تھی پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو الٹ دیا، ان پر سے تاکہ تم کو آزمائش میں ڈالے اور بے شک وہ تم کو معاف کرچکا اور وہ مومنوں پر فضل کرنیوالا ہے۔"

بشیر حسین موصوف نے آیت کا خط کشیدہ حصہ نقل نہیں کیا (دیکھو پمفلٹ مذکور صفحہ 33 سطر اول) تاکہ پتہ نہ چلے کہ یہ دونوں طرح کے صحابہ مومنین تھے اور اللہ نے ان کی یہ کوتاہی

CamScanner

معاف کردی ہے اور بے شک وہ مومنین پر فضل فرمانے والا ہے سو یہ دونوں گروہ مومنین کے ہیں۔

بشیر حسین کی بغض صحابہ سے بھری دوسری سرخی اس پمفلٹ کے صفحہ 33 پر ملاحظہ فرمائیں:

''دنیا چاہنے والے صحابہ کی روش''

موصوف نے اس پر یہ آیت پیش کی ہے:

ومنھم من یلمزک فی الصدقات فان اعطوا منھا رضو وان لم یعطوا منھا اذا ھم یسخطون. (پارہ التوبہ آیت 58)

ترجمہ: ''اور بعض ان میں ہیں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں صدقات بانٹنے میں سو اگر ان کو مل جائے (حسب مرضی) تو خوش ہوتے ہیں اور نہ ملے تو وہ ناخوش ہو جائیں۔

موصوف نے جس طرح پہلی سرخی میں آخر کے الفاظ واللہ ذو فضلٍ علی المو ٔمنین کو چھوڑ کر مومنین کی آیت منافقین پر لگا دی ہے۔ اس دوسری سرخی میں اس آیت سے پہلی آیت کے یہ الفاظ چھوڑ دیئے تاکہ اس آیت کو صحابہ پر لگایا جاسکے۔

یحلفون باللہ انھم لمنکم وماھم منکم
......ومنھم من یلمزک فی الصدقات

ترجمہ: یہ قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ تم میں سے نہیں (منافق ہیں) اور انہیں میں ہیں وہ جو تجھ کو طعن دیتے ہیں صدقات بانٹنے میں

ان آیات میں صریح طور پر انہیں منافق بتلایا گیا ہے اور وما ھم منکم سے وضاحت کی گئی ہے کہ وہ تم صحابہ میں سے نہیں مگر افسوس کہ شیعہ مصنف کو اسے صحابہ پر لگاتے کوئی علمی حیا مانع نہ ہوئی، حضور ﷺ کے ساتھ آنے والے جمہور اہل اسلام میں سے تھے۔ یہ چند منافق مسلمانوں کو منافقوں کی صف میں لانا صرف شیعہ مجتہدوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

موصوف نے صفحہ 34 پر یہ آیت ادھوری نقل کی ہے اور اگلے الفاظ چھوڑ دیئے ہیں اور ترجمے میں اپنی طرف سے خط کشیدہ الفاظ بڑھا دیئے ہیں تاکہ اس سے منافق مراد لئے جاسکیں۔

اذ تصعدون ولا تلوون
علیٰ احد والرسول یدعوکم (پارہ 4 آل عمران آیت 153)

ترجمہ: جب تم چڑھے جاتے تھے اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پکارتا تھا تم کو حالانکہ اگر دشمن کے مقابلہ میں مارے جاتے تو شہادت کا رتبہ نصیب ہوتا اگر زندہ رہتے غازی کا اعزاز حاصل ہوتا مگر یہ تو تب تھا کہ اگر ان میں ایمان کی ذرہ بھر بھی رمق ہوتی۔''

یہ خط کشیدہ الفاظ مصنف کا اضافہ ہیں قرآن کے نہیں انہیں اس طرح پیش کیا گیا ہے گویا یہ ماقبل سے متصل ہوں اور آیت کو منافقین پر منطبق کیا جاسکے۔ مصنف نے یہاں قرآن کے جو الفاظ چھوڑے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حالت ان مسلمانوں کی ہے جو جنگ کا نقشہ پلٹنے کی گھبراہٹ میں منتشر ہو رہے تھے اور یہ بے وفائی کے باعث نہ تھے۔ ایسے حالات مسلمانوں کے درہ چھوڑنے کے باعث ہوئے تھے مگر تھے وہ مومن ہی اور ان کے دل حضور ﷺ کی محبت سے بھرے تھے اور آخر کار وہ کعب بن مالک ؓ کے چلانے سے حضور ﷺ کے گرد آ جمع ہوئے۔

بشیر حسین موصوف کے چھوڑے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

اذ تصعدون ولا تلوٗن علٰی احدٍ
والرسول یدعوکم فی اخراکم فاثابکم
غماً بغمٍ لکیلا تحزنوا علٰی مافاتکم
ولاما اصابکم

ترجمہ: جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پکارتا تھا تم کو پیچھے سے پھر پہنچا تم کو غم عوض میں غم کے تاکہ تم غم نہ کرو جو ہاتھ سے نکل گیا اور نہ اس پر جو تمہیں پیش آیا۔

اس میں ان صحابہ کے دل کی کیفیت بتلائی جو گھبراہٹ میں منتشر ہوئے ان کے دل غم سے بھرے ہوئے تھے کہ فتح شکست سے کیوں بدل گئی، وہ منافق ہوتے تو اس شکست پر وہ غمزدہ کیوں ہوتے؟ یہ غم اندر کے ایمان کی خبر دے رہا ہے۔

غم پر غم سے کیا مراد ہے؟ یہ دوسرا غم اس غم کے باعث تھا کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں اس دوسرے غم سے پہلا غم ان کی نظروں میں ہیچ ہو گیا اور یہ دوسرا غم (جو بعد میں اس خوشخبری سے زائل ہو گیا کہ حضور ﷺ زندہ ہیں) صرف اس لئے تھا کہ پہلے غم کا بوجھ تم سے اٹھایا جاسکے۔

یہ حضور ﷺ کے مارے جانے کا غم کسے ہو سکتا ہے؟ مومنوں کو یا منافقوں کو؟ پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس دن میدان سے ہٹ جانے والوں اور منتشر ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔

(پارہ 4 آل عمران 155)

معافی کا یہ معاملہ مومنوں سے ہو سکتا ہے یا منافقوں سے۔ مگر افسوس کہ بشیر حسین نے اپنے شیعی بغض میں صحابہ پر یہاں یہ افتراء باندھا ہے کہ ان میں (اس میدان سے ہٹ جانے والوں میں) ایمان کی ذرہ بھر رمق نہ تھی۔ (استغفر اللہ)

پھر اس کے آگے لکھتا ہے:

''ان کو جتا دیا کہ پیغمبر اسلام کے بعد تم ارتداد اختیار کرو گے تمہارا یہ مرتد ہونا اللہ تعالیٰ کا تو کچھ بگاڑ سکتا نہیں۔

(پمفلٹ مذکور صفحہ 35 سطر 7)

قرآن کریم کی آیت میں یہ بات بطور خبر نہ کہی گئی تھی یہ ایک سوال تھا جسے شیعی مصنف نے خبر بنا دیا ہے پھر ایک اصول بتلایا گیا کہ جو اسلام سے پھر جائے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا یہ ہرگز نہیں کہا گیا تھا کہ تم ارتداد اختیار کرو گے۔

افان مات اوقتل انقلبتم اعقابکم ومن
ینقلب علٰی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً

ترجمہ: اگر آنحضرت ﷺ انتقال فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

استفہام کو خبر بنا دینا (کہ تم ارتداد) اختیار کرو گے اس کا باعث صرف شیعوں کا بغض صحابہ ہے ورنہ قرآن پاک میں یہ خبر ہرگز نہیں دی گئی۔

معزز ارکان اسمبلی! اس شیعہ مصنف کے قرآن پاک کی تحریف کرنے کے یہ چند نمونے آپ کے سامنے ہیں اب آپ خود اندازہ کریں کہ قرآن کریم پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص کیا قرآن کریم میں اتنی کھلی تحریف کر سکتا ہے اس سے آپ کو پتہ چل جائے کہ یہ لوگ اس قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتے۔

حدیث پر مشق تحریف:

اب بشیر حسین مذکور کی حدیث پر مشق تحریف ملاحظہ ہو اس نے اس پمفلٹ کے صفحہ 45 پر یہ سرخی باندھی ہے۔

''پیغمبر اسلام کے بعد صحابہ کی بددلی''

اور اس میں حضرت انس ؓ کی یہ روایت صحیح بخاری اور جامع ترمذی سے پیش کی ہے حضرت انس ؓ حضور ﷺ کی وفات کے دن کے بارے میں کہتے ہیں:

وما نفضنا من رسول اللہ لا یدی وانا
لفی دفنہ حتیٰ انکرنا قلوبنا

(جامع ترمذی مترجم جلد 2 صفحہ 546)

ترجمہ: اور ابھی ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دفن کرنے سے ہاتھ صاف نہیں کئے تھے اور آپ کے دفن ہی میں تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی پایا۔

اس کی وضاحت میں اسی پر لکھا ہے:

''یعنی وہ نورانیت جو آپ ﷺ کے حضور اور مشاہدہ سے حاصل تھی جاتی رہی۔''

یہ بات اپنی جگہ واضح تھی لیکن بشیر حسین مذکور کا بغض صحابہ سے بھرا اس حدیث کا ترجمہ دیکھیں:

"ہم نے ابھی ہاتھوں سے خاک نہ جھاڑی تھی اور آپ کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم صحابہ کے دل اسلام سے بدل گئے وہ نور ایمان جو آپ کی حیات میں تھا نہ رہا۔"

بشیر حسین مذکور نے اس روایت پر صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے یہ جھوٹ ہے یہ روایت سرے سے اس میں نہیں۔ اس شیعی مصنف کی ایک اور دلآزار سرخی ملاحظہ کریں اور اندازہ کریں اس کا دل کس قدر بغض صحابہ سے بھرا پڑا ہے مسلمان انہی وجوہ کے باعث شیعیت کو پوری ملت کے لئے ایک بار سمجھتے ہیں۔

سرکاری مال ہڑپ کرنیوالا صحابی:

حضرت ابوحمید الساعدی ؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بنی اسد کے ایک آدمی کو وصولی صدقات پر عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آیا تو اس نے نہایت دیانتداری سے دو طرح کے اموال دکھائے، ایک مال بیت المال اور دوسرے اس کے اپنے ہدایا اور تحفے ...... ایسا واقعہ چونکہ پہلے کبھی پیش نہ آیا تھا اور اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ اس باب میں شریعت کا حکم واضح ہو کہ سرکاری فرد کو جو تحفے ملیں وہ اس کا اپنا حق ہے یا سلطنت کا اس لئے اس عامل نے وہی بات کہہ دی جو وہ تحفے دینے والوں نے اسے کہی تھی کہ یہ سلطنت کا مال ہے اور یہ تمہارے تحفے ...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا وہ لوگ اسے یہ تحفے بھیجتے اگر وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہتا؟ جب ایسا نہیں تو یہ تحفے اور ہدایا بھی سلطنت کے ہوں گے جس نے اسے یہاں سرکاری طور پر بھیجا۔ اس عامل نے نہ انہیں لینے کی دوبارہ بات کبھی نہ ان میں سے کچھ لیا شریعت کا حکم واضح ہو گیا۔ آئندہ کوئی اس طرح کے مال کو اپنے لئے رکھ لے تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ اس مال کو قیامت کے دن اپنی گردن پر لے کر پیش ہوگا

(دیکھئے صحیح بخاری جلد 3 صفحہ 1064)

اس روایت میں کہیں نہیں کہ اس عامل نے ان ہدایا کو کہیں چھپا کر رکھا ہو، اس نے جو بات تھی نہایت واضح طور پر کہہ دی، حضور ﷺ نے واضح طور پر شریعت کا حکم واضح کیا تو اس نے نہ کوئی ضد کی نہ بلاوجہ اس مال میں سے کچھ لیا مگر بشیر حسین مذکور کا بغض صحابہ دیکھئے کتنی دیدہ دلیری اور منہ زوری سے یہ سرخی جمائی ہے......

☆☆☆☆☆☆

بقیہ صحابہ کرام سورۃ البقرہ کے تناظر میں

یہ تینوں صفات صحابہ کرام میں دوسرے مسلمانوں کی نسبت بدرجہ اتم موجود تھیں تو ہدایت یافتہ اور فلاح پانے والے بھی دوسرے صالح مسلمانوں سے اول حضرات صحابہ کرام ہی ہونگے اور جس وقت ان آیات کریمہ کا نزول ہو رہا تھا اس وقت یہی لوگ تھے جو ایمان والے تھے، جو لوگ نماز ادا نہیں کرتے، زکوۃ نہیں دیتے بلکہ صریح زکوۃ کا انکار کرتے ہیں اور آخرت سے قبل آخرت یعنی رجعت کو مانتے ہیں تو وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ (یعنی مومن نہیں ہیں)

سورۃ مجادلہ میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد مبارک ہے:

"اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا اُن کے بھائی یا خاندان کے ہی کیوں نہ ہوں۔"

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ
وَ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ وَ یُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ
تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا
رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ اُولٰٓئِکَ
حِزۡبُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ
الۡمُفۡلِحُوۡنَ

(آیت نمبر 24 پارہ 28)

"یہی لوگ (صحابہ) ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے اللہ اُن سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں یہ خدائی لشکر ہے آگاہ رہو کہ بے شک اللہ کے لشکر والے ہی کامیاب ہیں۔"

یہ صحابہ کرام ؓ ایمان کی بنیاد پر اپنے عزیز و اقارب سے بھی ناراض ہوئے حتیٰ کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل تک کرنے میں تامل نہیں، جس کے بدلے میں اللہ نے کو اپنی رضامندی سے نواز دیا۔

ایک جنگ کے بعد حضرت صدیق اکبر ؓ کے ایک فرزند نے کہا جو اس وقت تک اسلام نہ لایا تھا، ابا جان! دوران جنگ آپ میری تلوار کے زیر آ گئے تھے میں نے تلوار روک لی لیکن اس پیکر صدق و صفا عاشق صادق مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میری تلوار کے زیر آ جاتے تو میں تلوار نہ روکتا۔

ہاں جناب! یہی وہ لوگ ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے مخالف سے محبت نہیں کرتے چاہے وہ بیٹا، عزیز رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

مولانا صلاح الدین یوسف نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے:

"اس لئے کہ ایمان ان کو ان کی محبت سے روکتا ہے اور ایمان کی رعایت اور خاندان و برادری کی محبت و رعایت سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام ؓ نے عملاً ایسا کر کے دکھایا ایک مسلمان صحابی نے اپنے باپ، اپنے بیٹے اور اپنے بھائی اور اپنے چچا، ماموں اور دیگر رشتہ داروں کو قتل کرنے سے گریز نہیں کیا، کیونکہ وہ کفر کی حمایت میں کافروں کے ساتھ لڑنے والوں میں شامل تھے سیر و تواریخ کی کتابوں میں یہ مثالیں درج ہیں۔ اس ضمن میں جنگ بدر کا واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔ جب اسیران بدر کے بارے میں مشورہ ہوا کہ اُن کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے یا قتل کر دیا جائے تو حضرت عمر ؓ نے مشورہ دیا تھا ان کافر قیدیوں میں سے ہر قیدی کو اس کے رشتے دار کے سپرد کر دیا جائے جسے وہ خود اپنے ہاتھوں سے قتل کرے اللہ تعالیٰ کو حضرت عمر ؓ کا یہی مشورہ پسند آیا۔"

"جب یہ اولین مسلمان صحابہ کرام ؓ ایمان کی بنیاد پر اپنے عزیز و اقارب سے ناراض ہو گئے حتیٰ کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل تک کرنے میں تامل نہیں کیا تو اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو اپنی رضامندی سے نواز دیا اور ان پر اس طرح انعامات کی بارش فرمائی کہ وہ بھی اللہ سے راضی ہو گئے۔"

عزیزان من! ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مفلحون تھے اور آئندہ والی نسلوں کے لئے نشان راہ بنے، اللہ جل شانہٗ نے اُن کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا، اب اللہ کے لکھے کو مٹا کوئی نہیں سکتا اور جو صحابہ کرام کی تکفیر کرتا ہے وہ دراصل اللہ کے لکھے کا انکار کر رہا ہے اور جو شخص اللہ کے لکھے کا انکار کرتا ہے اس کے کفر میں شک نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ رب العزت ایسے بدبختوں کے شر سے امت کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆

تاریخ کے دریچوں سے

سنی نما شیعہ مصنفین کی نقاب کشائی

مولانا محمد علی نقشبندی کے قلم سے

اہل سنت کی طرف بطور تقیہ غلط منسوب کردہ کتب:

شیعہ مذہب میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذات پر الزام تراشی اور پھر ان اپنے خود ساختہ عقائد کے ثبوت پر بہت سی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور آتی رہیں گی ان دونوں مقاصد کو جب حوالہ جات کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو پھر بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ حوالہ والی کتاب ہوتی تو ان کی ہے لیکن کمال دھوکہ دہی سے اس کو سُنّیوں کی معتبر کتاب کے عنوان سے لکھا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے مصنفین کا اہل سنت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا اور اگر بعض کتب اہل سنت کے کسی مصنف کی تصنیف تو ہوتی ہیں لیکن وہ مصنف اور اس کی کتاب اہل سنت کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

ان حالات کے پیش نظر ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ ایک مضبوط کتاب لکھی جائے کہ جس سے شیعہ، سنی کتب باہم ممتاز ہو جائیں اور عوام اہل سنت دھوکا اور فریب کا شکار ہونے سے بچ جائیں کیونکہ اس دور کے ایک شیعہ مولوی غلام حسین نجفی نے اپنی کثیر کتب شیعہ کو یہ عنوان دیتے ہوئے کہ اہل سنت کی فلاں فلاں معتبر کتاب میں یہ لکھا ہے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اس لئے اب میں ان کتب کی حقیقت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

شرح نہج البلاغہ مصنفہ ابن ابی الحدید:

”سہم مسموم“ نامی کتاب میں غلام حسین نجفی نے ایک حوالہ پیش کرنے سے قبل لکھا:

شرح ابن ابی الحدید: اہل سنت کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

ترجمہ: عروہ نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن نبی کے پاس تھی اور جناب عباس اور جناب علی آئے نبی کریم نے فرمایا اے عائشہ یہ دونوں میرے دین پر نہ مریں گے۔

(سہم مسموم صفحہ 102 مطبوعہ لاہور)

حوالہ اور اس کی عبارت آپ نے ملاحظہ کی پھر ”اہل سنت کی معتبر کتاب“ سے جب یہ حوالہ پیش کیا گیا ہے تو ہر قاری یہی سمجھے گا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جناب علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے انتہائی بغض و عداوت تھی اور اسی عداوت کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے ان دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر مرنے کی بجائے کسی اور دین پر مرنا ثابت کیا ہے لہٰذا شیعہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ سُنّی جس شخصیت کو ام المؤمنین اور امت کی نیک ترین عورت کہتے ہیں اس کا باب العلم اور علمبردار حسین کے بارے میں یہ خیال ہے اب اس ڈھول کا پول ہم کھولتے ہیں اور شیعہ علماء کی زبانی اس کتاب کے بارے میں بتلاتے ہیں کہ یہ کس طرح اہل سنت کی معتبر کتاب ہے ملاحظہ ہو

ابن ابی الحدید تشیع پسند ہے، شیخ عباس قمی

الکنی والالقاب:

ترجمہ: عزالدین عبدالحمید بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی الفاضل الادیب المؤرخ الحکیم الشاعر نہج البلاغہ کا شارح ہے اور سات مشہور قصیدوں کا قائل ہے مذہب کے اعتبار سے معتزلہ تھا جیسا کہ اپنے بارے میں خود سے معتزلہ ہونے کا اقرار ہے اور یہ اقرار اس نے ایک قصیدہ میں کہا جو اس نے حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں کہا میں اپنے آپ کو معتزلہ سمجھتا ہوں اور میں آپ کی وجہ سے ہر شیعہ کہلانے والے کو دل سے چاہتا ہوں۔“

(الکنی والالقاب جلد اول صفحہ 193 مطبوعہ تہران طبع جدید)

نوٹ:

ابن ابی الحدید کا باوجود معتزلی ہونے کے تشیع کو پسند کرنا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص جن لوگوں میں زندگی بسر کر رہا تھا وہ معتزلی ہوتے ہوئے تشیع کو اپنائے ہوئے تھے بلکہ تشیع ان کے لئے ضروری تھا اور اس کا ثبوت ابن ابی الحدید کے مقدمہ میں یوں مذکور ہے۔

ابن ابی الحدید معتزلی شیعہ تھا

مقدمہ شرح ابن ابی الحدید:

ترجمہ: ابن ابی الحدید مدائن میں پیدا ہوا اس کا سن پیدائش 586ھ ہے اور مدائن میں پرورش پائی اور اسی کے شیوخ سے استفادہ کیا اور مذہب کلامیہ پڑھا پھر اعتزال کی طرف پلٹ گیا ان دنوں اہل مدائن میں شیعیت غالب تھی اور اس بارے میں غلو اور ادھر ادھر کی بہت سی باتیں ان میں موجود تھیں اس نے بھی ان کی روش اختیار کی۔ اور ان کے مذہب کو اپنا لیا اس نے علویات نامی مشہور قصیدے بھی لکھے جن میں اہل مدائن کے معتقدات بھی بیان کئے ان میں اس نے غلو بھی کیا اور تشیع کا اظہار بھی۔ ان قصائد میں بہت سے اشعار میں مذہب اعتزال کے اعتراف میں اظہار کیا اسی کا ان قصائد میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

”میں نے مذہب اعتزال اختیار کیا اور تیری وجہ سے ہر اس شخص سے محبت کرتا ہوں جو تشیع رکھتا ہے۔

(شرح ابن ابی الحدید تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم الجزء الاول صفحہ 14 مقدمہ نوٹ 12 جلدوں میں جو شرح ابن حدید چھپی ہے اس کے مقدمہ میں مذکورہ عبارت موجود ہے)

لمحہ فکریہ:

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ابن ابی الحدید از خود اقراری ہے کہ وہ معتزلی شیعہ تھا کیونکہ جس علاقہ میں اس کی نشوونما

بن ابی الحدید از خود اقراری ہے کہ وہ معتزلی شیعہ تھا کیونکہ جس علاقہ میں اس کی نشوونما ہوئی ان میں یہ مرض (تشیع) بکثرت تھا۔ اس نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی۔ جو ابن علقمی شیعہ وزیر کے کہنے پر لکھی گئی تھی۔

ایک کٹر امامی شیعہ وزیر یہ کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ اس کی فرمائش پر لکھی جانے والی کتاب میں شیعوں کی بجائے سنیوں (مسلمانوں) کے عقائد اور خیالات درج ہوں۔

ہوئی ان لوگوں میں یہ مرض بکثرت تھا اس نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی جسے شرح ابن الحدید کہا جاتا ہے یہ شرح اس دور کے ایک وزیر ابن علقمی نامی کے کہنے پر لکھی گئی جو شیعہ تھا سات مشہور قصیدے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی شان میں لکھے وہ بھی اسی وزیر کی فرمائش تھی۔

قارئین کرام! نہج البلاغہ کی شرح لکھنے کا حکم بھی شیعہ وزیر دے اور لکھنے والا خود اپنا شیعہ ہونا تسلیم کرے تو پھر یہ کیونکر ممکن کہ اس شرح کو وہ مسلک اہل سنت کے مطابق اور ان کے معتقدات کے موافق تحریر کرے۔ اس لئے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کہ جس سے حضرت علی ؓ اور عباس ؓ کا دین مصطفوی کے غیر پر مرنا مذکور ہو وہ قطعاً اہل سنت کا مؤقف نہیں بلکہ مسلک اہل تشیع کا نمونہ ہے جسے محض بدنام کرنے کے لئے سیدہ عائشہ کی طرف منسوب کرکے اپنا الو سیدھا کیا گیا ہے وزیر موصوف کہ جس کے حکم پر یہ سب کچھ ابن ابی الحدید نے کیا ذرا اس کے بارے میں کتب شیعہ سے حوالہ ملاحظہ کریں کہ وہ کس مسلک کا آدمی تھا؟

ابن ابی الحدید نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ ایک شیعہ وزیر کے حکم پر لکھی، شیعہ علماء کا بیان

الذریعہ:

ترجمہ: نہج البلاغہ کی شرح (شرح ابن ابی الحدید) جسے شیخ غرالدین ابو حامد عبدالحمید بن ہبۃ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا یہ شارح مدائن میں 586ء میں پیدا ہوا اور 655 کو بغداد میں فوت ہوا اس کی بیس جلدیں ہیں۔ 1260 میں تہران میں یہ شرح دو جلدوں میں چھپی پھر مصر اور دوسرے شہروں میں کئی مرتبہ چھپی یہ شرح ابن ابی الحدید نے اپنے دور کے ایک وزیر موید الدین ابی طالب محمد کے حکم پر لکھی۔ جو ''ابن العلقمی'' کے لقب سے مشہور تھا۔ مصنف نے وزیر موصوف کو اس کتاب کی روایت کی بھی اجازت دی میں نے اس اجازت نامہ کی تحریر خود مکتبہ فاضلیہ میں دیکھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ مکتبہ فاضلیہ ابھی قائم تھا ہوسکتا ہے کہ اس مکتبہ کی بربادی سے کچھ عرصہ قبل پہلے یہ منتقل ہوکر مکتبہ رضویہ میں چلی گئی ہو اسی طرح ابن ابی الحدید نے وزیر ابن العلقمی کی فرمائش پر سات مشہور قصیدے بھی لکھے جو 1317ء میں ایران میں طبع ہوئے میں نے وہ نسخہ بھی دیکھا کہ جس پر ابن العلقمی کی تحریر تھی یہ نسخہ علامہ شیخ محمد سماوی کے مکتبہ میں تھا۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد نمبر 14 صفحہ 158 تا 159 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

الکنی والالقاب:

ترجمہ: ابن العلقمی یعنی ابوطالب موید الدین محمد بن محمد بن علی العلقمی البغدادی الشیعہ معتصم کا وزیر تھا جو کہ بنی عباس کے خلفاء میں سے سب سے آخری خلیفہ تھا یہ وزیر کاتب تھا ملکی معاملات کو بخوبی سمجھتا تھا اپنے دوستوں کا خیر خواہ تھا مذہب میں کٹر امامی شیعہ تھا ہمت کا بلند اور علماء و زہاد سے محبت رکھنے والا تھا اسی کے لئے ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح لکھی اور سات مشہور قصیدے بھی اسی کے حکم پر لکھے ابن علقمی 2 جمادی آخرۃ 656 کو فوت ہوا اس کا ایک بیٹا تھا جسے شرف الدین ابوالقاسم علی بن محمد کہتے ہیں۔

(کتاب الکنی والالقاب تصنیف شیخ عباس قمی جلد اول صفحہ 362 مطبوعہ تہران طبع جدید)

لمحہ فکریہ:

اوپر جن دو کتب کے حوالہ جات نقل کئے گئے یہ اہل تشیع کی معتبر اور مستند کتابوں میں سے ہیں اور ان دونوں کتابوں کی تصنیف و تالیف کا مقصد بھی یہی تھا کہ کتب اہل تشیع کی نشاندہی کی جائے لہٰذا کتاب الکنی والالقاب اور الذریعہ سے اس وزیر کا شیعی ہونا ثابت ہوگیا جس نے ابن ابی الحدید سے نہج البلاغہ کی شرح لکھوائی اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی شان میں قصیدے کہلوائے بعض کتب میں تو اس امر کی تصریح بھی موجود ہے کہ وزیر موصوف نے ابن ابی الحدید کو مذکور شرح لکھنے پر ایک لاکھ دینار بھی دیئے تھے۔ علاوہ ازیں اور بھی تحائف دیئے گئے اس کی تفصیل علامہ نور بخش توکلی مرحوم نے تحفہ شیعہ جلد اول صفحہ 133 پر لکھی ہے۔ اس قدر خطیر رقم دینا اس امر کی دلیل ہے کہ ابن ابی الحدید نے اس شرح میں وہی کچھ لکھا جو وزیر ابن علقمی کو پسند و مقبول تھا اور ایک کٹر امامی نامی شیعہ یہ کیسے پسند کرسکتا ہے کہ اس کی فرمائش پر لکھی جانے والی کتاب میں شیعوں کی بجائے سنیوں کے عقائد اور خیالات درج ہوں اور ان سات قصائد میں سے ایک کے شعر میں خود ابن ابی الحدید نے اس امر کی وضاحت بھی کردی ہے کہ وہ شیعہ ہے اور ہماری کتب اہل سنت میں ابن الحدید کو شیعہ بالتصریح لکھا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

کشف الظنون:

ترجمہ: نہج البلاغہ کی ایک شرح غرالدین عبدالحمید بن ہبۃ اللہ مدائنی شیعی نے لکھی جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے اس کا انتقال 655ھ میں ہوا۔

(کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون جلد 2 صفحہ 1991 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ابن ابی الحدید کے شیعی عقائد خود اس کی زبانی:

گزشتہ حوالہ جات تو اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ابن ابی الحدید معتزلی شیعی تھا اور ایک شعر میں خود اس نے اس کا اقرار بھی کیا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ خیال آئے کہ شعر میں ابن ابی الحدید نے شائد اپنے محسن وزیر ابن علقمی کو خوش کرنے اور اس سے کچھ وصول کرنے کے لئے اس کے معتقدات کے مطابق لکھ دیا ہو۔ ورنہ وہ خود ہوسکتا ہے کہ اہل تشیع سے نہ ہو تو ہم اس خیال کی تردید میں خود اس کی شرح سے چند اقتباسات پیش کررہے ہیں جس سے معلوم ہوجائے گا کہ کتاب الکنی والالقاب الذریعہ اور کشف الظنون وغیرہ نے اس کے مذہب کی جو نشاندہی کی ہے وہ درست ہے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

حوالہ نمبر 1:

ترجمہ: بے شک ان دونوں (ابوبکر و عمر فاروق ؓ) کی محبت کوئی محبت نہیں وہ لڑنے کے لئے آگے نکلے اور پھر بھاگ کھڑے ہوئے حالانکہ وہ دونوں بخوبی جانتے تھے کہ بھاگنا گناہ عظیم ہے ان دونوں نے حضور ﷺ کے عظیم جھنڈے کو ذلت اور رسوائی کا لباس اور کپڑے پہنادیئے۔

(ناسخ التواریخ حالات حضرت رسول خدا ﷺ جلد دوم صفحہ 275 وقائع سال ہفتم ہجرت مطبوعہ تہران طبع جدید)

توضیح:

سیدنا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ؓ کے بارے میں ایسے

CamScanner

اہل تشیع کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ اپنا عقیدہ اشارۃً کنایۃً بیان کرتے رہتے ہیں جب حالات ان کے لئے ساز گار نہ ہوں تو پھر تقیہ اختیار کر لیتے ہیں۔

خیالات سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس مسلک و مشرب کے ماننے والے کے ہو سکتے ہیں۔ گناہ عظیم کے مرتکب اور حضور کے جھنڈے کو رسوا کرنے والے کہنا کن عقائد کی نشاندہی کر رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ ابن ابی الحدید بھی دیگر شیعوں کی طرح شیخین کا گستاخ ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

حوالہ نمبر 2 ابن حدید:

ترجمہ: بہر حال حضرت علی المرتضیٰ ؓ ہم معتزلی شیعوں کے نزدیک اپنے قول کے صائب ہونے اور ان کے فعل سے احتجاج کرنے کے معاملہ میں اور اطاعت کے وجوب کے معاملہ میں آپ حضور ﷺ کے مرتبہ کے مالک ہیں اور جب حضرت علی کی طرف سے یہ بات پایہ ثبوت وصحت کو پہنچ جائے کہ آپ فلاں شخص سے ناراض ہیں تو ہم بھی اس سے ناراض رہیں گے چاہے وہ کوئی ہو لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ سے بہت سی روایات ایسی ذکر کی گئیں ہیں جن میں اکثر کذب بیانی اور تعصب سے کام لیا گیا ہے ان کی کوئی حقیقت نہیں حضرت علی المرتضیٰ ؓ کا جناب مغیرہ، عمرو بن العاص اور معاویہ ؓ سے بیزار ہونا تو یہ معاملہ ہمارے نزدیک خبر متواتر کے قائم مقام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اصحاب نہ تو ان سے محبت رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کی مدح سرائی کرتے ہیں اور معتزلہ کے نزدیک یہ لوگ مقام غیر محمود میں ہیں۔

(شرح نہج البلاغہ ابن حدید جلد چہارم صفحہ 462 فی رائی الشارح روا علی ماکتبہ الثریدی ارخ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

توضیح:

اس عبارت میں ابن ابی الحدید نے اہل تشیع کے دو خیالات کی تائید کی ہے اور انہیں اپنا عقیدہ بتلایا ہے۔ اول یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ قول، فعل اور وجوب اطاعت میں رسول اللہ ﷺ کا درجہ رکھتے ہیں دوسرا یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ جس سے ناراض ہوں ہم بھی اس سے بیزار ہیں چاہے وہ کوئی ہو اس سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام پر ابن ابی الحدید کے عقیدہ کے مطابق یہ سب حضرات وہ ہیں جن سے حضرت علی المرتضیٰ ؓ ناراض تھے اس مقام پر ابن ابی الحدید نے صرف تین حضرات کا نام لیا یہ اس کا تقیہ کہہ لیجئے ورنہ کائنا من کان کے الفاظ کا دائرہ بڑا وسیع ہے اس کا ثبوت اگلے حوالہ جات سے ہم پیش کریں گے جس میں اس نے صدیق اکبر اور فاروق اعظم کو بھی اس زمرے میں شامل کیا ہے اہل تشیع کا یہ وطیرہ ہے کہ اپنا تبرائی عقیدہ اشارۃً کنایۃً بیان کرتے رہتے ہیں فروع کافی میں ایک مقام پر یہ انداز اپنایا گیا کہ امام جعفر اول، دوم اور سوم پر تبرہ کیا کرتے تھے بہر حال ان دونوں حوالہ جات سے ابن ابی حدید کے شیعہ ہونے کا ثبوت کافی ووافی موجود ہے۔

حوالہ نمبر 3 ابن حدید:

ترجمہ: پھر امیر معاویہ ؓ نے اپنے کار پردازوں کو خط لکھا کہ حضرت عثمان غنی ؓ کے بارے میں فضائل اور مناقب کا عام چرچا ہو گیا ہے اور ہر شہر و گاؤں میں ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے لہذا جب میرا یہ خط تمہیں ملے تو لوگوں کو اس بات کی دعوت دو کہ ابو بکر و عمر ؓ دونوں پہلے خلفاء اور دیگر صحابہ کرام کے فضائل بھی عام کئے جائیں اور حضرت علی ؓ ابو تراب کے بارے میں فضائل کی جو حدیث لوگ بیان کریں تم اس کے مقابلہ میں جھوٹی احادیث دوسرے صحابہ کرام کے بارے میں میرے پاس پہنچاؤ کیونکہ ایسا کرنے سے مجھے آنکھوں میں ٹھنڈک محسوس ہو گی اور میں اس کو بہت پسند بھی کرتا ہوں اور حضرت علی ؓ اور ان کے شیعوں کی حجت کا توڑ بھی یہی ہے اور یہ بات ان کو حضرت عثمان ؓ کے فضائل سے بھی زیادہ چبھتی ہے حضرت امیر معاویہ کا یہ حکم ان کے کارندوں نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا لہذا اس پر عمل پیرا ہو کر لوگوں نے فضائل صحابہ میں بہت سی ایسی احادیث بیان کرنا شروع کر دیں جو من گھڑت تھیں اور ان کی حقیقت کچھ بھی نہ تھی لوگ اسی وطیرہ پر چلتے رہے حتیٰ کہ مساجد کے منبروں پر ان احادیث کا تذکرہ ہونے لگا اور دینی استادوں نے ان کی تدریس بھی شروع کر دی، بچے اور غلاموں کو بھی یہ احادیث پڑھائی گئیں اس حد تک ان کا پڑھنا پڑھانا جاری ہو گیا جیسا کہ لوگ قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے تھے بچیوں، عورتوں اور خادموں تک ان احادیث کو پڑھایا گیا یہی طریقہ بہت عرصہ تک چلتا رہا۔

حضرت امیر معاویہ نے پھر ایک اور رقعہ اپنے کارندوں کو لکھا کہ تم اپنے اپنے علاقہ میں اس بات کی تحقیق کرو کہ کون شخص حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور ان کی اہل بیت سے محبت کرتا ہے جب تحقیق سے یہ بات کسی میں ثابت ہو جائے تو اس شخص کا سرکاری رجسٹر سے نام خارج کر دیا جائے اور اس کا خرچہ وغیرہ بند کر دیا جائے۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد سوم صفحہ 16 فیما فعلتہ بن ولمیۃ من الامور التی وجبت وضع کثیر من الاحادیث مطبوعہ بیروت طبع جدید)

حوالہ نمبر 4 ابن حدید:

ترجمہ: کتاب الاحداث میں ابو الحسن علی بن محمد مدائنی نے روایت کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ ؓ نے اپنے کارندوں کو ایک رقعہ عام الجماعۃ کے بعد لکھا جس میں تحریر تھی جس شخص نے حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور ان کی اہل بیت کی فضیلت میں کوئی ایک آدھ روایت بھی بیان کی حکومت اس کے تحفظ کی ذمہ دار نہ ہو گی۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد سوم صفحہ 15)

حوالہ نمبر 5 ابن حدید:

ترجمہ: حجاج کے دربار میں ایک شخص آیا اور چلا کر کہا اے امیر! میرے خاندان والوں نے میرا نام علی رکھ کر مجھ سے زیادتی کی ہے میں تو فقیر اور مسکین ہوں اور امیر کی طرف سے صلہ کا محتاج ہوں یہ سن کر حجاج ہنس دیا اور اس خوشی میں انہیں ایک علاقہ کا والی بنا دیا۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد سوم صفحہ 16)

حوالہ نمبر 6 ابن حدید:

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت عائشہ ؓ نے یہ حدیث سنائی کہ میں ایک دفعہ

حضور ﷺ کے پاس بیٹھی تھی کہ اتنے میں حضرت عباس اور علی ؓ آئے انہیں آتے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا یہ دونوں یقیناً میرے دین کے غیر پر مریں گے۔
(شرح ابن ابی الحدید جلد نمبر 1 صفحہ 467، بحوالہ سہم مسموم صفحہ 102 مصنفہ غلام حسین نجفی شیعی)

حوالہ نمبر 7: ابن حدید:

ترجمہ: حضرت عروہ کا خیال ہے کہ انہیں حضرت عائشہؓ نے یہ حدیث سنائی کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس تھی آپ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ! اگر تو بخوشی دو مردوں کو دیکھنا چاہتی ہے جو دوزخی ہیں تو دیکھ لے کہ جو ابھی دو مرد آرہے ہیں وہی ہیں میں نے دیکھا تو دونوں آنے والے عباس اور علی بن ابی طالب تھے۔
(شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ 467، بحوالہ سہم مسموم مصنفہ غلام حسین نجفی صفحہ 103)

حوالہ نمبر 8: سہم مسموم:

ترجمہ: عمرو بن العاص کہتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ابو طالب کی آل میرے دوست اور خیر خواہ نہیں ہیں میرا دوست اور خیر خواہ تو اللہ تعالیٰ اور صالح مومن ہیں۔
(شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ 67، بحوالہ سہم مسموم 103)

حوالہ نمبر 9: سہم مسموم:

ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے جناب سمرۃ بن جندب کو ایک ہزار درہم دینے کو کہا اور شرط یہ ہے کہ: ومن الناس من یشری نفسه الخ: ابن ملجم کے بارے میں وہ یوں روایت کریں کہ یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے بارے میں نازل ہوئی اور دوسری آیت: ومن الناس من یشری نفسه الخ: ابن ملجم کے حق میں نازل ہوئی لیکن جناب سمرۃ نے یہ پیش کش قبول نہ کی معاویہ نے دو ہزار درہم پیش کئے انہوں نے پھر ٹھکرا دیئے بالآخر چار ہزار درہم جناب سمرۃ راضی ہو گئے اور معاویہ کی پیش کش قبول کر لی۔
(شرح ابن ابی الحدید صفحہ 1 جلد اول، بحوالہ سہم مسموم صفحہ 104)

حوالہ نمبر 10: سہم مسموم:

ترجمہ: زید بن ثابت بڑے متعصب عثمانی تھے اور عمرو بن ثابت بھی عثمانی تھے بلکہ حضرت علی المرتضیٰ کے دشمنوں اور ان سے بغض رکھنے والوں میں سے تھے عمرو بن ثابت سے مروی ہے کہ یہ مختلف بستیوں میں سواری پر جاتا وہاں کے باشندوں کو جمع کر کے کہتا کہ علی ایک منافق شخص تھا اس نے رسول اللہ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا تم اس پر لعنت بھیجو یہ سن کر اس بستی والے علی المرتضیٰ پر لعنت بھیجتے پھر عمرو بن ثابت وہاں سے دوسری بستی کا رخ کرتا اور وہاں جا کر بھی یہی کچھ کرتا یہ امیر معاویہ کے دور خلافت میں ہوا ہے۔
(شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ 458، بحوالہ سہم مسموم صفحہ 105)

حضرت عباس ؓ اور سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے بارے میں من گھڑت روایات سیدہ عائشہ کی طرف منسوب کر کے ابن ابی الحدید شیعی نے بہت بڑے دھوکے اور دجل فریب کی روایت قائم کی ہے

حوالہ نمبر 11: سہم مسموم:

ترجمہ: ابو بردہ نے ابو العادیہ الجہنی سے کہا، کیا تو عمار بن یاسر کا قاتل ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ کہا پھر مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ، ہاتھ پکڑ کر ابو بردہ نے اسے چوما اور کہا تمہیں کبھی بھی دوزخ نہ چھوئے گی۔
(شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ 484، بحوالہ سہم مسموم صفحہ 107)

حوالہ نمبر 16:

حضرت علی المرتضیٰ کے دشمن اور امیر معاویہ کے طرفداروں کی ایک فہرست

1-ابو ہریرہ، 2-مغیرہ بن شعبہ، 3-عروہ بن زبیر، 4-حریز بن عثمان، 5-مروان بن حکم، 6-عمرو بن سعید بن عاص، 7-سمرہ بن جندب، 8-انس بن مالک، 9-اشعث بن قیس، 10-جریر بن عبداللہ بجلی، 11-ابو مسعود انصاری، 12-کعب بن الاحبار، 13-عمران بن الحصین، 14-عبداللہ بن الزبیر، 15-عبداللہ بن عمر، 16-ابو موسیٰ اشعری، 17-اضحاک بن قیس، 18-ولید بن عقبہ بن ابی معیط، 19-حنظلہ، 20-وائل بن حجر، 21-مطرف بن عبداللہ، 22-علاء بن زیاد، 23-عبداللہ بن شقیق، 24-مرہ ہمدانی، 25-اسود بن یزید، 26-مسروق بن اجدع، 27-قاضی شریح، 28-امام شعبی محدث، 29-ابو وائل شقیق بن سلمہ، 30-ابو عبدالرحمن قاری، 31-عبداللہ بن حکیم، 32-سہم بن طریف، 33-قیس بن ابی حازم، 34-سعید بن مسیب، 35-امام زہری، 36-زید بن ثابت، 37-مکحول شامی۔

وکان جمهور الخلق مع بنی امیه

(شرح ابن ابی الحدید، جلد اول صفحہ 463 تا 477، بحوالہ سہم مسموم مصنفہ غلام حسین نجفی شیعی صفحہ 107)

توضیحات:

ان بارہ عدد حوالہ جات میں ابن ابی الحدید نے شیعی عقائد اور ان کے اثرات پر گفتگو کی۔ حوالہ نمبر 2 میں یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت ابو بکر ؓ، عمر ؓ، وغیرہ صحابہ کرام میں کوئی ذاتی فضیلت نہ تھی بلکہ امیر معاویہ ؓ نے حضرت علی المرتضیٰ کے فضائل کے مناقب میں ان حضرات کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے لوگوں سے من گھڑت احادیث کی روایت کرنے کو کہا مقصد یہ ہوا کہ صاحب فضیلت صرف علی المرتضیٰ ؓ ہیں۔ بقیہ صحابہ کرام سے کوئی بھی فضیلت نہیں رکھتا۔ یہ کس مسلک کی ترجمانی کی جا رہی ہے۔

اسی طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ امیر معاویہ ؓ حضرت علی ؓ ان کی آل کے دشمن تھے اسی لئے انہوں نے اپنے کارندوں کو ایسے اشخاص کا پتہ چلا کر جو علی اور آل علی سے محبت رکھتے ہوں ان کے وظیفہ جات بند کرنے کا حکم صادر فرمایا یہی امیر معاویہ ہیں جو بحوالہ مقتل ابی مخنف حسنین کریمین کو اپنے دور خلافت میں ہر سال دس لاکھ دینار ہدیہ بھیجا کرتے تھے جلاء العیون میں امام حسن سے منقول ہے کہ وہ امیر معاویہ کی طرف سے تحائف اور وظیفہ کی آمد کا پہلے سے اعلان کر دیا کرتے تھے یہ وظیفہ حسنین خود اور اپنے اعزہ اقارب پر خرچ کیا کرتے تھے حجاج کا نام تو ابن ابی الحدید نے دکھاوے کے لئے ذکر کیا ورنہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ کے بارے میں یہ ثابت کیا جائے کہ آپ علی المرتضیٰ کا نام سننا بھی پسند نہ کرتے تھے حالانکہ شیعوں کی معتبر کتاب امالی شیخ صدوق کے بقول امیر معاویہ ؓ جب علی المرتضیٰ ؓ کے فضائل سنتے تو رو دیا کرتے تھے۔

حضرت عباس اور علی المرتضیٰ کے بارے میں من گھڑت روایت سیدہ عائشہ کی طرف منسوب کر کے ابن ابی الحدید نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ مائی صاحبہؓ جب حضور ﷺ سے یہ سن چکی تھی کہ عباس و علی دین اسلام پر فوت نہ ہوں گے تو پھر ایسے آدمیوں سے ان کا قلبی تعلق کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ روایت من گھڑت ہے کیونکہ بحار الانوار وغیرہ میں صراحت سے یہ مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ہی روایت

بقیہ صفحہ نمبر 36 پر

الیکشن گجرات

مسلم لیگ (ن) کے امیدوار حاجی عمران ظفر نمایاں برتری کے ساتھ جیت گئے

(رپورٹ: فیض رسول)

صوبائی اسمبلی کا حلقہ PP-111 گجرات شہر پر مشتمل ہے اور شہری حلقہ کہلاتا ہے جہاں چوبیس مارچ بروز بدھ 2010 کو انتخابی دنگل کا اعلان ہوا، عام انتخابات فروری 2008ء میں یہاں سے مسلم لیگ (ن) کے حاجی ناصر کامیاب ہوئے تھے لیکن انکی ڈگری جعلی ہونے کے سبب نااہل ہوئے اور ضمنی انتخابات کا اعلان ہوا چونکہ چودھری شجاعت اور چودھری پرویز الٰہی کا آبائی علاقہ ہے اور وہ مشہور بھی ہیں اس لئے انہوں نے اپنے امیدوار میاں عمران مسعود کا اعلان کیا جو سابقہ دور میں صوبائی وزیر تعلیم رہے ہیں چونکہ مسلم لیگ (ن) نے یہ نشست جیتی ہوئی تھی انہوں نے اپنے امیدوار حاجی عمران ظفر کا اعلان کیا جو کہ حاجی ناصر کے بھتیجے ہیں ملکی سطح پر چونکہ مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ق) اثر ورسوخ رکھتی ہیں اس لئے ان دونوں پارٹیوں نے اس نشست کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا، دونوں اطراف سے انتخابات سے پہلے بلند وبانگ دعوے کئے جاتے رہے مسلم لیگ (ن) نے بہت سارے صوبائی وزیر اور قومی اسمبلی کے ممبران گجرات میں اکٹھے کر لئے جو کہ ہر کارنر میٹنگ اور جلسے میں عوام کی توجہ اور دلچسپی کا سبب تھے، مسلم لیگ (ق) کے پاس کوئی قد آور شخصیت سوائے پرویز الٰہی کے اور کوئی نہ تھی لہٰذا وہ ان سے کام کرواتے رہے وہ بھی اکثر جلسوں میں اپنے انداز کی وجہ سے توجہ کا سبب بنے رہے، مسلم لیگ (ق) نے گجرات کی عزت کے نام پر الیکشن لڑا اور مسلم لیگ (ن) نے آمریت کے ساتھیوں کو بھگاؤ کے نام پر الیکشن میں حصہ لیا مسلم لیگ (ق) کے اس نعرے کو سنجیدہ حلقوں نے پسند نہیں کیا لیکن بعض لوگوں نے اس نعرے پر ووٹ بھی دیئے الیکشن کمیشن کے مطابق اس حلقے میں کل رجسٹرڈ ووٹ ایک لاکھ باسٹھ ہزار ہیں اور پولنگ اسٹیشن جو کہ ووٹرز کی سہولت کے لئے بنائے گئے ان کی تعداد ایک سو بارہ تھی امیدواران جو کہ اس حلقے سے انتخاب میں حصہ لے رہے تھے ان کی تعداد ابتدا میں بتیس تھی جو کہ کم ہوتے ہوتے آخر میں آٹھ رہ گئی لیکن اصل مقابلہ دو امیدواروں کے درمیان تھا جو کہ مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ق) کے تھے۔ پیپلز پارٹی میثاق جمہوریت معاہدے کے تحت مسلم لیگ (ن) کی حمایت میں تھی وہ بھی اوپر کے عہدیداران کی حد تک ورنہ عام پارٹی ورکر سماں فیلی کے امیدوار کی حمایت کر رہا تھا جو کہ پارٹی ورکر ہونے کی وجہ سے آزاد امیدوار کی حیثیت سے سامنے آیا لیکن اسے پیپلز پارٹی کی قیادت کی حمایت نہ تھی۔ اٹھارہ مارچ تک صورتحال غیر یقینی تھی کہ اچانک گجرات کی سیاست میں ہلچل مچ گئی مولانا الیاس چنیوٹی میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشورہ سے مذہبی ووٹ حاصل کرنے کیلئے گجرات تشریف لائے کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب جھنگ اور راولپنڈی میں مذہبی حمایت حاصل کر کے سیٹیں جیت چکے تھے، مولانا الیاس چنیوٹی نے خاص طور سے اہل سنت والجماعت کے صوبائی لیڈر مولانا احسان الحق شاد سے ملاقات کی اور الیکشن کے لئے پلاننگ بنائی اور فوری طور پر مذاکرات کیلئے مولانا احسان الحق شاد کے گاؤں ڈوگہ تحصیل میں اپنی اعلیٰ قیادت کے ساتھ پہنچے، مذاکرات میں اہل سنت والجماعت کی طرف سے مولانا احسان الحق شاد، حافظ خالد محمود، فیض رسول، حنیف الحق شاد اور مسلم لیگ (ن) کی طرف سے خواجہ سعد رفیق ایم این اے اور مولانا الیاس چنیوٹی ایم پی اے نے حصہ لیا، اہل سنت والجماعت نے مسلم لیگ (ن) کے امیدوار حاجی عمران ظفر کی حمایت کا اعلان کیا اس اعلان کے ہوتے ہی مسلم لیگ (ن) کی صفوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہیں اپنی جیت یقینی نظر آنے لگی اور چوبیس مارچ بروز بدھ کو رات آٹھ بجے اعلان ہوا کہ حاجی عمران ظفر واضح برتری سے الیکشن جیت گئے پولنگ مجموعی طور سے پُر امن رہا، ٹرن آؤٹ نسبتاً کم رہا۔

مولانا محمد الیاس چنیوٹی کے ساتھ کامیاب مذاکرات کے بعد اہل سنت والجماعت کے تعاون سے مسلم لیگ (ن) کی جیت یقینی ہوگئی۔

مسلم لیگ (ق) کے پاس چوہدری پرویز الٰہی کے سوا کوئی اور قد آور شخصیت نہ تھی

مسلم لیگ (ن) نے بہت سے صوبائی وزیر اور ممبران قومی اسمبلی اس حلقہ میں اکٹھے کر لئے تھے۔ جو بے پناہ اختیارات استعمال کرتے رہے۔

میری کہانی.........میری زبانی

میری کہانی......میری زبانی کے عنوان سے زندگی کے بیتے ہوئے لمحات کو صفحہ قرطاس پرلانے کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔جس میں ہر شخص اپنی زندگی کے گزرے ہوئے واقعات بھیج کر حصہ لے سکتا ہے۔واقعات ایسے ہونے چاہئیں جو پڑھنے والوں کیلئے سبق آموز ہوں۔

ترتیب:میاں ذوالفقارعلی :03007661205

> میں نے جب تعویز والی بات اس کو بتائی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ پھوٹ پھوٹ کررونے لگااور کہتا تھا کاش! آج مولانا حق نواز جھنگوی زندہ ہوتے!۔

خدارا قائدین کی حفاظت کیجئے

ہم فیصل آباد کی ایک تحصیل سمندری شہر میں رہتے ہیں، میرے والد ریڑھی پر سبزی بیچ کر گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے،ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں،سمندری کے نزدیک شہر تاندلیانوالہ میں میرے ننھیال کا گھر ہے، میں بچپن ہی سے اپنے ننھیال میں رہا،اتفاق سے میرے ننھیال کے محلے میں اہل تشیع کا ایک امام باڑہ ہے اگرچہ اس محلے میں مسلمانوں کی آبادی شیعہ سے زیادہ ہے لیکن پھر بھی محرم کے دنوں میں دور دراز سے شیعہ عورتیں، بچے اور جوان جمع ہوکر ایسا ہجوم بنا دیتے ہیں کہ اللہ کی پناہ ،دس دن تک اس محلے میں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی ہے،پھر بھی اس محلے کے تمام مسلمان آنے والے شیعہ مہمانوں کی بڑی آؤ بھگت کرتے ہیں،یہ سلسلہ قیام پاکستان سے پہلے کا چل رہا ہے، یہ امام باڑہ گوگیرہ بنگلہ کے ایک بڑے شیعہ جاگیردار شفقت ربیرہ کے والد نے اپنی گرہ سے یہاں پر جگہ خرید کر بنایا تھا، میں اس وقت تقریباً15یا16 سال کا نوجوان لڑکا تھا، ہر سال عشرہ محرم اور چہلم کے دنوں میں باقاعدہ طور پر شیعہ کے ساتھ ماتم اور دیگر مجالس میں شریک ہونے لگا،اس وقت شیعہ کے عقائد ونظریات اور رسم ورواج کی حقیقت عام آدمی کو معلوم نہ تھی اور نہ ہی مسلمان اس طرف توجہ دیتے تھے بلکہ لوگ حضرت سیدنا حسین ؓ کی مظلومیت کے واقعات سن کر شیعہ کے ساتھ تمام رسم ورواج میں شریک ہوتے تھے،گھوڑے،تعزیئے او رکالے رنگ کے کپڑے پہنتے ،بدصورت ملنگوں کی عزت وتعظیم میں مسلمان بھی اہل تشیع سے کم نہیں تھے۔میرے ننھیال کے آباؤاجداد قیام سے پاکستان سے پہلے ہاں آباد ہیں۔ بڑے صاحب ثروت اور کاروباری لوگ ہیں،اوراپنے آپ کو باقاعدہ شیعہ تو نہیں سمجھتے ہیں لیکن شیعہ کے تمام رسم ورواج ان کے اندر شامل ہوتے ہیں،یہ سب رسومات میں اہل بیت عظام کے ساتھ محبت وعقیدت کی وجہ سے شریک ہوتے ہیں،ہائی سکول میں ضمیر شاہ اور توقیر شاہ میرے کلاس فیلو تھے،ان کے ساتھ میری پکی دوستی بھی تھی،ان کے گھر آنا جانا اکثر رہتا تھا،ان کی ایک بڑی بہن زینب تھی جو ایک پرائمری سکول میں پڑھاتی تھی،سکول میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ وہ بہت اچھی تقریر بھی کرتی تھی،پورے علاقے میں مجلسیں پڑھنے کیلئے بھی جاتی تھی،عشرہ محرم میں تو ایک دن میں تین تین، چار چار جگہوں پر مجلسیں پڑھتی تھی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میٹرک کے امتحان کے وقت میری کوئی تیاری نہیں تھی، میں ضمیر شاہ سے ملنے ان کے گھر گیا تو اس کی بہن نے پوچھا میٹرک کے امتحان کب ہورہے ہیں؟،میں نے تاریخ بتائی اور اتفاق سے انہی دنوں عشرہ محرم بھی قریب ہی تھا، میں نے کہا میری کوئی تیاری نہیں ہے،زینب نے کہا تم اگر منت مان لو کہ میں اس بار دس محرم کو سیدنا حسین ؓ کے غم میں زنجیر زنی کروں گا تو اس کی برکت سے تم میٹرک کے امتحان میں ضرور پاس ہوجاؤ گے......اس وقت زینب کی یہ بات مجھے بہت اچھی لگی، میں میٹرک کی تیاری کی بجائے زنجیر زنی کے پروگرام میں شامل ہونے کی تیاری کرنے لگا اور خیالات کی دنیا میں میٹرک اچھے نمبروں میں پاس کرکے کالج میں بھی داخل ہوچکا تھا..........10 محرم قریباً12 بجے کے قریب ایک ذاکر تاج الدین حیدری نے مجلس میں تقریر شروع کی،ماتم کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا"ماتم انبیاء کی سنت ہے،ماتم کرنے والوں کا حشر حضرت حسین ؓ کے غم خواروں میں ہوگا،ماتم حسین کی مخالفت کرنے والے جہنمی ہیں،ماتم حسین ایک نظریہ کا نام ہے،یہ حق اور باطل کے پیروکاروں کیلئے حد فاصل ہے۔ماتم تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے"تاج الدین حیدری قریباً2 بجے مجلس پڑھ کر چلے گئے ،ذوالجناح برآمد ہوا اور ماتم شروع ہوگیا،سنگلاں والا چوک میں ماتم عروج پر پہنچ چکا تھا...... یہاں پر ضمیر شاہ نے مجھے زنجیریں پکڑا دیں اور میں غم حسین میں قمیض اتار کر شروع ہوگیا ......میں نے اپنے جسم کو زنجیروں کے ساتھ بندھی ہوئی چھریوں سے مارنا شروع کردیا......میرا پورا جسم میرے اپنے خون سے تر ہوچکا تھا...... مجھے کچھ پتا نہ چلا جب مجھے ہوش آیا تو میری نانی اماں دودھ کا گلاس لئے میرے سامنے کھڑی تھیں،اردگرد میرے ماموں کی بیٹیاں اور چھوٹا بھائی رورہے تھے،میری آنکھ کھلنے پر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا......اس کے بعد جس دکھ اور درد کے ساتھ مجھے دن گزارنے پڑے بیان نہیں کرسکتا،میری کمر پر زخموں کے اندر پیپ پڑ چکی تھی ،کمر کی ساری جلد اتر گئی تھی،......جب تکلیف برداشت سے باہر ہوئی میں نے ضمیر شاہ سے ذکر کیا اس نے اپنے کسی پیرو مرشد سے ایک تعویذ لاکر مجھے دیا اور کہا کہ اس تعویذ پر سات جوتے مار کر اس کو آگ میں جلا دیا جائے......مولا حسین کی برکت سے آپ کے زخم ٹھیک ہوجائیں گے،میں نے اپنے ماموں کے بیٹے علیم کو وہ تعویذ دیا......اس نے سات جوتے مارے اور کھول کر دیکھنے لگا تو اس میں سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر فاروق ؓ کے نام تھے،نیچے دشمنان اہل بیت لکھا ہوا تھا......اس وقت ہمیں اس بات کا احساس نہیں تھا کہ یہ کیا چیز

ہے......آخر کار درد بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق زخم ٹھیک ہونے کی بجائے میرا پورا جسم گلنا شروع ہوگیا، کئی مہینے تک میں کمر کے بل لیٹ نہیں سکا تھا، آخر کار مجھے میو ہسپتال لاہور داخل کرا دیا گیا وہاں وارڈ بوائے نصیر کے ساتھ میری دوستی ہوگئی......اس کو میں نے سارے حالات بتائے ، جب تعویذ والی بات بتائی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے ، وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کاش! مولانا حق نواز جھنگویؒ آج موجود ہوتے ، مجھے اس کی یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی ، وقت گزرتا رہا وہ روزانہ تین مرتبہ میرے زخموں کو دھوتا لیکن زخم ٹھیک نہیں ہو رہے تھے ، دو ہفتے اسی طرح گزر گئے وہ ایک رات تین بجے میرے پاس آیا میں زخموں کے درد کی وجہ سے کراہ رہا تھا......میرا ہاتھ پکڑ کر میرے قریب بنچ پر بیٹھ گیا ، میں نے نظر اٹھائی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ، مجھے اس کے اندر اتنی اپنائیت محسوس ہوئی کہ میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا ، بے ساختہ میں بھی رونے لگا ، اس نے کہا جب سے آپ یہاں داخل ہوئے میں نے اپنی ساری توانائیاں صرف کر دی ہیں آپ کے زخموں کو روزانہ دھوتا ہوں لیکن زخم ٹھیک ہونے کی بجائے زیادہ خراب ہو رہے ہیں......آپ کا درد مجھ سے دیکھا نہیں جاتا ہے ، آپ کے حوصلے اور ہمت کو دیکھ کر میں بے چین ہوگیا ہوں ، ابھی دو نفل پڑھ کر اللہ پاک سے آپ کے لئے دعا کر کے آ رہا ہوں ، رات کے قریباً 4 بجے جب سب مریض سوئے ہوئے تھے اس نے سرگوشیوں میں لمبی چوڑی تقریر کر ڈالی......اس نے کہا جن لوگوں کے کہنے پر آپ نے اپنے خوبصورت جسم کو لہولہان کیا ہے ، یہ لوگ بہت بڑے دھوکے باز ، فتنہ پرور ، آل نبی ﷺ کے دشمن اور منافقوں کے سردار ہیں......اس نے کہا شیعیت دجل ، فریب اور بے ایمانی کا نام ہے ۔ آپ اچھے اور شریف خاندان کے چشم و چراغ ہیں ، آپ شیعیت کے دجل و فریب میں کیسے آگئے ؟ شیعہ تو خود اہل بیت اور آل نبی ﷺ کے دشمن ہیں ، انہوں نے سیدنا حسین ؓ کو دھوکہ سے کربلا بلایا پھر ان کو بے یار و مددگار کر کے بچوں سمیت شہید کر دیا ، میں نے کہا مولا حسین ؓ کو تو یزید نے شہید کیا ہے ؟ وہ مولا حسین ؓ کا دشمن تھا ، پھر اس نے ایک عجیب بات کہی جس سے میرے تن بدن میں بجلیاں کوندنے لگیں لیکن میں خاموش رہا ، اس نے سوال کیا کہ بتاؤ! حضرت حسین ؓ کو 18 ہزار خط لکھ کر بلانے والے شیعان علی میں سے کوئی ایک شیعہ بھی حضرت حسین ؓ کے ساتھ کربلا کے میدان میں شہید کیوں نہ ہوا؟ دوسرا سوال اس نے یہ کیا کہ حضرت حسین ؓ جب کربلا پہنچے انہوں نے دیکھا کہ مجھے بلانے والے سب لوگ اپنے وعدوں سے منحرف ہو چکے ہیں انہوں نے حالات کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے تین شرطیں پیش کیں جن میں سے تیسری شرط یہ تھی کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو میں خود اس کے ساتھ معاملہ طے کرلوں گا ، اس نے کہا کہ جب منافق کوفیوں نے دیکھا کہ حضرت حسین ؓ یزید کے پاس جانے کیلئے تیار ہو چکے ہیں جس سے ہماری سازش یعنی حضرت حسین ؓ کو بلا کر یزید کے ساتھ لڑانے کی سازش ننگی ہو جائے گی تو انہوں نے رات کی تاریکی میں حضرت حسین ؓ کے خیموں پر حملہ کر کے انہیں اور ان کے بچوں کو شہید کر دیا نصیر کی یہ بات ایسی تھی جسے اس کے تمام احسانات کے باوجود میں برداشت نہ کر سکا......میں نے فوراً اس کو ڈانٹ دیا ، ایسی باتیں میں نے پہلی بار سنی تھیں......وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا سردیوں کی رات قریباً پانچ بج چکے تھے ، اس نے کہا آپ کو میری باتیں اچھی نہیں لگیں تو میں معافی چاہتا ہوں ، اس نے میرے پاؤں پکڑ لئے ، جس سے میرا غصہ ٹھنڈا ہو گیا......وہ بولا کربلا کی یہ کہانیاں ابھی آپ کو سمجھ نہیں آئیں گی......آپ میرے ساتھ ایک وعدہ کریں تو پھر ہم دونوں مل کر تمہاری تندرستی کیلئے دعا کرتے ہیں......اس وقت نصیر کا لہجہ اتنا عاجزانہ اور پیارا تھا کہ میں نے وعدہ کر لیا اس نے کہا آج اسی وقت آپ شیعیت سے پکی توبہ کریں......آئندہ کبھی ماتم نہیں کریں گے اور نہ ہی شیعہ کی کسی مجلس میں شریک ہونگے آپ کی سچی توبہ کے بعد ہی ہم دونوں آپ کے زخموں کی صحت یابی کیلئے دعا کر سکیں گے میں اپنے زخموں کی وجہ سے اتنا لاچار اور بے بس ہو چکا تھا کہ میں نے اس رات شیعیت کے رسم و رواج سے سچی توبہ کر لی ، پھر اس نے میرے لئے دعا شروع کی وہ دعا کرتا رہا میں آمین کہتا گیا ، جب دعا ختم کر کے اس نے منہ پر ہاتھ پھیرا یقین کیجئے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میرا درد بہت ہلکا ہو گیا ہو......اگلے روز شام 4 بجے وہ آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈر اور کان میں لگانے کیلئے ایئرفون تھا اس نے کہا یہ دو کیسٹیں آپ کے لئے آپ کی صحت یابی کا پہلا تحفہ ہیں ، انہیں غور سے سنیے ، میں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ میرا درد اور زخم تیزی کے ساتھ ٹھیک ہو رہے ہیں اس کے جانے کے بعد میں نے کیسٹ سٹارٹ کی ، بڑی گرجدار آواز تھی......درد اور دکھ کی کیفیت کے ساتھ ایک آدمی تقریر کر رہا تھا میں نے تقریر سننا شروع کی ، میں اس کی آواز کے جادو میں ہی کھو کر رہ گیا ، دل چاہتا تھا یہ باتیں سنتا ہی چلا جاؤں......جب تقریر کے اندر اس نے امی ۔ امی ۔ امی کہہ کر پکارا تو میرا دل چیخ اٹھا کہ یہ الفاظ لاکھوں میلوں کا فاصلہ طے کر کے عرش اعظم پر پہنچنے والے ہیں ۔ یہ مولانا حق نواز جھنگوی کی پشاور اور اوکاڑہ والی تقریریں تھیں ، ان تقریروں کا سننا تھا کہ میرے دل کی دنیا بدل گئی...... صرف ایک دو ہفتے کے اندر میں مکمل صحت یاب ہو کر اپنے گھر آ چکا تھا ، مولانا حق نواز جھنگویؒ اس وقت دنیا میں موجود نہیں تھے ، مجھے ان کی زیارت نہ کر سکنے کا دکھ ساری زندگی رہے گا......نصیر میری خیریت دریافت کرنے میرے گھر کئی بار آیا اس نے مجھے سپاہ صحابہ میں شامل کر لیا ، میں مکمل طور پر جماعت کا کارکن بن چکا تھا ، ہمارے شہر کے خطیب مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ سپاہ صحابہ کے سربراہ بن گئے تھے ۔ ان کے مدرسہ جامعہ عمر فاروق اسلامیہ میں باقاعدہ جمعہ پڑھنے لگا ، ابھی چند جمعے پڑھے تھے کہ وہ گرفتار ہو کر مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے ساتھ جیل چلے گئے......میں ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب آ گیا ، جہاں پر مجھے مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ کی بم دھماکے میں شہادت کی اطلاع ملی تھی ، بڑا دکھ ہوا ، اس کے چند دن بعد پتہ چلا کہ لاہور سمن آباد کی ایک مسجد میں بم پھینکا گیا ہے ، جس میں کئی نمازی شہید ہو گئے ان میں ایک میرا پیارا دوست ، بھائی اور محسن نصیر بھی تھا ، نصیر کی شہادت کی خبر سن کر کئی دن تک سو نہ سکا......کئی روز تک کام پر بھی نہ گیا ، ان حالات سے اتنا دل برداشتہ ہوا کہ میں نے پاکستان جانے کا ارادہ ترک کر دیا ، اپنے بچوں اور بیوی کو یہاں ریاض میں بلا لیا ، یہاں ایک دوست کی وساطت سے مجھے آپ کا رسالہ ''نظام خلافت راشدہ'' ملا......یقین جانیئے کہ اتنی خوشی ہوئی بیان نہیں کر سکتا ، آپ کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں خدارا! اس رسالے کو بند نہ کیجئے اسے پوری دنیا کے اندر عام کیجئے......سپاہ صحابہ کا کام اور مشن اس وقت سب سے بڑی ضرورت ہے ۔ میں مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ اور ڈاکٹر خادم حسین کی عظمت کو سلام کرتا ہوں......تمام قارئین اور جماعت کے کارکنوں کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنی جان دے کر بھی مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی حفاظت کریں......آپ کی وساطت سے اپنا دست بستہ سلام مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ تک پہنچانا چاہتا ہوں......انشاء اللہ اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ مشن جھنگوی کیلئے وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں ۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو ۔

(عبدالحمید ریاض سعودی عرب)

خط و کتابت اور مضامین بھیجنے کے لئے :
حافظ محمد ابو بکر جامعہ عمر فاروق اسلامیہ
سمندری فیصل آباد پاکستان 0322-6344296

CS CamScanner

ایڈیٹر کی ڈاک

ترتیب: حافظ محمد ابوبکر

☆......ملک محمد عرفان گڑھ مہاراجہ جھنگ کی طرف سے اصحاب رسول کے خوبصورت اقوال موصول ہوئے ہیں لیکن ان کا کسی بھی جگہ حوالہ درج نہیں کیا گیا ہے۔

☆......جامع مسجد عثمانیہ ہارون آباد کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان کے خطیب جناب قاری عیسیٰ عاصم حقانی نے ''ولادت سے نبوت تک'' کے عنوان سے سیرۃ النبی ﷺ پر خوبصورت مضمون ارسال فرمایا ہے اس کے ساتھ انہوں نے ''نظام خلافت راشدہ'' کی بہتری اور خوبصورتی کیلئے تجاویز کے ساتھ رسالے کی فوٹو کاپی روانہ کی ہے۔

☆☆آپ کا بہت بہت شکریہ ہم نظام خلافت راشدہ کی بہتری کیلئے تجاویز پر غور کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆......جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری کے طالب علم محمد نبیل کی طرف سے ''حضور ﷺ کی صحابہ سے محبت'' کے عنوان سے خوبصورت تحریر موصول ہوئی ہے جسے انہوں نے ''جانثاران رسول قرآن حدیث کے آئینہ میں'' سے نوٹ کر کے بھیجا ہے۔

☆......مانسہرہ سے قاضی محمد اسرائیل کی طرف سے ''ہوک کی بھوک'' کے عنوان سے در رسول ﷺ پر حاضری کی تڑپ سے بھرپور اشعار موصول ہوئے، یقین کیجئے یہ اشعار اتنے دردناک ہیں کہ اس راہ کا راہی ہی انہیں محسوس کر سکتا ہے عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

☆......دلولہ ایبٹ آباد سے محمد عمران معاویہ نے ''تذکرہ اصحاب غلامان اصحاب'' کے عنوان سے خوبصورت نظم روانہ فرمائی ہے۔

☆......راولپنڈی سے محمد سعید ہزاروی کی طرف سے ''شیعہ ختم نبوت کا منکر تو نہیں'' کے عنوان سے مضمون ملا ہے جس میں شیعہ کے عقیدہ امامت کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ ختم نبوت کا انکاری ہے صرف امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کیلئے ختم نبوت کا نام لیتا ہے

☆......عبدالحکیم سے ڈاکٹر محمد جمیل کی تحریر ''میلاد النبی ﷺ یا بعثت امام الانبیاء کا اصل مقصد'' کے عنوان سے موصول ہوئی ہے جس میں مضمون نگار نے بہت ہی احسن اور جامع انداز میں آنحضور ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے خداوند کریم ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں۔

☆......جھنگوی چوک میر پور خاص سے محمد بلال حسین نے خوبصورت تحریر روانہ کی ہے جس میں امیر عزیمت حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالی ہے۔

☆......اردو بازار شیر شاہ کراچی سے بنت اجمل نے ''ہم صحابہ کے غلام'' کے عنوان پر نظمیں ارسال فرمائی ہیں۔

☆......گجرات سے علی شیر حیدری نے امیر عزیمت کے عنوان سے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ایک نظم ارسال فرمائی ہے۔

☆......ظاہر پیر رحیم یار خاں سے حافظ ارشاد احمد دیوبندی نے ایک خط میں نظام خلافت راشدہ میں کتابت کی غلطیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

☆انشاء اللہ ہم غلطیوں کے ازالہ کے لئے کوشش کرینگے

☆......اسلام آباد سے محمد عمر حیدری نے ''اہل تشیع کا عقیدہ تقیہ قرآن وسنت کی روشنی میں'' کے عنوان سے بہت ہی خوبصورت اور جامع تحریر بھیجی ہے۔ جس میں دلائل کی روشنی میں تقیہ کے عقیدہ کو باطل ثابت کیا گیا ہے۔

☆......پیر محل میں شمع رسالت ﷺ کے پروانے ڈٹ گئے، قادیانی مردے کو مسلمانوں نے اپنے علاقے میں دفن نہیں ہونے دیا، یوں مرزا کی گندی اولاد کو ایک مرتبہ پھر ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا، 13 اپریل 2010ء دن کے ایک بجے مجاہد ختم نبوت ڈاکٹر افتخار علی گورایہ کو اطلاع ملی کہ کمالیہ روڈ پر بی بلاک پیر محل میں منکرین ختم نبوت قادیانی اپنے ایک مردے کو مسلمانوں کی آبادی کے سامنے ایک خالی پلاٹ میں دفن کرنے کیلئے قبر کشائی کر رہے ہیں۔ انہوں نے اہل سنت والجماعت کے ضلعی جنرل سیکرٹری، پیر محمد یوسف بخاری اور پیر غلام سرور عثمانی تحصیل صدر اہل سنت والجماعت کمالیہ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ دریں اثناء چند منٹوں میں مقامی وضلعی انتظامیہ میڈیا اور علمائے کرام مذہبی کارکن جائے وقوعہ پر پہنچنا شروع ہو گئے اور انتظامیہ نے قادیانیوں کو مسلمانوں کے علاقے میں مردہ دفن کرنے سے روک دیا۔ تمام مسلمان پیر محمد یوسف بخاری اور پیر غلام سرور عثمانی، مفتی عابد فرید، مفتی سراج کی قیادت میں پیر محل تھانہ پہنچے، تھانہ صدر پیر محل میں موجود ہیڈ کوارٹر ڈی ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ، ڈی ڈی او آر کمالیہ مفتی عابد فرید، رانا افتخار اور دیگر علمائے کرام سمیت انجمن تاجران میڈیا کے نمائندگان سے مذاکرات شروع ہوئے لیکن تلخی بڑھتے ہوئے مذاکرات ناکام ہو گئے۔ اسی دوران اطلاع ملی کہ ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ڈی پی او ٹوبہ ٹیک سنگھ ریسٹ ہاؤس پیر محل پہنچ رہے ہیں آپ تمام لوگ وہیں تشریف لے جائیں جب ہم سب ریسٹ ہاؤس پیر محل پہنچے تو ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کو ایجنسیوں نے تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا، انہوں نے ایجنسیوں کی رپورٹ کی روشنی اور حالات کے پیش نظر فوری طور پر اعلان کر دیا کہ قادیانی مردے کو پیر محل میں دفن نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں ربوہ میں دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ تمام مسلمان پرامن رہیں، ہم بھی مسلمان ہیں، ہم آپ کے جذبات کا احترام کرتے ہیں۔

(ضیاء اللہ طور کمالیہ)

خط و کتابت
اور مضامین بھیجنے کے لئے:
حافظ محمد ابوبکر
جامعہ عمر فاروق اسلامیہ
سمندری فیصل آباد پاکستان
0322-6344296

بزمِ قارئین

ترتیب: حافظ محمد ابوبکر

☆.....صدھا بار معذرت کے ساتھ عرض یہ ہے کہ اپنا محبوب ماہنامہ "نظام خلافت راشدہ" کا ٹائٹل اور چھپائی دیکھ کر انتہائی کڑھن محسوس ہوتی ہے اور اندر کھول کر دیکھو تو سونے پہ سہاگہ ہوتا ہے۔ بات دراصل ذوق کی ہے اس لئے میری گزارشات بالکل ہی محسوس نہ فرمانا، آج میں کھری کھری سنانے لگا ہوں، چھپائی، پرنٹنگ انتہائی ناقص، ٹائٹل کا معیار بالکل گھٹیا، پیپر نیوز سے بھی گیا گزرا ہوتا ہے، کریکشن کی بھرمار ہوتی ہے، بندہ کو سمجھ نہیں آتی کہ پروف ریڈنگ کون ساتھی کرتا ہے اور پھر اسکی کمپیوٹر پہ درستگی کون کرواتا ہے بندہ بحمداللہ تعالیٰ اللہ کے خصوصی فضل وکرم سے اس کام میں مہارت تامہ رکھتا ہے اگر پروف ریڈنگ کا کوئی مسئلہ ہو تو شمارہ چھپنے سے قبل مسودہ بندہ کو بھجوادیا کریں بندہ کریکشن مکمل 3 دن میں کر کے واپس بھیج دے گا۔

دوسری بات مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ کے حالات بندہ قلم بند کر رہا ہے کچھ دنوں تک مکمل ہو جائیں گے انکو رسالے میں جگہ دیکر ممنون فرمانا کیونکہ بندہ 12 سال حضرت کی رفاقت میں رہا اور 2 عدد ان کی تقاریر کی کتابیں "گلہائے خطابت" کے نام سے اُن کی زندگی میں ہی منظر عام پر آچکی تھیں باقیوں پر کام جاری ہے، یہ دوسری جلد جس میں اہل بیت، ازواج مطہرات کا تفصیلی ذکر ہے اسکو تبصرہ کتب میں جگہ دیں، سردست یہ ہے کہ حافظ عبداللہ شہید کے متعلق مضمون پیش خدمت ہے اسکو ضرور شائع کریں حیدری شہیدؒ کا "گواہان نبوت" کے نام سے ایک خطاب بھیجا تھا اس کو شائع نہیں کیا، بے شک آپ اپنا معیار (آپ کو جو بھی ہو) اس کو بھی دیکھیں اور ساتھیوں کو بھی دیکھا کریں یہ ضروری نہیں کہ آپ سے جان پہچان ہو تو ٹھیک ورنہ وہ ساتھی......

تیسری اور آخری بات سنجیدگی سے غور وفکر کریں کبھی میں اپنا رسالہ جس میں نشان لگاتا ہوں غلطیوں کے آپ کو بھیجوں گا آپ حیران رہ جائیں گے، ہر طرح سے معیار کو بہتر سے بہتر بنائیں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو اور استقامت اور صبر وتحمل کے ساتھ کام کی توفیق نصیب فرمائے۔

شمارہ نمبر 6 میں اپنا خط دیکھ کر خوشی ہوئی اور ٹائٹل پر مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا بہت بڑا نام دیکھ کر ان کی وہ صورت ذہن میں گھوم گئی جب جلسوں کے اشتہار پر ان کا نام دیکھا جاتا تھا اور ان کی شکل اس وقت ذہن میں ہوتی تھی اس کو عام سے عام کیا جائے تاکہ مشن جھنگوی شہیدؒ جو کہ خالص اسلامی مشن ہے، قرآنی مشن ہے، نبوی مشن ہے یہ زیادہ سے زیادہ لوگوں میں پھیلے، تیسرا یہ کہ لفظی املائی غلطیوں سے رسالے کو بچانے کی کوشش کریں، اس پُر آشوب دور میں آپ کی ساری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے کہ ایک طرف تو قائدین وکارکنان کی آئے دن شہادتیں کسی کام کی طرف مائل نہیں ہونے دیتیں، دوسری طرف کمر توڑ مہنگائی نے ناطقہ بند کر رکھا ہے ان حالات میں رسالے کا جاری رہنا یقیناً شہداء کے خون اور ان کے اخلاص کی برکت ہے۔ اور آپ حضرات کی ہمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس محبوب رسالے کو جس کا اجراء حضرت فاروقی شہیدؒ نے کیا تھا قائم دائم اور جاری وساری رکھے اور آپ سب حضرات کو استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

ابومعاذ قاضی نعیم اللہ غفاری صدر مدرس جامعہ ابوبکر جام پور
(ڈیرہ غازی خان)

☆......بندہ ناچیز نہ تو کوئی کالم نگار ہے نہ ہی مضمون نویس البتہ اس قافلہ حق کا رضاکار ضرور ہے۔ 28 جنوری 2010ء کو میں نے ایک مضمون روانہ کیا وہ میرے دلی جذبات تھے اور میری ناقص معلومات کے مطابق تحریر حقیقت پر مبنی تھی ممکن ہے آپ کے رسالہ کے معیار کے مطابق نہ ہو، حسن ظن رکھتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ یہ مضمون آپ جناب تک نہ پہنچا ہو یا ہو سکتا ہے چھوٹا منہ بڑی بات کے مترادف جانتے ہوئے ردی کی نظر کر دیا ہو، ہو سکتا ہے کئی ناگزیر حالات کی وجہ سے رہ گیا ہو۔ امید لگائے ہوئے تھا کہ فروری میں میرا مضمون شائع ہو جائیگا پھر مارچ کا انتظار کیا تو یہ رسالہ ہی بعض دل سوز سانحات کی وجوہات کی بنا پر شاید تعطل کا شکار رہا جیسا کہ آپ کے شہر میں کفار ومشرکین نے ملکر حضرت قاسمی کا گھر اور علمی اثاثہ جلا کر ناپاک حرکت کر ڈالی، ہمارے شہر کراچی میں حضرت مولانا عبدالغفور ندیم کا سایہ ہمارے سروں سے چھین لیا گیا، اس طرح ربیع الاول کا شمارہ مارچ کے آخر میں ملا، اپنا مضمون نہ پا کر سوچا کہ شاید کسی شہید کی سفارش یا رفاقت کی نسبت ہوتی تو میری ٹوٹی پھوٹی تحریر کو جگہ ضرور مل جاتی، بندہ ناچیز نے مولانا اعظم طارق شہید نمبر میں ایک مضمون شائع کرایا تھا اس میں تحریری سفارش نامہ حضرت ندیم صاحب کا منسلک کیا اور اس مضمون کیساتھ ندیم صاحب شہید کا سفارش نامہ نہیں تھا شاید اس لئے گزشتہ شمارہ میں شائع نہیں ہوا۔ شاید وہ بھی اس لئے ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روٹھ کر چلے گئے۔ البتہ جامعہ حیدریہ کے استاد حضرت خالد قاسمی کی سفارش کرائی تھی کہ حضرت یونس قاسمی سے کہہ دیں کہ مضمون شائع فرمادیں۔ خاکپائے شہداء ناموس صحابہ اعظم شہید کے دور میں صدیق اکبر مسجد ناگن چورنگی میں موذن رہا اسی نسبت کو برقرار رکھتے ہوئے کراچی کی مرکزی قیادت حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ، الیاس زبیر ندیم کے ساتھ کئی عرصہ پابند سلاسل رہنے کا شرف بھی حاصل رہا۔ اپنے تعارف کا ہرگز ہرگز قائل نہیں ہوں البتہ اللہ مجھے معاف فرمائے۔ آمین

امید ہے زخموں پہ مرہم رکھتے ہوئے مضمون ضرور شائع فرمائیں گے۔

اپنی جان نذر کروں اپنی وفا پیش کروں
قوم کے رہبر برادرِ فاروقی تجھے کیا پیش کروں

(قاری سید محمد شہزاد، شاہ جی)

☆☆☆☆☆☆

آپ کی پریشانیوں کا روحانی حل

مرتبہ: قاری عمر فاروق

قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور احادیث پر مبنی عملیات کی تاثیر اور ان سے روحانی وجسمانی علاج میں استفادہ ایسی محسوس اور روزمرہ کے مشاہدے میں آنے والی چیز ہے جس سے انکار ناممکن ہے خود قرآن نے دو مقامات سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۲ اور سورۃ یونس آیت نمبر ۵۷ پر اپنے آپ کو شفا کہا ہے۔ بلاشبہ اصل شفا بخشنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لیکن دنیا چونکہ اسباب کے ذریعے چل رہی ہے جس طرح دیگر مختلف نسخوں اور ادویات میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اس طرح مختلف عملیات میں بھی یہ تاثیر اسباب کے درجے میں موجود ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث میں دم کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا معمول نقل فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تو سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے تھے، جب آخری دنوں میں تکلیف بڑھ گئی تو میں خود آپ ﷺ پر یہ سورتیں پڑھا کرتی۔ (صحیح مسلم) روحانی وظائف تب فائدہ دیتے ہیں جب انہیں شرائط کے مطابق پڑھا جائے وظائف کی شرائط میں سے اہم اور بنیادی شرائط یہ ہیں آدمی کا عقیدہ صحیح ہو، نماز پانچ وقت ادا کرے، گناہوں سے پرہیز کرے، حرام حلال کی تمیز کرے، یقین کے ساتھ عمل کرے، پاک جگہ اور پاک لباس کا اہتمام کرے، جو ان شرائط کو پورا کرے اس کو میری طرف سے نظام خلافت راشدہ میں دیئے جانے والے وظائف وعملیات کی مکمل اجازت ہے جتنے اعمال و وظائف لکھے جائیں گے مجھے ان تمام کی اجازت استاذ العالمین حضرت مولانا پیر خطیب الرحمٰن نقشبندی اور مختلف صحیح العقیدہ بزرگوں سے حاصل ہے۔ اب وظائف وعملیات پیش کئے جاتے ہیں۔

اولاد کی فرمانبرداری کیلئے:

اگر بچے والدین کی نافرمانی کرتے ہوں تو تین مرتبہ باوضو سورۃ الصف (پارہ نمبر 28) پڑھ کر ان پر دم کردیں اور پانی پر دم کر کے پلائیں انشاء اللہ فرمانبردار بن جائیں گے۔

دشمن کو ذلیل کرنے کیلئے:

جو کوئی سورۃ المنافقون کو روزانہ باوضو رات کو پڑھ کر سوئے انشاء اللہ اس کے دشمن ہمیشہ ذلیل ہوں گے اور اسے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ (واضح رہے کہ اس عمل کی اجازت صرف شرعی امور کے لئے ہے)

گمشدہ چیز کیلئے:

جس وقت چیز گم ہو جائے تو فوراً گیارہ مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ظالموں کے شر سے بچاؤ کیلئے:

یَا جَبَّارُ - صبح وشام 216 بار پڑھے تو ظالموں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

وساوس میں شیطان سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے:

جس شخص کو شیطانی وساوس اور برے خیالات کثرت سے آتے ہوں تو اسے چاہیئے کہ سورۃ الناس باوضو روزانہ سو دفعہ پڑھ لیا کرے یا پانی پر دم کر کے پی لیا کرے انشاء اللہ وساوس سے حفاظت رہے گی۔

حافظہ تیز کرنے کیلئے:

سات سو چھیاسی مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پڑھ کر پانی پر دم کر کے نماز فجر کے بعد پیئے انشاء اللہ حافظہ قوی ہوگا۔

زبان میں لکنت کا علاج:

فجر اور مغرب کے بعد سورہ والتین (پارہ 30) اکیس اکیس بار پڑھی جائے تو زبان میں جو نقص ہوگا وہ دور ہو جائے گا۔

مرگی کا علاج:

اگر کوئی مرگی کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں سات مرتبہ اقامت کہیں انشاء اللہ ہوش میں آ جائے گا۔

تصنیف وتالیف میں سہولت کیلئے:

بعد از نماز فجر اکیس بار پڑھ لے انشاء اللہ بہت سہولت ہوگی

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ

عبادت کا شوق اور گناہوں سے نفرت کیلئے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

کثرت سے پڑھنا بہت مفید ہے۔

گونگے پن کا علاج:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ،وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ

مریض کو پانی پر دم کر کے روزانہ اکتالیس دفعہ اکتالیس دن تک پلائیں انشاء اللہ زبان کھل جائے گی۔

بیٹے یا بیٹی کے اچھے رشتے کیلئے:

اگر بچوں کے رشتے نہ ہوتے ہوں تو والدین میں سے کوئی ایک 21 دن تک 313 بار اس آیت مبارکہ کو پڑھیں:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا (سورہ فرقان آیت 54)

کاروبار میں ترقی اور برکت کیلئے:

کاروبار میں برکت اور ترقی کے لئے تین سو تیرہ مرتبہ صبح کو بعد از نماز فجر اور شام کو بعد از نماز عشاء پڑھے، دن کو بھی چلتے پھرتے پڑھے انشاء اللہ کاروبار میں ترقی ہوگی۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

طلب بارش کیلئے:

اگر بارش نہ ہوتی ہو تو سات مرتبہ سورہ واقعہ پابندی کے ساتھ پڑھی جائے تو انشاء اللہ بارش ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

خط وکتابت کے لئے:
قاری عمر فاروق
فاروق پبلی کیشنز بخاری چوک قاسم بازار سمندری فیصل آباد پاکستان
0302-5034802

پیپلز پارٹی کے موجودہ دورِ حکومت میں سپاہ صحابہ کراچی کے
قائدین اور کارکنوں کی شرمناک ٹارگٹ کلنگ
محترم جناب محمد ناصر شہید
محترم جناب امان اللہ شہید
محترم جناب علاؤالدین شہید
محترم جناب غلام محمد سنی شہید
خطیب اسلام جناب حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ
شہادت 14 مارچ 2010
محترم جناب حضرت مولانا معاویہ ندیم شہید
شہادت: 12 مارچ 2010
محترم جناب حافظ احمد بخش ایڈوکیٹ شہید
شہادت 15 جولائی 2009
محترم جناب مظہر الحسن ایڈوکیٹ شہید
شہادت: 15 اپریل 2009
محترم جناب انجینئر الیاس زبیر شہید
شہادت: 20 نومبر 2009
قاری شفیق الرحمن علوی شہید
شہادت: 20 نومبر 2009
محترم جناب منظور خان شہید
شہادت 16 اپریل 2010
محترم جناب محمد نثار شہید
شہادت 30 مارچ 2010
محترم جناب محمد جمال شہید
محترم جناب انور علی مراد شہید
شہادت 15 جولائی 2009
محترم جناب محمد غفران شہید
شہادت 15 جولائی 2009
ظالمو! جواب دو ـــــ خون کا حساب دو
رحمان ملک تم کہاں ہو؟ تمہیں حساب دینا ہو گا ـــــ
ہماری امن پسندی اور پاکستان سے محبت کو ہماری کمزوری نہ سمجھا
جائے اگر ہمارے ساتھیوں کی ٹارگٹ کلنگ بند نہ کی گئی تو ہم
ایسا احتجاج کریں گے جس میں حکمران تنکے کی طرح بہہ جائیں گے
مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ

CamScanner